تم سے تم تک

ام طیفور

اداس شام میں قبرستان کا ماحول بے حد سوگوار تھا۔۔۔ایک ترتیب اور سلیقے سے بنی قبروں کے اوپر پڑے پھول بھی وحشت زدہ محسوس ہوتے تھے۔۔۔اتنا شفاف اور صاف ستھرا قبرستان، لیکن تھا تو قبرستان نا۔۔۔جہاں لوگ اپنے پیارے دفناتے تھے۔۔۔وہ زندہ لوگ جو ہنستے بولتے کئی بار اس قبرستان کی چہار دیواری کے باہر سے گزرے ہوں گے، ان میں سے کئی یہیں زیر زمین پڑے تھے۔۔۔یہ امریکہ کے شہر کیلیفورنیا کے ایک قبرستان کا منظر تھا جو مسلم کمیونٹی کے لئے مختص تھا۔۔۔۔!

کچھ ہی دیر میں ایک مختصر سا سوگواران کا قافلہ کاندھوں پر جوان لاشے کا تابوت اٹھائے گیٹ سے داخل ہوا اور پہلے سے کھدی ہوئی قبر کے پاس آ ٹھہرا۔۔۔نا کوئی ماتم نا آہ و بکا۔۔۔بس دھیمی دھیمی سسکیاں اور رنج و الم سے اٹے چہرے۔۔۔اس قافلے میں ایک بھی عورت نہیں تھی۔۔۔کچھ ہی دیر میں بے حد احتیاط کے ساتھ میت کو قبر میں اتارا گیا۔۔۔ایک ادھیڑ عمر وجود لپک لپک کر قبر کی اور جانے لگا جسے دو مضبوط مردانہ ہاتھوں نے نرمی سے بھینچ لیا۔۔۔وہ ادھیڑ عمر شخص مٹی کا ڈھیر بنا وہیں قبر کی گیلی مٹی پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔۔۔۔یہ ایک دل دکھا دینے والا منظر تھا جس نے وہاں کھڑے ہر نفس کی آنکھ بھگو ڈالی تھی۔۔۔۔وہ

حسرت ویاس سے ٹکٹکی باندھے مرنے والے کا چہرہ دیکھے جارہا تھا۔۔۔اور پھر کچھ پل جاتے تھے جب مٹی ڈالی جانے لگی۔۔۔وہ شخص یکدم ادھیڑ عمری کو پھلانگتا کسی اسی سالہ بابے میں تبدیل ہو گیا جسے ہلنے جلنے تک کا یارا ناہو۔۔۔اس کی نگاہوں کے سامنے اس کی جان سے عزیز تر چہرہ ہمیشہ کے لئے چھپ رہا تھا اور وہ بے بس تھا۔۔۔دیکھتے ہی دیکھتے قبر مٹی سے بھرتی چلی گئی اور بس۔۔۔۔۔!کہانی ختم۔۔۔ایک جیتا جاگتا، ہنستا کھیلتا وجود اپنی ہزاروں امنگوں، خواہشوں اور آرزوؤں کی گٹھری کے ساتھ اس دنیا سے پردہ کر گیا تھا۔۔۔ادھیڑ عمر شخص کی آنکھ سے آخری قطرہ ٹپکا اور زیر لب بڑبڑایا۔۔۔"حشر میں ملیں گے۔۔۔فی امان اللہ۔۔۔!"اور پھر اس نے اپنا چہرہ ساتھ والے مرد کے کشادہ سینے میں چھپالیا۔۔۔۔!

اس کا جہاز جس وقت ائیر پورٹ پر لینڈ ہوا، دن کا تیسرا پہر شروع ہو چکا تھا۔۔۔مسافروں کے ہشاش بشاش چہروں کے درمیان اس کا چہرہ قدرے سپاٹ اور فکر مند تھا۔۔۔وہ پہلی بار پاکستان آیا تھا اس لئے بھی اسے اجنبیت کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔امیگریشن سے فارغ ہو کر اس نے اپنے مختصر سے سامان پر مشتمل ٹرالی بیگ کو دائیں ہاتھ سے تھاما اور بائیں ہاتھ پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھا۔۔۔پانچ بج کر دس منٹ ہو چکے تھے۔۔۔اس نے خود کو کمپوز کرنے کے لئے ایک طویل سانس لی اور ٹرالی گھسیٹتا باہر آیا۔۔۔یہاں مسافروں کو لینے کے لئے آنے والوں کا رش تھا۔۔۔بھانت بھانت کی آوازیں، جوش اور خوشی سے چہکتی بولیاں۔۔۔جس کا جتنا قریبی رشتے دار تھا، اتنا ہی انداز جوشیلا تھا۔۔۔اس نے ایک طائرانہ نگاہ اردگرد دوڑائی، گو کہ اس کے آنے کی یہاں اطلاع دے دی گئ تھی مگر پھر بھی اسے دھڑکا سا تھا کہ اگر کوئی اسے لینے نا آیا تو۔۔۔۔"اچھا ہے۔۔۔اگلی ہی فلائٹ سے واپس جاؤں گا۔۔۔"اس نے دل میں سوچا اور ائیر پورٹ

سے باہر نکل آیا۔۔۔اور یہیں ایک طرف کھڑے لڑکے کے ہاتھ میں تھامے پلے کارڈ پر لکھے نام پر اسے اپنے نام کا شبہ ہوا۔۔۔!

"یسار عباد" کے نام کا پلے کارڈ تھامے وہ لگ بھگ بیس بائیس سال کا لڑکا تھا اور اس کے پہلو میں انتہائی گوری چٹی اور اتنی ہی گپلو سی ایک لڑکی کھڑی تھی جو بمشکل پندرہ سولہ سال کی دکھائی پڑتی تھی۔۔۔۔بے بی پنک کلر کے موٹے اونی مفلر میں اس کے گال بھی ویسے ہی گلابی ہو رہے تھے۔۔ہاتھ میں ویفرز کا پیکٹ تھامے وہ مسلسل چر رہی تھی اور درمیان میں وہ ایک دفعہ ہاتھ بڑھا کر ویفر اس لڑکے کے منہ میں ڈالنے کی کوشش کرتی جسے وہ انتہائی بےزاری سے جھٹک دیتا۔۔۔یہ منظر دیکھ کر نا چاہتے ہوئے بھی اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔۔۔وہ متانت سے چلتا ان کے قریب آیا جو ابھی بھی گردنیں اچکا اچکا کر دوسری سمت دیکھ رہے تھے۔۔۔

"ایکسکیوز می۔۔۔میرا نام یسار عباد ہے۔۔۔میں کیلیفورنیا سے آیا ہوں۔۔۔۔!" اس نے ہلکا سا کھنکھار کے تعارف کروایا۔۔۔تو وہ دونوں چونک کر پلٹے۔۔۔اس لڑکے نے چند پل اس کا سر سے پیر تک جائزہ لیا اور پھر بھرپور انداز میں آگے بڑھ کر اس کے گلے آ لگا۔۔یسار کو ایسی گرمجوشی کی امید نہیں تھی، کچھ سیکنڈ وہ یونہی بےیقینی کی کیفیت میں گھرا رہا پھر اس نے بھی اپنے دونوں بازو اس کے گرد تان کر جوابی ردعمل دیا۔۔۔اس دوران وہ لڑکی آنکھیں پھاڑے اسے بس دیکھے جا رہی تھی۔۔۔

"اپنا منہ بند کرو اور آنکھیں نارمل سائز میں لے آؤ ہنی۔۔۔"آئس ایج" کا سِڈ لگ رہی ہو۔۔۔!" اس سے گلے مل کر وہ ہٹا تو اس نے ساتھ آئی لڑکی سے کہا۔۔۔۔وہ یقیناً اس کا بھائی تھا، یہ اس کے ایک جملے سے ہی ثابت ہو گیا تھا۔۔۔اس نے ساتھ ہی ایک چپت بھی اس کے سر کی پشت پر رسید کر دی تھی۔۔۔

"بائی داوے میرا نام رضا اور یہ میری چھوٹی بہن ہانیہ، جسے سب پیار سے ہنی بلاتے ہیں۔۔۔۔!" اس نے اپنے ساتھ بہن کا بھی تعارف کروایا۔۔ اس لڑکی ہنی نے یکدم ویفرز کا پیکٹ رضا کے ہاتھ میں تھمایا اور اسی کی شرٹ کی فرنٹ پاکٹ سے پوائینٹر جھپٹا اور اس کا کیپ اتار کر ہاتھ کی ہتھیلی اور پین، دونوں ہی یسار کی جانب بڑھائے۔۔۔ وہ حیران سا آنکھوں میں سوال لئے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

"پلیز آٹو گراف دے دیں۔۔۔ یقین مانیں۔۔۔ جب سے اس دنیا میں آنکھ کھولی ہے، میں نے اپنے پورے خاندان میں اتنا پیارا لڑکا نہیں دیکھا۔۔۔ سب کزنز کو دیکھ کر ہمیشہ "فرطِ افسوس" سے رقت طاری ہو جاتی ہے۔۔ اللہ نے ایک ہی بھائی دیا اس کو بھی شکل کے معاملے میں، میں نے ہمیشہ دس میں سے چار نمبر ہی دیئے۔۔۔ اب آپ کو دیکھ کر یقین نہیں آرہا کہ آپ ہمارے ہی کزن ہیں۔۔۔ آپ آٹو گراف دیں گے تو میں اپنی سب فرینڈز کو دکھاؤں گی۔۔۔ میری بھی پزیرائی ہو جائے گی۔۔۔!"

یسار عباد حیرت سے اس باتوں کی "اے ٹی ایم" مشین کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ جبکہ رضا اپنی عزت افزائی پر اسے خون آشام نظروں سے گھور رہا تھا۔۔۔ اچھا بھلا ہینڈسم نوجوان تھا وہ، پکڑ کر اپنی ہی بہن نے مٹی پلید کر دی تھی۔۔۔ حیرت رفع ہوئی تو یسار نے دھیمے سے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپایا اور اس کے ہاتھ سے پین لے کر ہتھیلی پر چھوٹے سے سگنیچرز کر دیئے۔۔۔ ہنی نے بچوں جیسی خوشی سے بھرپور مسکراہٹ لبوں پر سجائے اپنی ہتھیلی کو دیکھا اور پھر رضا کے ہاتھ سے پیکٹ واپس جھپٹ لیا۔۔۔

"گھر چلیں یسار بھائی۔۔۔ گھر میں بہت سے لوگ آپ کے شدت سے منتظر ہیں۔۔۔۔!" کچر کچر ویفرز چباتے ہوئے ہنی نے کہا تو وہ بری طرح چونکا۔۔۔ آنے والے وقت کا سوچ کر ہی اس کی تمام سوچیں ٹھٹھر کر رہ گئیں۔۔۔ گھر تک کے سفر میں وہ مسلسل خاموش رہا تھا۔۔ صرف ہنی اور رضا تمام رستے چونچیں لڑاتے

آئے تھے۔۔۔ جن حالات کو وہ فیس کرنے جا رہا تھا، وہ خود میں اس کی سکت نہیں پاتا تھا مگر اس وقت وہ کسی کی آخری امید تھا۔۔۔۔۔ اور اسے اس امید پر پورا اترنا تھا۔۔۔۔!

یہ کیلیفورنیا کی دھند آلود صبح تھی۔۔۔ انتہائی دیدہ زیب سفید رنگ سے مزین رہائشی عمارت کو چاروں طرف سے بلند و بالا درختوں نے گھیر رکھا تھا۔۔۔ اس کڑاکے کی سردی میں دو گرم خون والے سر پھرے جوان وسیع لان میں باسکٹ بال پریکٹس کر رہے تھے۔۔۔ دونوں ہی خوب لمبے تڑنگے تھے اور باسکٹ بال میں ان کی مہارت ان کی مشاقی کا ثبوت تھی۔۔۔ دونوں ہی ایک دوسرے پر باری باری سبقت لے جاتے تھے۔۔۔ داؤ کھیل کر اگر پہلا، دوسرے سے بال حاصل کر لیتا تو دوسرا نہایت پھرتی سے اسے واپس اچکتا اور اچھل کر باسکٹ کی نذر کر دیتا۔۔۔۔ دونوں کو تماشائیوں کی حاجت نہیں تھی کیونکہ ان کی اپنی چیخ پکار ہی کافی تھی۔۔۔۔ خوب کھیل چکنے کے بعد وہ دونوں وہیں نم گھاس پر چت لیٹ کر لمبے لمبے سانس لینے لگے۔۔۔ سر سے سر جوڑے سفید ٹراؤزر شرٹ میں ان دونوں کا سبز گھاس پر لیٹنے کا منظر بڑا اچھا لگ رہا تھا۔۔۔ دونوں کی نگاہوں کے سامنے دھند سے اٹا لامحدود آسمان تھا۔۔۔ وہ اس طرح لیٹ کر ہمیشہ کچھ دیر خاموشی سے آسمان کو تکا کرتے تھے۔۔ خوامخواہ، بلاوجہ۔۔۔۔! بس انہیں ایسا کرنے میں مزہ آتا تھا۔۔۔ اس وقت تک جب تک انہیں گھر کے اندر سے آرزو لودھی کی طرف سے بریک فاسٹ ریڈی ہونے کا سگنل نہیں مل جاتا تھا۔۔۔ ابھی بھی جیسے ہی ان کے کانوں میں آواز پڑی، وہ دونوں ایک دوسرے پر جھپٹتے، دھکے دیتے، گرانے کی کوشش کرتے اندر کو بھاگے۔۔۔۔ اسٹائلش اور دیدہ زیب کچن میں مٹیلک گرے رنگ کی گول ٹیبل پر ناشتے کے تمام لوازمات چنے جا چکے تھے۔۔۔۔ اسی ٹیبل کے گرد ایک چیئر پر عباد لودھی اخبار

منہ کے آگے کئیے بیٹھے تھے۔۔۔وہ دونوں ٹھیک ایک ساتھ میز کے پاس پہنچ کر چیئرز گھسیٹ کر بیٹھ گئے۔۔۔کچن میں خاموشی کا راج تھا۔۔۔آرزو کوکنگ رینج کے پاس شائد چائے کی کیٹل کے لئے کھڑی تھیں کیونکہ ایک وہی واحد شے تھی جو ٹیبل پر نہیں تھی۔۔۔اور عباد لودھی منہ کے آگے اخبار تبھی سجاتے تھے جب دونوں میں بات چیت مختصر وقفے کے لئے بند ہو جاتی تھی۔۔۔یسار نے حسان کو کہنی مارتے ہوئے ابرو کے اشارے سے پوچھا۔"کیا ہوا۔۔؟"جواب میں حسان نے بھی تولے کی زبان کو زحمت نا دیتے ہوئے دونوں کندھوں کو اچکا دیا۔۔۔آرزو بھی کیٹل لئے چپ چاپ آ کر بیٹھ گئیں اور اب بڑے سلیقے سے اپنے شوہر کے لئے سلائس پر بٹر لگا کر ان کے آگے پڑی پلیٹ میں رکھا اور متوجہ کرنے کے لئے پاس پڑا فورک ان کی پلیٹ پر بجایا۔۔۔عباد لودھی کا ہاتھ اخبار کے نیچے سے سلائس ٹٹولتا ہوا پلیٹ تک آیا اور اسے پکڑ کر جیسے آیا تھا ویسے ہی واپس اخبار کے پیچھے غائب ہو گیا۔۔۔یسار اور حسان نے ان کی اس حرکت پر بمشکل ہنسی روکی تھی جبکہ آرزو کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ان کے ہاتھ گرم۔ کیٹل پر لگا دیں۔۔۔وہ مسلسل ناک سے تیز اور بھاری سانس چھوڑ کر اپنے غصے کا اظہار کر رہی تھیں۔۔۔۔

"کیا بابا۔۔۔نیچے کریں یہ دیوار ورنہ ہم اسے گرا دیں گے۔۔۔۔!"یسار نے ماحول گھمبیر ہوتے دیکھا تو مذاقاً عباد لودھی کے ہاتھوں سے اخبار تھام کر سائیڈ پر رکھا اور انہیں آنکھوں سے اشارہ کیا۔۔۔

"ہاں۔۔ہاں گرا دو، سب گرا دو مجھے۔۔۔میں ہی تو ہوں وہ دیوار جو تم لوگوں کے آگے کھڑا ہے۔۔۔!"

عباد لودھی غیر سنجیدگی سے بولے لیکن یسار اور حسان نے ایک ساتھ ان کے ہاتھ تھام لئے تھے۔۔۔

"پلیز بڑے بابا۔۔۔ایسا دوبارہ مت کہیئے گا۔۔۔آپ کو خود نہیں اندازہ آپ ہمارے لئے کیا ہیں۔۔۔!"

حسان کی آنکھیں نم ہوئیں تو پیار اٹھا اور عباد لودھی کے پیچھے کھڑے ہو کر ان کی گردن میں بازو ڈال دئے۔۔۔

"بابا۔۔۔آپ بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ ہم سب کی آپ میں جان ہے۔۔۔ہم آپ سے بے پناہ محبت کرتے ہیں اس لئے آپ ہمیں ایموشنل بلیک میل کرنے کی کوشش ترک کر دیں اور اچھے ہسبنڈ کی طرح ماما کی بات مان لیں۔۔۔!"

عباد لودھی جو اپنا جذباتی وار کامیاب جانے پر خوش ہو رہے تھے یکدم جھاگ کی طرح بیٹھ گئے جبکہ آرزو کا چہرہ چمک اٹھا۔۔۔

"دیکھا۔۔۔یہ ہے میرا بیٹا! اور اب آپ شرافت سے میری بات مانیں اور چلیں پندرہ دن کے لئے میرے ساتھ لاس اینجلس۔۔۔غضب خدا کا! ایک ہی بچی ہے آپ کی، اس کے گھر کی پہلی خوشی، پہلا بچہ ۔۔۔۔کتنے شوق اور مان سے اس کے ساس سسر نے انویٹیشن دیا ہے اور آپ ہیں کہ نخرے ہی ختم نہیں ہو رہے۔۔۔۔!" آرزو تیز تیز بولتی چلی گئیں، ہاتھوں میں بھی جان سی پڑ گئی جو اب تیزی سے مگوں میں چائے انڈیل رہی تھیں۔۔۔حسان کو ساری بات اب سمجھ آئی تھی اور وہ آرزو ماما کو حق بجانب سمجھ رہا تھا۔۔۔!

"یار آرزو! میں کروں گا کیا وہاں جا کے۔۔۔تم تو اپنی بیٹی کی ناز برداریوں کے لئے اس کے روم میں ہو گی اور میں بے چارہ اس کے خبطی سسر کے پاس نہتا، بنا کسی سہارے کے بیٹھا رہا کروں گا۔۔۔قسم لے لو جو مجھے اس "آئن سٹائن کے جر ثومے" کی باتیں سمجھ آتی ہوں۔۔۔اوپر سے مجھ سے ملتے ہی پہلا فقرہ اس بندہ خدا کا یہی ہوتا ہے۔۔۔" آخاہ! اب آیا نا میرا مزاج شناس۔۔۔"ہونہہ۔۔۔! سارا زمانہ طالبعلمی سائنس سے بھاگ

بھاگ کر پیروں میں آبلے پڑ گئے اور یہ جناب ہیں کہ مجھے اس عمر میں فزکس کی تھیوریز رٹانے کے درپر ہیں۔۔۔۔!"عباد صاحب کو بیٹی کے سسر سے اتنے شکوے تھے جتنے خود ان صاحب کی بیگم کو نا ہوں گے۔۔۔وہ سائنس دان تھے، ویسے تو اب ریٹائرڈ لائف گزار رہے تھے لیکن بھلا گھوڑا گھاس سے کیسے دور رہ سکتا ہے۔۔۔یہی حال ان کا بھی تھا، بات شروع بھی نت نئی ریسرچ سے ہوتی اور ختم بھی جدید تھیوریز پر کرتے۔۔۔۔!

یسار اور حسان ہنس ہنس کر دہرے ہوئے جا رہے تھے اور آرزو تینوں کو خشمگیں نگاہوں سے گھور رہی تھیں۔۔۔ان کا موڈ نئے سرے سے آف ہو گیا تھا۔۔۔وہ واک آؤٹ کرنے ہی والی تھیں جب عباد صاحب نے انہیں بازو سے تھام کر دوبارہ کرسی ہر بٹھا دیا۔۔۔حسان اور یسار بھی سنجیدہ ہوتے ناشتے کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔

"ناراض کیوں ہوتی ہو۔۔۔مان تو گیا ہوں۔۔۔!"

"ستر باتیں سنا کر ماننے تو کیا فائدہ۔۔۔عباد آپ رشتوں کی نزاکت کو کب سمجھیں گے۔۔۔پہلے ہی ہمارے پاس ان رشتوں کے نام پر بچا ہی کیا ہے۔۔۔کچھ بھی تو نہیں۔۔کمر بھی ننگی اور پیٹ بھی۔۔۔!" آرزو کا لہجہ بھیگ گیا، ان پر افسردگی طاری ہو رہی تھی۔۔۔اور ایسا جب بھی ہوتا تو وہ عموماً نوسٹیلجک ہو جاتی تھیں اور بیمار پڑ جاتی تھیں، اس لئے وہ تینوں انہیں بہلائے رکھتے تھے۔۔۔

"آرزو ماما۔۔۔! آپ کیوں سوچتی ہیں ایسا۔۔۔ہم سب ہیں نا آپ کے رشتے ناتے۔۔۔کیوں یار۔۔۔؟"

حسان نے آرزو کا ہاتھ محبت سے تھام کر یسار سے تائید چاہی۔۔۔اس نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تو ان کے چہرے پر بھی پھیکی سی مسکان ٹھہر گئی۔۔۔۔عباد صاحب چمچ کو پلیٹ پر بجاتے ہوئے بولے

"چلو چلو۔۔۔ جلدی ناشتہ ختم کرو۔۔۔ میں اسٹور پر جا کر مینیجر اور ورکرز کو کچھ ضروری انسٹرکشنز دے آؤں گا۔۔ ساتھ تم دونوں بھی چکر لگاتے رہنا۔۔ اب بیگم راضی رکھنے کے لئے پاپڑ تو بیلنے پڑیں گے نا۔۔۔!"

"ڈونٹ وری بڑے بابا۔۔۔! آپ بیل کے چھوڑ جایئے گا، میں اور یار (یسار) مل کر تل لیں گے۔۔۔!"

حسان کی بات پر وہ سب ہنس پڑے تھے۔۔۔ اور اب ٹیبل پر ناشتے کے ساتھ ساتھ باتوں کا لامحدود سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔۔۔ اندر کچن کے ماحول میں رشتوں اور چاہت کی گرمی ہلکورے لے رہی تھی لیکن کھڑکی سے نظر آتا باہر کا منظر بے حد سرد اور دھند آلود تھا۔۔۔!

گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔۔۔ وہ سوچوں کے گرداب سے باہر نکل آیا۔۔۔ رضا گاڑی سے اتر کر ڈگی سے اس کا سامان نکالنے لگا جبکہ ہنی اتر کر اسے ویلکم کرنے کے انداز میں کھڑی تھی۔۔۔ یسار عباد نے ایک تفصیلی نگاہ اس وسیع و عریض کوٹھی پر ڈالی جس کے پورچ میں اس وقت وہ لوگ موجود تھے۔۔۔ سامنے خوبصورت لان کے وسط میں فوارہ نصب تھا جس کا پانی دھوپ کی روشنی میں موتیوں کی لڑیاں پروتا بہہ رہا تھا۔۔۔ ایک پل کو اسے حیرت نے لپیٹ میں لے لیا کہ اس کی ماما کا میکہ اتنا عالیشان ہے۔۔۔ یہ وہ گھر تھا جہاں آرزو لودھی کا بچپن اور جوانی کے کئی سال گزرے تھے۔۔۔ اسے آرزو کا میکے کے لئے رونا اور کرلانا یاد آیا لیکن رضا کی آواز نے اس کا ارتکاز توڑ دیا۔۔۔ وہ اس کی معیت میں اندر کی جانب بڑھا۔۔۔ جوں جوں وہ گھر کے اندر داخل ہو رہا تھا توں توں وہ گھر کی در و دیوار سے ٹپکتی امارت سے متاثر بھی ہو رہا تھا۔۔۔۔ لیکن اس سے بھی بڑا جھٹکا اسے اپنی نانی اور ممانی کو دیکھ کر لگا۔۔۔ اتنی سادگی اور نفاست کہ کہیں سے معلوم نا پڑتا تھا

کہ یہ دونوں خواتین اس عالیشان محل کی مکین ہیں۔۔۔۔اس کی نانی، زہرہ خاتون اس پر نگاہ پڑتے ہی بمشکل اس کی ممانی کے سہارے کھڑی ہو گئیں۔۔۔۔ان پر رقت طاری ہو رہی تھی اور پھر جیسے ہی یسار ان کے گلے لگا، وہ اسے سینے سے لپٹائے بری طرح سے رو دیں۔۔۔۔ان کا بوڑھا وجود کپکپانے لگا۔۔۔۔وہ بار بار "میری آرزو، میری آرزو" کہہ کر اس کا چہرہ اور ہاتھ چومتی تھیں۔۔۔ان کے قریب کھڑی خاتون جو اس کی ممانی تھیں، وہ بھی اس سے بے حد محبت اور اپنائیت سے ملیں۔۔۔۔وہ غضب کی حسین تھیں لیکن اس سے بھی بڑھ کر سادہ۔۔۔۔مکمل لباس میں گرے رنگ کی چادر اوڑھے وہ بہت متاثر کن تھیں۔۔۔۔!

کھانے میں ابھی وقت تھا مگر پھر بھی ممانی نے اس سے پوچھا تھا، وہ صاف انکار کر گیا کیونکہ اول تو فلائٹ میں ہی اس نے ہلکا پھلکا لے لیا تھا دوسرا یہاں آتے ہی اس کا دل مزید بوجھل ہو گیا تھا اس لئے وہ جلد از جلد اپنے کمرے میں جانا چاہتا تھا مگر زہرہ خاتون کے کہنے پر ملازمہ نے جھٹ پٹ چائے اور لوازمات چن دئے، اسے مجبوراً تھوڑا بہت لینا پڑا۔۔۔۔اس دوران ہنی اور رضا مسلسل باتیں کرتے رہے تھے اور وہ مقدور بھر جواب بھی دے رہا تھا۔ اور جب باتوں باتوں میں ہی تین ماہ پہلے ماموں کے گزر جانے کا ذکر ہوا تو وہ یکدم چپ سا کر گیا۔۔۔۔سارے ماحول پر سوگواری سی چھا گئی۔۔۔زہرہ خاتون کی بوڑھی آنکھیں جوان بیٹے کے غم سے بوجھل ہو گئیں۔۔۔۔اسے ممانی کی سادگی کا کارن بھی سمجھ آ گیا۔۔۔۔اس کے چہرے کے تاثرات سے زہرہ خاتون نے نا جانے کیا اخذ کیا کہ اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولیں۔۔۔۔

"ابھی تھکے ہوئے آئے ہو۔۔۔کچھ بھی مت سوچو۔۔۔۔بڑا وقت پڑا ہے ان گتھیوں کو سلجھانے کا۔۔۔۔ابھی آرام کرو۔۔۔!"

ممانی نے رضا کو اسے کمرہ دکھانے کو کہا تو وہ خاموشی سے اس کے پیچھے ہو لیا۔۔۔ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اس کے کانوں میں زہرہ خاتون کی آواز پڑی تھی،وہ ممانی سے کہہ رہی تھیں۔۔۔

"اپنے داجی کو بھی بتا دو فاطمہ کہ ان کا نواسا آیا ہے تاکہ وہ اسے ملیں تو ان کے اعصاب پر کہیں یہ سب بھاری نا گزرے۔۔۔!"

اور وہ تو یکسر بھول ہی گیا تھا کہ اس گھر میں اس کے نانا بھی ہیں۔۔۔وہی جن کی وجہ سے اسے پاکستان آتے ہوئے جھجک سی تھی۔۔۔جن کا جاہ جلال آج بھی پردیس بیٹھی آرزو کو ٹھٹرا دیتا تھا۔۔۔اس کے نانا ایک سخت گیر اور دبنگ شخصیت۔۔۔"خان اللہ یار خان۔۔۔"!

زینیا،عباد لودھی اور آرزو کی اکلوتی بیٹی تھی۔۔۔لاس اینجلس میں رہائش پزیر اچھی پاکستانی فیملی میں اس کی شادی ہوئی تھی۔۔۔۔شادی کے تین برس بعد اس کے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی تھی۔۔۔ آرزو کے تو پاؤں زمین پر نا ٹکتے تھے،خوش عباد صاحب بھی بے حد تھے مگر مردوں کے اظہار کے انداز اور ہوتے ہیں۔۔۔وہ اتنے دن کے لئے بیٹی کے سسرال جا کر رہنے کو بلکل بھی راضی نہیں تھے مگر ان لوگوں کے بے حد اصرار اور آرزو کی ضد کے ہاتھوں مجبور ہو کر چلے گئے تھے۔۔۔ آج دو دن ہو گئے تھے انہیں گئے ہوئے اور گھر میں یسار اور حسان کی موجیں لگی ہوئی تھیں۔۔۔ آرزو بہت کچھ ان دونوں کا من پسند بنا کر فریز کر گئیں تھیں مگر یہاں ہڈیوں میں چین ہی کہاں تھا۔۔۔ہر روز جاب سے واپسی پر دونوں ایپرن پہنے کچن میں

پائے جاتے اور بقول حسان کے ایسے ایسے بیہودہ ذائقے یہ دونوں دریافت کر چکے تھے کہ یہ ان کے لئے کسی اعزاز سے کم نہیں تھا۔۔۔۔یقیناً آرزو اپنے اتنے خوبصورت کچن کیبنٹس کی اندرونی حالت دیکھ لیتیں تو غش کھا کر گرنا فرض ہو جاتا۔۔۔آج بھی دونوں اسٹیک بنانے کے لئے گوشت کے پارچوں اور مسالا جات سے نبرد آزما تھے مگر یہی پلے نہیں پڑ رہا تھا کہ گوشت کو مسالا پہلے لگانا ہے یا گرل پہلے کرنا ہے۔۔۔یسار بضد تھا کہ اسے پہلے گرل کرنا ہے مگر حسان نے اسے یوٹیوب اوپن کر کے وہاں سے ریسیپی دکھا دی تب اس کا منہ بند ہوا۔۔۔۔

"ویسے سانی۔۔۔کبھی میں سوچتا ہوں کہ اگر میں نا ہوتا تو تمہارا کیا بنتا۔۔۔!"یسار نے گوشت پر مسٹرڈ پیسٹ لگاتے ہوئے کہا۔۔۔

"تمہاری غلط فہمی ہے یار۔۔۔تو ہے تب ہی تو میرا کچھ بن نہیں رہا۔۔۔کمینے۔!"حسان نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے پین میں اولیو آئل ڈالا۔۔یسار نے ہاتھ میں تھامے ٹونگ سے اس کے بازو میں چٹکی بھری۔۔

"شکل دیکھی ہے اپنی۔۔۔میں تیرے ساتھ چلتا ہوں تو چار لڑکیاں مڑ کر دیکھ لیتی ہیں۔۔تین میری طرف اور ایک تیری طرف،ورنہ تو تجھے دیکھ کر لڑکیوں کے منہ سے بڈی اور برو کے علاوہ تیسرا لفظ نہیں نکلتا۔۔۔ایویں تو نہیں جیری تجھے چھوڑ کر میرے پیچھے چلی آتی تھی۔۔۔!"میرینیٹڈ پارچوں کو پین میں رکھتے ہوئے یسار نے بڑے فخر سے کہا تھا،جواباً حسان دونوں ابرو اچکاتے ہوئے اسے سر سے پیر تک گھورتے ہوئے بولا۔۔۔

"اوہیلو۔۔۔!وہ جیری کی بچی میرے ہی پیچھے تھی۔۔۔اور اس بات کی گواہ آدھی یونی تھی۔۔۔میں نے لفٹ نہیں کرائی تب جا کر اس نے تجھے گھاس ڈالی جو تو آرام سے چر گیا۔۔۔!"یونیورسٹی لائف میں جینیفر

نامی لڑکی حسان پر بری طرح لٹو تھی مگر حسان کو وہ زہر لگتی تھی۔۔جیری نے بڑی کوشش کی حسان کو لائن پر لانے کی مگر وہ اس کے ہاتھ آ کے نہیں دیا،تب کہیں جا کر اس نے یسار کو لفٹ کرائی اور چار دن دوستی چلا کر یہ جاوہ جا۔۔۔کیونکہ اس کی جو ڈیمانڈز تھیں وہ نا تو یسار کی تربیت تھی نا فطرت لہذا جیری بددل ہو کر اسے کچھ ہی دن میں چھوڑ چھاڑ گئی۔۔۔مگر دونوں پریکٹیکل لائف میں آنے کے باوجود ایک دوسرے کو اس کے نام سے چھیڑتے تھے۔۔۔۔۔

"ہااااا!شٹ۔۔۔۔!میں یعنی کہ یسار عباد ایک لڑکی کے ہاتھوں بے وقوف بن گیا۔۔۔اففففف!میرے کریڈٹ پر ایسی شرمندگی۔۔۔بس!مجھے جینے کا کوئی حق نہیں،مجھے یہ دو نمبر دنیا چھوڑ جانا چاہئے۔۔۔۔۔سوچ رہا ہوں مر لوں اب۔۔۔۔۔!"وہ مصنوعی بے چارگی طاری کئے مسلسل بک بک کر رہا تھا جب یکدم حسان طیش سے آگے بڑھا اور اسٹو و پر رکھے پین کو اٹھایا اور کچن کی ونڈو سے باہر کمپاؤنڈ میں اچھال دیا۔۔۔ساتھ والے ہمسائے مارک کا کتا بڑی بھاگتا ہوا آیا اور ادھ پکے اسٹیک پر منہ مارنے لگا۔۔۔یسار ہکا بکا کھڑا دیکھتا رہ گیا۔۔۔حسان کا رویہ اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔۔۔اس نے آگے بڑھ کر پیٹھ موڑے کھڑے حسان کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ ایک جھٹکے سے پلٹا اور یسار کو اپنے سینے میں بھینچ لیا۔۔۔

"تجھے پتا ہے نا تو میرے لئے کیا ہے۔۔۔پھر بھی،پھر بھی ایسی بکواس کی۔۔۔۔اس پوری دنیا میں یار سے بڑھ کر حسان کے لئے کچھ بھی نہیں۔۔۔اس کی خود کی زندگی بھی نہیں۔۔۔آئندہ اگر ایسی بات منہ سے نکالی تو میں تیرا منہ توڑ ڈالوں گا یار۔۔۔۔!"وہ ہمیشہ سے یسار کو یار بلانے کا عادی تھا مگر وہ اس حد تک اسے اہم جانتا تھا یہ یسار کو آج معلوم ہوا تھا۔۔۔اس کی اتنی محبت پر انکھیں بھیگ گئی تھیں۔۔اس نے بھرپور گرمجوشی کے ساتھ اسے سینے سے لگا لیا۔۔۔۔

"چل۔۔۔چل۔۔۔زیادہ سینٹی ناہو۔۔۔۔مجھے ایسے لوگ مینٹل لگتے ہیں۔۔۔۔سمجھا۔۔!"یسار نے ماحول کو ہلکا پھلکا کرنے کی غرض سے مذاقا کہا۔۔۔ساتھ ہی سر کھجاتے ہوئے حسان کو کن اکھیوں سے دیکھا اور چہرے پر مسکینیت طاری کرتے ہوئے بولا۔۔۔

"اور اب تو میری محبت میں اتنا اندھا ہو ہی رہا ہے تو کل مجھے اپنے نئے اسنیکرز دے دے۔۔۔۔قسم سے چار پانچ گھنٹے میں واپس کر دوں گا۔۔۔!"

"ہر گز نہیں۔۔۔۔میں کبھی بھی تیری محبت میں اتنا اندھا نہیں ہو سکتا کہ تجھے اپنے اتنے قیمتی اسنیکرز دے دوں۔۔۔!"حسان نے فوراواپس کاؤنٹر کی طرف منہ پھیرا اور آنکھیں ماتھے پر رکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"دیکھ لے۔۔۔بھائی نہیں ہے۔۔۔۔کل کو میں بھی تیرے کام آؤں گا۔۔۔دیکھ نا پلیز۔۔۔اوفیلیا نے اپنی برتھ ڈے پر انوائیٹ کیا ہے مجھے۔۔۔۔صرف چند گھنٹوں کی تو بات ہے۔۔۔دے دے نا۔۔۔!"

"ہر گز نہیں۔۔۔۔چھٹی کر۔۔۔۔پچھلی دفعہ اتنا مہنگا کوٹ برباد کر آئے تھے۔۔۔۔کوئی عقل کا اندھا ہی ہو تا ہو گا جو بیچ پر کوٹ پہن کر جائے۔۔۔۔!"

"وہہہہ۔۔۔۔۔!وہ تو کوئی ایونٹ ہی نہیں آرہا تھا کہ میں تیرا کوٹ پہن پاتا اس لئے سوچا بیچ پر ہی سہی۔۔۔۔۔!"

"ایک نمبر کا کمینہ انسان ہے تو۔۔۔چل شاباش کوئی نہیں دینے میں نے اسنیکرز۔۔۔۔تجھے دینے سے بہتر ہے میں انہیں رولر کے نیچے دے دوں۔۔۔۔بلٹ ٹرین کے ٹریک پر دے دوں۔۔۔۔بلکہ یہ ساتھ والے مارک کو دے دوں۔۔۔۔پر تجھے نہیں دوں گا۔۔۔۔۔!"حسان نے اسے چڑانے کی حد کر دی۔۔۔یسار نے تاؤ کھاتے ہوئے پانی سے بھرا جگ حسان کے اوپر اچھال دیا۔۔۔وہ اس افتاد کے لئے ہر گز تیار نہیں تھا سو کچھ پل تو

بے یقینی سے اپنے گیلے وجود اور کچن فلور پر پھیلے پانی کو دیکھتا رہا اور پھر جیسے غدر ہی مچ گیا۔۔۔دونوں کے جو ہاتھ آیا، ایک دوسرے پر اچھال مارا۔۔۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ کچن کی ابتر ہوتی حالت ان کے بس سے باہر ہو رہی تھی اور انہیں بعد میں اسے سمیٹتے دانتوں پسینہ آنے والا ہے۔۔۔۔کچن کی کھڑکی سے باہر کھڑے ہو کر اس منظر پر نگاہ ڈالو تو زندگی سے لطف اندوز ہوتے ان نوجوانوں پر خود زندگی کو رشک آجائے۔۔۔مگر جب "رشک "کاش نکل جائے تو زندگی "رک" جاتی ہے۔۔۔۔۔!

وہ ناجانے کتنی دیر سویا تھا کیونکہ جس وقت وہ نہا کر بیڈ پر لیٹا تھا تو کھڑکی کے پار ڈھلتے سورج کی روشنی ابھی باقی تھی مگر اب جب آنکھ کھلی تو یکسر تاریکی۔۔۔۔۔!اس کا کمرہ بھی اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔اس نے ٹٹول کر سائیڈ ٹیبل سے لیمپ کا بٹن ڈھونڈا اور اسے آن کر دیا۔۔ہلکی زرد روشنی سارے کمرے میں پھیل گئی۔۔۔سامنے وال کلاک لگا تھا، رات کے آٹھ بج رہے تھے۔۔۔وہ کافی دیر سویا تھا اور اب اسے بھوک بھی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔لیکن کمرے سے باہر جانے سے پہلے اس نے سیل فون نکالا اور کیلیفورنیا کال ملائی۔۔۔وہاں دوسری ہی بیل پر کال ریسیو کر لی گئی تھی۔۔۔وہ کچھ کچھ شرمندہ سا بات کر رہا تھا، یقیناً وہاں اس کے دیر سے کال کرنے پر پریشانی ہو رہی تھی۔۔۔ایک دو ادھر ادھر کی باتوں کے بعد اس نے آرزو کا حال پوچھا اور پھر مایوس سا آنکھیں مسلنے لگا۔۔۔کال ختم ہوئی تو وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔۔۔بیڈ کے بلکل سامنے ڈریسنگ ٹیبل تھا اور وہاں ضروری تمام لوازمات پڑے تھے۔۔۔اس نے بالوں میں برش کیا، چہرے پر ہاتھ پھیرا اور کمرے سے باہر آگیا۔۔۔سیڑھیاں اترتے ہی دائیں جانب ڈائننگ ہال تھا جہاں کھانا بلکل تیار تھا مگر

پتا چلتا تھا جیسے اسی کا انتظار ہے۔۔۔ جیسے ہی وہ آیا تھا، لاؤنج میں بیٹھی ہنی نے شور مچا مچا کر سب کو اکھٹا کر لیا تھا۔۔۔۔

"قسم سے یسار بھائی۔۔۔ پیٹ میں میراتھن ریس لگی ہے۔۔۔ اور اس گھر کی ظالم خواتین کھانے کو سونگھنے بھی نہیں دے رہیں۔۔۔ اب کب تک میں چپس، چاکلیٹ پر گزارا کروں۔۔۔ اوپر سے ماما نے دیسی، بدیسی ملا کر پانچ ڈشز بنائی ہیں لیکن آپ تھے کہ اٹھنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔۔۔۔۔!"

اس کی ایک تار چلتی زبان کو فاطمہ ممانی کی چپت نے بند کیا تھا۔۔۔ وہ نفاست اور سلیقے سے سجی سلاد کی ڈش لے کر کچن سے باہر نکلی تھیں۔۔۔۔

"اس کو فضول کھانے کی اور بک بک کرنے کی عادت ہے بیٹا۔۔۔ آپ برا نا منانا۔۔۔ بس سن لیا کرو۔۔۔ چلو آؤ۔۔۔ آپ ہی کا ویٹ ہو رہا تھا۔۔۔ کھانا ٹھنڈا نا ہو جائے۔۔۔۔!" وہ رسان سے کہتیں اس کا بازو محبت سے تھام کر ڈائیننگ روم کی طرف بڑھیں، دوسرے ہاتھ میں تھامی سلاد کی ڈش انہوں نے ٹیبل پر رکھی۔۔۔ یسار ان کے اس اپنائیت بھرے انداز پر دل ہی دل میں شرمندگی بھی محسوس کر رہا تھا اور اسے ان کی سادگی پر حیرت بھی تھی۔۔۔ وہ اس سے یوں مخاطب تھیں جیسے ہمیشہ سے وہ یہاں آتا رہا ہو حالانکہ اپنی چوبیس سالہ زندگی میں وہ پہلی بار پاکستان آیا تھا۔۔۔ وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا تو سامنے سے ہنی، زہرہ خاتون کا ہاتھ تھامے انہیں وہیں لئے چلی آئی۔۔۔ وہ احتراما کھڑا ہو گیا، انہوں نے فورا اسے واپس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔

"کھانا شروع کرو یسار بیٹا۔۔۔ آپ بھی ڈالیں ادے۔۔۔۔۔!" ممانی نے بھاپ اڑاتے پلاؤ کی ڈش زہرہ خاتون کے آگے کی۔۔۔ لیکن انہوں نے بڑی محبت سے پہلے یسار کی پلیٹ کو بھرا۔۔۔ اس کی طرف گاہے بگاہے دیکھتے ان کی نظریں بھیگ رہی تھیں۔۔۔

"فاطمہ۔۔۔۔ بیٹا سلسبیل کہاں ہے۔۔۔ اسے بھی بلواؤ۔۔۔ ہزار بار کہا ہے اس لڑکی سے کہ رات کے کھانے پر تو کم از کم بنا بلاوے کے آجایا کرے مگر اس کی بھی اپنی ہی مرضیاں ہیں۔۔۔۔!" زہرہ خاتون نے ممانی سے کہا تھا۔۔۔۔ سلسبیل۔ کا نام سنتے ہی اس کے سارے جسم میں پھریری سی دوڑ گئی۔۔۔ غائبانہ تعارف سب سے زیادہ اسی ہستی سے تو تھا۔۔ "اللہ جانے سامنے آکر کیسے ری ایکٹ کرتی ہے" یسار نے دل میں سوچا۔۔۔ وہ غائب دماغی سے لقمے لیتا سوچ جا رہا تھا جب اس کے بلکل سامنے والی چیئر پر ہنی کے پہلو میں جیسے کوئی اپسرا اتری تھی۔۔۔۔ وہ چند پل ہاتھ روک کر اسے دیکھنے پر مجبور ہو گیا۔۔۔ آنے والی نے سب کو مشترکہ سلام کیا اور پلیٹ میں کھانا نکالنے لگی۔۔۔ غضب کی بے نیازی تھی۔۔۔۔ زہرہ خاتون نے ناگواری سے اسے گھورا مگر لہجہ ملائم رکھتے ہوئے گویا ہوئیں۔۔۔

"سلسبیل بیٹا۔۔۔ آپ اپنی پھپھو کے بیٹے سے نہیں ملی۔۔۔ یہ ہمارے گھر پہلی بار آیا ہے۔۔۔" پھر وہ یسار سے مخاطب ہوئیں "یسار بیٹا یہ سلسبیل ہے، تمہارے ماموں کی سب سے بڑی بیٹی۔۔۔ سارا دن کالج میں لڑکیوں کے ساتھ مغزماری کرتی ہے اور گھر آکر اپنے اسٹوڈیو میں گھس جاتی ہے جہاں رنگوں سے الجھتی رہتی ہے۔۔۔!" اسقدر تفصیلی تعارف پر جہاں یسار کی آنکھوں میں دلچسپی کا تاثر ابھرا تھا وہیں سلسبیل کے ماتھے پر ناگواری سے شکن نمودار ہوئی تھی۔۔۔ ہنی منہ چلاتے ہوئے بیچ میں کود ی۔۔۔

"اصل میں یسار بھائی۔۔۔ہماری آپی خود جتنی خوبصورت ہیں نا ان کا مزاج اتنا ہی ڈھیلا ہے۔۔۔۔انہیں لوگوں سے گھلنا ملنا ذرا پسند نہیں ہے۔۔۔۔۔اس لئے ان کے حصے کا میں ہی مل ملا لیتی ہوں سب کو۔۔۔۔!"وہ اپنی بات پر خود ہی قہقہہ مارتی محظوظ ہوئی۔۔۔زہرہ خاتون بھی ہنس دیں۔۔۔ممانی نے مسکراہٹ دباتے ہوئے اسے ٹوکا۔۔۔

"تم منہ بند کر کے کھانا کھاؤ۔۔۔۔اور سونے سے پہلے سب کو دودھ دینا ہے تم نے۔۔۔۔اپنی آپی کو بھی۔۔۔۔!"انہیں نے اسے رات کی ڈیوٹی یاد کرائی۔۔۔۔

"نہیں ماما۔۔۔میں نہیں پئیوں گی۔۔۔۔میری طبیعت بوجھل رہتی ہے۔۔۔۔رضا کہاں ہے۔۔۔۔۔؟"اس نے انکار کرتے ہوئے رضا کی بابت پوچھ کر موضوع سے دھیان ہٹایا تھا۔۔۔۔یسار کو وہ بلکل نظر انداز کر گئی تھی۔۔۔۔۔

"رضا تمہارے دا جی کو کھانا کھلا رہا ہے۔۔۔۔بس فارغ ہونے والا ہو گا۔۔۔۔۔!"جواب زہرہ خاتون نے دیا تھا اور ساتھ ہی یسار پر ایک اچٹتی نگاہ ڈالی۔۔۔۔شائد انہیں یسار کو اس کے نانا سے ملوانا مشکل مرحلہ لگ رہا تھا۔۔۔۔وہ خود بھی کچھ کنفیوز تھا۔۔۔۔۔اس نے کن اکھیوں سے سلسبیل کو دیکھا اور جی جان سے اس خاندان کی خوبصورتی کا قائل ہو گیا۔۔۔۔۔اس کی ماما آرزو سے لے کر یہاں پر ہر ایک حسن و جمال میں بے مثال تھا۔۔۔۔وہ خود بھی بے حد ہینڈ سم تھا،اس کی ہائیٹ،کسرتی جسم اور شفاف رنگت پر دل کش نین نقش نظر انداز کئے جانے والے نہیں تھے مگر رضا کی بھی مردانہ وجاہت سر چڑھ کر بولتی تھی۔۔۔۔فاطمہ ممانی اس عمر میں بھی غضب ڈھاتی تھیں،کہیں سے بھی وہ تین جوان بچوں کی ماں نہیں لگتی تھیں،ابھی وہ بلا کی سادہ تھیں۔۔۔۔اس کی نانی پر کسی ریاست کی طرحدار ملکہ کا گمان ہوتا تھا۔۔۔۔یہاں سب انہیں "انیہ بی" کہہ کر

مخاطب کر رہے تھے اسے یکدم نانا کو دیکھنے کی خواہش جاگی۔۔۔ کیسا ہو گا وہ جاہ و حشمت کا کوہ، جس سے ٹکرا کے بڑے بڑے ریزہ ریزہ ہو گئے۔۔۔۔ چمچوں کی کھنکھناہٹ سے اس کا ارتکاز ٹوٹا۔۔۔ سب کھانا کھا چکے تھے، اس نے بھی ہاتھ کھینچ لیا۔۔۔ سلسبیل کب کی وہاں سے جا چکی تھی۔۔۔ فاطمہ ممانی، ملازمہ کے ساتھ برتن اٹھوا رہی تھیں۔۔۔ ہنی بھی وہاں موجود نہیں تھی۔۔۔ ٹیبل پر اب صرف وہ اور زہرہ خاتون تھے اور دونوں ہی اپنی اپنی جگہ فکرمند اور سوچوں میں غلطاں۔۔۔ وہ خود کو "خان اللہ یار خان" سے ملنے کے لئے ذہنی طور پر تیار کرنے لگا۔۔۔۔۔!

"تجھے کیا لگتا ہے کہ انسان کی شادی کی بہترین عمر کون سی ہے سائی۔۔۔!" وہ دونوں ہاتھوں کو سر کی پشت پر باندھے، لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے حسان سے پوچھ رہا تھا۔۔۔ حسان نے ایک پل کو اپنے موبائل سے نظریں ہٹا کر یسار کو دیکھا اور لاپرواہی سے بولا۔۔۔

"جب اس کے دودھ کے دانت اتر جائیں۔۔۔۔!"

"بکواس نا کر اوئے۔۔۔ وہ تو آٹھ نو سال کی عمر میں ہی اتر جاتے ہیں۔۔۔!"

"اچھا تو جب اس کی عقل داڑھیں نکل آئیں۔۔۔!"

"یہ اس سے بھی بڑی چول ماری تم نے۔۔۔ بابا کی ایک بھی عقل داڑھ نہیں ہے۔۔۔ بقول ان کے۔۔۔!"
"

"تو پھر جا میرا سر نا کھا۔۔۔۔ اور جا کے نکاح پڑھوا لے کیونکہ جب شادی کا ہڑکا لگ جائے تو کروا لینی چاہئیے۔۔۔۔!" حسان نے دوٹوک کہنے پر یسار کھسیانا سا ہو کر ہنس دیا۔۔۔

"اچھا تو یہ بتا کہ بندے کو شادی ننھیال میں کروانی چاہئے یا ددھیال میں۔۔۔۔۔!"

"ایڈیٹ۔۔۔۔!"حسان نے پاؤں کے پاس پڑا فٹبال یکدم یسار کی طرف اچھال دیا جسے اس نے کمال مہارت سے کیچ کر لیا۔۔۔"ددھیال میں تو تیرے صرف میں ہی اکلوتا کزن ہوں۔۔۔تم نے کہاں کرانی ہے شادی۔۔۔؟اور اگر کوئی دور پار کی ہماری پھوپھیوں اور چچاؤں کے بچے ہیں بھی تو وہ یا تو گودی والے ہیں یا پھر ان کی اپنی گود میں بچے ہیں۔۔۔اب بچی تیری ننھیال،تو یار شرافت سے بک دے کہ کیا سین ہے۔۔۔۔۔کس کو پٹایا ہے۔۔۔۔؟"

"کسی کو نہیں پٹایا منحوس انسان۔۔۔!"یسار خجل سا ہو کر چڑتے ہوئے بولا۔۔۔"میں تو ویسے ہی سوچ رہا تھا کہ شادی تو کرنی ہے تو کیا حرج ہے اگر ماموں کے ہاں کروالوں۔۔۔اس طرح ماما اپنے گھر والوں کے قریب ہو جائیں گی۔۔ان کا دکھ دور ہو جائے گا۔۔۔!"

"آہاہاہاااااا!اتنے تم ماما کے ہمدرد۔۔۔یار!سیدھی طرح بتا دے کیا معاملہ ہے ورنہ معلوم تو مجھے ہو ہی جائے گا لیکن اس کے بعد میں تیری گردن بھی مروڑوں گا۔۔۔سمجھا!"

"اسفند ماموں کی بڑی بیٹی ہے۔۔۔۔وہ بس ذرا سی اچھی لگی ہے مجھے۔۔۔اس کے علاوہ کوئی سین نہیں۔۔۔!"

حسان موبائل چھوڑ چھاڑ سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں حیرت ناچ رہی تھی۔۔۔۔

"آر یو سیریس۔۔۔۔؟کیا واقعی یار۔۔۔؟کیا وہ بھی تم میں انٹرسٹڈ ہے۔۔۔!"

"نہیں۔۔۔ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔۔سرسری سی بات چیت ہوئی ہے۔۔۔۔اس کا انداز بہت دوٹوک اور سنجیدہ ہے۔۔۔میں اس سے ایسی کوئی بات نہیں کر سکا اب تک۔۔۔۔!"

"تو پھر۔۔۔تو پھر کیا ہے تم دونوں کے بیچ۔۔۔اور تم اس تک پہنچے کیسے۔۔۔۔۔؟"

"سوشل میڈیا یار۔۔۔اور کیا۔۔۔۔اب یہاں سرچ کرنا کون سا مشکل کام ہے۔۔۔اسفند ماموں کا اکاؤنٹ اوپن کیا تھا وہیں سے اسے اپروچ کیا۔۔۔!"

"تو تم نے جب خود کو انٹروڈیوس کروایا تب اس کا ری ایکشن۔۔۔؟"

" بلکل نارمل۔۔۔جیسے اسے کوئی فرق ہی نہیں پڑا۔۔۔لیکن وہ مجھے آہستہ آہستہ اچھی لگنے لگی۔۔۔۔اور یہ بات میں نے اسے کہہ بھی ڈالی۔۔۔۔!"

"اوہ خدایا۔۔۔۔کتنا خرانٹ ہے تو یار۔۔۔۔اور اس نے کیا کہا آگے سے۔۔۔۔؟"

"کچھ بھی نہیں، لیکن مجھے اندازہ ہے کہ میں بھی اسے برا نہیں لگا، وہ بھلے کھل کر اظہار نا کرے مگر میرا انتظار کرتی ہے۔۔۔میں ایک بھی دن آنلائن نا ہو سکوں تو اس کے میسج آئے ہوتے ہیں۔۔۔اس کا مطلب تو تم بھی سمجھتے ہو گے۔۔۔؟"یسار نے استفہامیہ مگر شرارتی نظروں سے حسان کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"اور تم گھونچو مجھے اب بتا رہے ہو۔۔۔۔اگر پہلے بتا دیتے تو میں بابا سے بات کر لیتا وہ خود ہی اس مسئلے کا حل نکال چکے ہوتے اب تک۔۔۔۔!"حسان تاسف سے یسار کو دیکھتے ہوئے بولا جس کے چہرے پر محبت کی چمک پھیلی تھی۔۔۔اس نے ہنستے ہوئے حسان کو دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کی مدد سے دل بنا کر دکھایا اور پھر سینے پر دل کے مقام پر ہاتھ مارتے ہوئے اس کے کھو جانے کا اشارہ کیا۔۔۔۔اسے پیار ہو گیا تھا یہ اس کا سارا وجود دہائی دے رہا تھا۔۔۔حسان نے ایک بار پھر بال ہاتھ میں اٹھا کر ہوا میں اچھالا اور پوری قوت سے اسے پنچ مار کر یسار کی طرف اچھال دیا۔۔۔جسے اس نے مہارت سے کیچ کر لیا۔۔۔کمرے میں یسار کے شرارتی قہقہے پھوٹنے لگے۔۔۔۔۔!

وہ زہرہ خاتون کے ساتھ آہستہ روی سے چلتا کاریڈور سے گزر رہا تھا جس کے سرے پر دو بیڈ رومز کے بند دروازے دکھائی دے رہے تھے۔۔۔۔ایک پل کو تو اس کا دل کیا یہیں سے واپس ہو لے۔۔۔اسے گھبراہٹ سی ہو رہی تھی مگر سامنا تو کرنا ہی تھا۔۔۔زہرہ خاتون نے دائیں طرف والے بیڈ روم کے دروازے کے باہر ذرا توقف کیا اور اسے بے حد نرمی اور محبت سے بولیں۔۔۔

"یسار۔۔۔۔بیٹا تمہارے دا جی کو اسفند کی وفات کے بعد فالج کا اٹیک ہوا تھا، علاج معالجے کے بعد بات چیت کے قابل تو ہو چکے ہیں مگر چل پھر نہیں سکتے۔۔۔قویٰ بھی کمزور ہو چکے ہیں اس لئے اگر کچھ گرم سرد سا کہیں تو برداشت کر لینا۔۔۔چند دن لگیں گے انہیں تم سے مانوس ہونے میں مگر بیٹا تم مایوس نا ہونا۔۔۔تم ہی وہ واحد راستہ ہو جو میری آرزو کو دوبارہ اس گھر کی دہلیز پر لا سکتا ہے۔۔۔۔!"

ان کی جھلملائی آنکھوں کو دیکھ کر یسار نے ایک لمبا سانس اندر کھینچا اور ان کا ہاتھ تھپتھپا کر دلاسہ دیا۔۔۔۔اس کے ساتھ ہی زہرہ خاتون اس کا ہاتھ تھامے ہوئے ہی اندر داخل ہو گئیں۔۔۔۔بے حد کشادہ بیڈ روم کے بیچوں بیچ پڑے بیڈ پر اس کے نانا خان اللہ یار خان دراز تھے۔۔۔۔رضا انہیں کھانا کھلا چکا تھا اور بے حد مؤدب سا کھڑا ان کی سائیڈ ٹیبل پر رکھی دوائیں چیک کر رہا تھا۔۔۔ان دونوں کے اندر داخل ہونے پر اس نے پلٹ کر دیکھا اور ایک بھرپور مسکراہٹ سے استقبال کیا۔۔۔یسار نے جوابی مسکراہٹ کا تبادلہ کرنے کے بعد بیڈ کی اور نگاہ کی۔۔۔لحیم شحیم جسامت، سرخ و سفید رنگت پر برف جیسے سفید بلکل سیدھے بال اور داڑھی۔۔۔موٹی موٹی سرخ ڈوروں والی آنکھیں اور بھرے بھرے ابرو جو آپس میں ملے ہوئے تھے۔۔۔۔اونچی ناک اور گلابی لب۔۔۔ماتھے پر شکنوں کا جال۔۔۔۔یہ تھے خان اللہ یار خان۔۔۔!

یسار کو وہ پہلی ہی نظر میں بہت متاثر کن لگے۔۔۔ان کی شخصیت کا رعب اس قدر تھا کہ اسے اپنی ہتھیلیاں پسیجتی محسوس ہوئیں۔۔۔انہیں اس کے آنے کی خبر دی جا چکی تھی اور اب جیسے انہوں نے اس پر نگاہیں ہی گاڑ ہی لی تھیں۔۔۔زہرہ خاتون کے اشارے پر وہ چلتا ہوا ان کے قریب گیا اور ادب سے سلام کیا۔۔۔انہوں نے کوئی جواب نا دیا اور رخ پھیر لیا۔۔۔یسار نے ہمت نہیں ہاری اور وہیں قریب دھری کرسی پر ٹک گیا۔۔۔۔

"میں یسار عباد ہوں نانا جان۔۔۔میر امطلب داجی۔۔۔ آرزو عباد کا بیٹا۔۔۔!"اس نے سب کو انہیں "داجی" بلاتے سنا تھا، سو خود بھی اسی نام سے پکارا۔۔۔

"میں کسی آرزو عباد کو نہیں جانتا۔۔۔ آرزو خان کو جانتا تھا مگر ستائیس سال پہلے وہ مر چکی۔۔۔۔!"

اس کی بات کے جواب میں اسے کم و بیش ایسے ہی فقرے کی امید تھی پھر بھی دل دکھا تھا۔۔۔رضا اور زہرہ خاتون کے چہرے بھی تکلیف سے پسیجے۔۔۔اس نے ضبط اور جرات سے کام لیتے ہوئے کہا۔۔۔

"میں اپنی ماں کا مقدمہ لڑنے آیا ہوں داجی۔۔۔اور زندہ لوگوں کے آگے صرف زندوں کی صفائی دی جاتی ہے۔۔۔مرے ہووں کو تو اللہ کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔۔۔۔!"

"مجھے کسی سے کچھ نہیں سننا۔۔۔مجھے اگر اپنے فیصلے پر افسوس ہوتا تو میں بہت پہلے ہی اس گھر کے دروازے اس پر کھول چکا ہوتا۔۔۔۔"

"آپ کو افسوس ہے داجی۔۔۔میرا اس گھر کی دہلیز پار کر کے آپ کے کمرے میں آپ کے روبرو بیٹھے ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اپنی بیٹی کے لئے دل میں نرم گوشہ رکھتے ہیں۔۔۔۔!"

اس نے گرم پروار کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔خان صاحب کا چہرہ پل بھر میں انگارہ ہو گیا۔۔۔۔وہ جلبلا کر بولے۔۔۔۔

"میں دل میں نرم گوشے صرف قبروں کے لئے بناتا ہوں جس میں، میں ہر اس شے کو دفنا دیتا ہوں جو میرے اصولوں سے ٹکرائے۔۔۔۔۔!"

"وہ شے نہیں ہیں۔۔۔۔آپ کی بیٹی ہیں۔۔۔۔۔آپ ان کو کب تک زندہ درگور کئے رکھیں گے۔۔۔۔؟"

""میں نے کہانا۔۔۔۔۔وہ مر چکی۔۔۔۔۔اور میرے دل میں اس کی قبر اتنی گہری ہے جہاں سے اس کی کوئی سسکی، کوئی فریاد دل کی دیواروں سے لپٹ نہیں پاتی۔۔۔۔۔!"

"وہ ستائیس سال پہلے نہیں مری تھیں نانا جان۔۔۔۔ہاں اب کے جو میں نامراد لوٹا تو آپ کو ان کے مرنے ہی کی خبر ملے گی۔۔۔۔!"

یسار سپاٹ اور ٹھوس انداز میں کہتا، مربوط چال چلتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔پیچھے زہرہ خاتون آنکھوں میں آنسو لئے دل تھام کر بیٹھی تھیں۔۔۔۔رضا نے ان کو کندھوں سے تھام لیا جبکہ آدھا بے جان دھڑ لئے کروفر سے اپنے بیڈ پر دراز خان اللہ یار خان کا چہرے کے تاثرات ابھی بھی مفلوج تھے۔۔۔۔۔۔۔۔!

" تیرے پاس وہ ہے۔۔۔۔۔؟"یسار نے آئینے میں اپنا عکس دیکھتے ہوئے حسان سے سوال کیا۔۔۔

"کیا۔۔۔۔؟"

"وہ یار۔۔۔۔وہ کیا کہتے ہیں اسے۔۔۔۔۔!"

"جوتا کہتے ہیں۔۔۔۔جو میں تیرے دماغ پر برساؤں گا۔۔۔یاداشت کی بحالی کے لئے۔۔۔۔!"

"نہیں۔۔۔ نہیں یاد آگیا۔۔۔۔ وہ ذرا اپنا "ون ملین" پرفیوم تو دینا۔۔۔ قسم سے ایک اسپرے کروں گا۔۔۔۔ پھس۔۔۔ پھس۔۔۔۔۔ اور بس۔۔۔۔!"

"میں تجھے پھیس کے رکھ دوں گا جو میرے پرفیوم کو سونگھنے کی بھی کوشش کی۔۔۔۔ لگانا تو دور کی بات۔۔۔۔!"

"یار سانی۔۔۔۔ تو اپنے یار کو پرفیوم کا ایک اسپرے نہیں کرنے دے سکتا۔۔۔۔ اگر وہ "ون ملین" میرا ہوتا تو میں تجھے نہلا دیتا اس میں۔۔۔۔۔!" یسار نے ٹائی کی ناٹ لگاتے ہوئے جذباتی وار کیا لیکن حسان پر رتی اثر نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔

"ہیوگو باس تیرا تھا۔۔۔۔ ورساچی تیرا تھا۔۔۔۔ مگر تو نے ان دونوں کو آخری بوند تک ایسے پروں میں چھپائے رکھا جیسے وہ تیرے انڈے ہوں اور تو ان کی مرغی امی۔۔۔۔۔ لہذا بھول جا بیٹا کہ میرے پاس کوئی پرفیوم ہے۔۔۔۔ اپنا باڈی اسپرے لگا اور چل اب۔۔۔۔ پہلے ہی بہت دیر ہو گئ۔۔۔۔۔!"

ان کا آفیشل گیٹ ٹو گیدر تھا آج۔۔۔ حسان تو کب سے تیار ہوا بیٹھا تھا مگر یسار کی تیاری ختم ہونے میں نہیں آ رہی تھی۔۔۔۔۔ اسے تو اب باقاعدہ نیند آنے لگی تھی۔۔۔۔۔

"بائی داوے۔۔۔۔۔ تم اتنا تیار کس لئے ہو رہے ہو۔۔۔۔ کیا ماموں کی بیٹی کو تصویر بھیجنی ہے۔۔۔۔۔؟"

حسان نے اس کا مذاق آڑاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"نہیں سانی۔۔۔۔ نا میں نے اپنی کوئی تصویر اسے بھیجی ہے نا اس کی مانگی ہے۔۔۔۔ اب ایک ہی دفعہ پاکستان جا کر روبرو ہوں گے ہم۔۔۔۔!"

"اور وہ جو تیرا پروفائل بھرا پڑا ہے پکچرز سے۔۔۔۔ وہ؟"

"میں نے اس سے کانٹیکٹ کرنے کے لئے نئی آئی ڈی بنائی تھی۔۔۔اسی پر بات ہوتی ہے۔۔۔اور اس پر میں نے اپنی کوئی پک اپلوڈ نہیں کی کبھی۔۔۔۔۔!"

"واللہ۔۔۔!یار مجھے بلکل اندازہ نہیں تھا کہ تم اتنے ہوشیار ہو۔۔۔ورنہ تمہارا مرید ہوتا۔۔۔۔۔!"

"تو اب ہو جا۔۔۔اور مجھے سب سے پہلا نزرانہ اپنا پرفیوم دے دے۔۔۔۔!"

"مر کے بھی نہیں۔۔۔۔۔ سمجھا۔۔۔!"حسان نے انگلی اٹھا کے وارن کیا۔۔۔

"ابے یار۔۔۔۔مر گیا تو مجھ پر گلاب کا عطر ڈالنا۔۔۔کیمفر (کافور) چھڑ کنا۔۔۔۔ بھلا مردے کا اتنے مہنگے پرفیوم سے کیا واسطہ۔۔۔۔!"

بے تکان بولتا یسار ہیر برش رکھ کے پلٹا ہی تھا جب اس نے زوردار چھناکے کی آواز سنی۔۔۔۔۔حسان کا فیورٹ اور مہنگا ترین پرفیوم کرچی کرچی ہوا اس کی نگاہوں کے سامنے تھا۔۔۔۔

"بولا تھا نا کہ مجھ سے اپنے مرنے کی بات نا کرنا کبھی۔۔۔۔بولا تھا نا۔۔۔۔!"خون رنگ آنکھیں لئے حسان کہہ رہا تھا اور یسار ہکا بکا سا کبھی فرش کو تو کبھی اس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔چند پل یونہی گزر گئے اور پھر یکدم یسار آگے بڑھا اور اسے بھینچ کر گلے سے لگا لیا۔۔۔۔وہ ایک بار پھر جذباتی ہیجان کا شکار ہو رہا تھا۔۔۔۔اس کی پیٹھ کچھ دیر مسلنے کے بعد یسار اس سے الگ ہوا اور بولا۔۔۔۔

"سانی۔۔۔۔تو پچھلے کچھ عرصے سے میرے لئے زیادہ ہی ٹچی نہیں ہو گیا۔۔۔۔۔تیرے اندر کیسا وہم ہے آج مجھے بتا دے!"

"وہم نہیں ہے مجھے۔۔۔بس تو مجھ سے اپنے مرنے کی بات مذاق میں بھی نا کیا کر۔۔۔میرا دل رکنے لگتا ہے۔۔۔میری زندگی میں رشتوں کی بہت کمی ہے یار۔۔۔اور جو ہیں ان میں تو مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔۔۔!"

اس کے بے حد سنجیدگی سے جواب دینے پر یسار نے اس سے بھی زیادہ سنجیدگی اور دلگیر لہجے میں کہا۔۔۔

"قسم سے کاش تو میرے ماموں کی بیٹی ہوتا۔۔۔!"

"کمینہ۔۔۔۔۔!"حسان نے اس کے سینے پر مکا جڑا۔۔۔وہ سمجھا تھا نا جانے کیا بولنے والا ہے وہ۔۔۔

"اور یہ جو اتنا قیمتی پرفیوم توڑ ڈالا ہے۔۔۔۔وہ؟بس میرے کام نا آنا کبھی۔۔۔بھلا بتاؤ اس مظلوم کو پہلے مجھ پر دو بار بِھس بِھس تو کر لیتے۔۔۔پر نہیں تجھے تو ہر وقت شعلے فلم کا ویرو بننا آتا ہے۔۔۔!"

"اور تو بسنتی کی طرح نخرے کئے جایا کر۔۔۔!"

"ابے چل۔۔۔بسنتی کیوں ہونے لگا میں۔۔۔وہ تو پاکستان بیٹھی ہے۔۔۔وہ بھی میری بسنتی۔۔۔!"

"ویسے۔۔۔۔!"یسار نے فوراً آگے ہو کر اس کا ہاتھ تھاما اور رسان سے بولا۔۔۔"سانی اگر کچھ ایسا ہو جاتا ہے کہ میں ماما کے گھر والوں کو ان سے ملانے میں ناکام ہو جاتا ہوں تو پلیز۔۔۔پلیز وعدہ کرو کہ تم یہ کام کرو گے۔۔۔؟

"تم پھر سے بکواس کرنے لگے ہو۔۔۔۔!"حسان نے انگلی اٹھا کر اسے تنبیہ کی۔۔۔

"نہیں سانی۔۔۔ایم سیریس۔۔۔یار ماما کو میں نے اپنے بچپن سے چھپ چھپ کے روتے دیکھا ہے۔۔۔تب سمجھ نہیں آتا تھا لیکن جوں جوں میں اور زینیہ آپی بڑے ہوتے گئے ہمیں کچھ کچھ اندازہ ہونا شروع ہو گیا تھا کہ ماما کے گھر والوں کو پرابلم کیا ہے مگر کبھی بھی کھل کر پوچھنے کی ہمت نہیں ہوئی۔۔۔!"

"ہاں۔۔۔کچھ کچھ آئیڈیا تو مجھے بھی ہے یار مگر پسند کی شادی کوئی بڑا ایشو تو نہیں۔۔۔۔!" حسان نے جھجھکتے ہوئے لہجے میں تائید کی۔۔۔

"نہیں سانی۔۔۔یہی تو پرابلم ہے کہ ہمیں اصل پرابلم کا ہی نہیں پتا۔۔۔پسند کی شادی کی وجہ سے نہیں ہوا یہ سب۔۔۔چل چھوڑ۔۔۔ہمیں اس سے کیا۔۔۔تو بس مجھ سے وعدہ کر۔۔۔۔اگر ایسا کچھ ہو جاتا ہے کہ میں اس کام کو نہیں کر پاتا تو تم کرو گے۔۔۔۔وعدہ۔۔۔۔؟" یسار نے اپنا ہاتھ اس کے سامنے پھیلایا۔۔۔۔حسان نے چند پل تذبذب کے عالم میں اسے دیکھا اور پھر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔۔۔کبھی کبھی کسی گھڑی کا کہا کس انداز میں پورا ہوتا ہے، انسان کی عقل سے ماوراء ہے یہ بات۔۔۔۔۔!"

کمرے میں گھمبیر خاموشی چھائی تھی۔۔۔سب یوں خاموش بیٹھے تھے جیسے سحر پھونک دیا گیا ہو۔۔۔کسی کسی پل زہرہ خاتون کی زخمی سی سسکی ابھرتی تھی اور معدوم ہو جاتی۔۔۔فاطمہ ممانی بھی بے آواز آنسو بہاتی بند کھڑکی سے باہر نظر آتے آسمان میں ناجانے کیا تلاش کر رہی تھیں۔۔۔ہر وقت چہکتی مینا جیسی ہنی کے ہاتھ میں تھما چپس کا پیکٹ بند تھا۔۔۔رضا نے ایک بے بس نگاہ یسار عباد پر ڈالی اور جھکا لی۔۔۔۔کچھ دیر پہلے اس نے مختصراً آرزو کی خراب طبیعت کے بارے میں بتایا تھا۔۔۔سنتے ہی انیہ بی اور ممانی رونے لگی تھیں۔۔۔۔۔اس سارے ماحول میں ایک واحد وہی تھا جو بظاہر سکون سے بیٹھا تھا کیونکہ وہ پاکستان آنے سے پہلے بہت سارو کر آیا تھا۔۔۔وہ وہاں کیسے حالات چھوڑ کر آیا تھا یہ اس کا خدا جانتا تھا۔۔۔۔!

"یسار۔۔۔میرے بچے۔۔۔یہ کیسا ظلم کیا تم نے میری جان پر۔۔۔۔بے خبر تھی تو کم از کم یہ تو پتا تھا کہ میری بچی خوش ہے، آباد ہے۔۔۔مگر تم نے بتا کر میرا دن رات کا چین ختم کر دیا۔۔۔!"

زہرہ خاتون نے آنکھیں پونچھتے ہوئے اسے بے حد مدھم لہجے میں کہا۔۔۔جس گھڑی سے انہیں آرزو کے بیمار ہونے کا پتا چلا تھا اس گھڑی سے سارے گھر پر اداسی چھائی تھی۔۔۔۔سبھی دلگیر تھے سوائے خان اللہ یار خان کے۔۔۔۔۔!

"آپ ان کے لئے دعا کریں بس۔۔۔اور میرے لئے بھی کہ جس کام کے لئے میں یہاں آیا ہوں وہ تکمیل کو پہنچے۔۔۔میں مایوس نا لوٹوں۔۔۔!"

"انشاءاللہ۔۔۔یسار بھائی۔۔۔پھوپھو اپنے میکے ضرور آئیں گی۔۔۔اس گھر کے دروازے ان پر ضرور کھلیں گے۔۔۔۔ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔۔۔۔!"زہرہ خاتون کی بجائے رضا نے بے حد مضبوط اور ٹھوس لہجے میں یسار کو یقین دہانی کروائی تھی۔۔۔اس کے اس انداز پر فاطمہ ممانی اور زہرہ خاتون نے بڑی محبت سے اسے دیکھا۔۔۔۔ہنی نے بھی جوش سے فوراً چپس کا پیکٹ کھولا اور سارے میں اس کی کچر کچر آواز پھیل گئ۔۔۔۔یسار پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سب کو دیکھ کر رہ گیا۔۔۔۔وہ انہیں کیا بتاتا کہ یہ تو ایک چھوٹا سا ٹیلا ہے جو سر ہو گیا تو ابھی آگے آزمائش کا پہاڑ اس کی راہ دیکھ رہا ہے۔۔۔۔ایسے میں اپنی آنکھوں کو دونوں انگوٹھوں سے مسلتے اس کا دھیان سلسبیل کی طرف بھی گیا۔۔۔اسے رات کھانے کے بعد سے ابھی تک دوبارہ نہیں دیکھا تھا۔۔۔عجیب لڑکی تھی۔۔۔ٹھہرے پانی جیسی۔۔۔جس کے چہرے کو دیکھ کر گمان ہوتا تھا جیسے پلاسٹک کا بنا ہو۔۔۔نا کوئی اتار چڑھاؤ نا کسی احساس کی رمق۔۔۔لگتا ہی نہیں تھا کہ یہی وہ ماموں

کی بیٹی ہے جو کیلیفورنیا میں ان دونوں کا موضوع گفتگو رہتی تھی۔۔۔۔ساکن پانی میں کنکر مارنے کا بھی اپنا ہی مزہ ہے۔۔۔اور یہ مزہ اٹھانے کا فیصلہ یسار عباد نے کر لیا تھا۔۔۔۔۔!

وہ دونوں ائیر پورٹ پر کھڑے عباد لودھی اور آرزو عباد کا ویٹ کر رہے تھے۔۔۔آج ان کی پورے گیارہ دن بعد واپسی ہو رہی تھی۔۔۔یسار حیران تھا کہ پندرہ سے بیس دن کا اسٹے یکدم مختصر کر کے ماما بابا واپس کیوں آرہے ہیں مگر کال پر اس نے عباد سے تفصیل نہیں پوچھی تھی۔۔۔وہ بے چینی سے ان کے باہر آنے کے منتظر تھے۔۔۔یہ پہلی بار تھا کہ اتنے دن دونوں اکیلے رہے تھے۔۔۔چار دن تو خوب عیش کی تھی گر پھر وہ انہیں مس کرنے لگے تھے۔۔۔خاص طور پر یسار جو آرزو سے بے حد اٹیچ تھا۔۔۔۔!

حسان کسی دوسرے کی گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے بے نیازی سے آتی جاتی پبلک تک رہا تھا لیکن یسار بڑی فرصت سے محض چن چن کر لڑکیاں تاڑ رہا تھا۔۔۔

"سانی یہ نیگرو دیکھ۔۔۔۔اس کی آنکھیں بھینگی ہیں یا یہ دیکھ ہی تجھے رہی ہے۔۔۔؟"

"نہیں یہ تجھے دیکھ رہی ہے یار کیونکہ تو نے شرٹ الٹی پہن رکھی ہے۔۔۔۔!"

"نہیں اوئے۔۔۔!"یسار نے یکدم بوکھلا کر خود کا جائزہ لیا تو واقعی شرٹ کی سلائیاں دکھائی دیں۔۔۔وہ ہمیشہ نک سک سے تیار ہونے کے بعد سب سے آخر میں شرٹ پہنتا تھا اور نکلتے وقت حسان نے ایسی ہڑبونگ مچائی تھی کہ اس نے بنا دیکھے ہی شرٹ چڑھا لی۔۔۔بٹن بند کرتے ہوئے بھی اس کی عقل نے کام نا کیا۔۔۔۔اب وہ کھسیاتے ہوئے اور پیشانی کھجاتے ہوئے دانت نکال رہا تھا۔۔۔

"تو بھی ناسانی۔۔۔اتنی سی بھی فیشن سینس نہیں ہے تجھے۔۔۔کٹی پھٹی پینٹس کے بعد اب یہ شرٹ الٹی پہننا بھی فیشن میں ہے۔۔۔۔اسی لئے دیکھ لو لڑکیاں مجھے کیسے مڑ مڑ کر دیکھ رہی ہیں۔۔۔۔۔!"

"وہ جو مڑ کر دیکھ رہی ہیں وہ مجھے دیکھ رہی ہیں۔۔۔کب تک خود کو بہلاؤ گے یار۔۔۔مان جاؤ کہ میں تم سے زیادہ ہینڈسم ہوں۔۔۔۔۔!"حسان کی بے نیازی عروج پر تھی۔۔۔اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ مردانہ وجاہت میں حسان، یسار سے دو ہاتھ آگے ہی تھا۔۔۔۔۔

"ہٹو۔۔۔!یہ جو تمہارا چہرہ اتنا روشن لگتا ہے نا تو وہ میری روشنی کا عکس ہوتا ہے جو ساتھ چلتے تم پر پڑتا ہے۔۔۔مان جاؤ سانی کہ تمہیں میں نے اتنی وجاہت دان کی ہے کہ میں خود پھیکا پڑ گیا ہوں۔۔۔۔۔۔!"یسار چڑ کے ناک سے مکھی اڑاتے ہوئے بولا

"چپ کر جاؤ یار۔۔۔ورنہ میں ہنستے ہنستے یہیں لیٹ جاؤں گا۔۔۔آج کل تم مجھے ہنساتے بھی خوب ہو۔۔۔۔!"

اس سے پہلے کہ یسار اسے اگلا جواب دیتا، سامنے سے عباد لودھی اور آرزو آتے دکھائی دیئے۔۔۔۔۔دونوں کے چہرے مسرت سے چمک اٹھے مگر اگلے ہی پل وہ دونوں ٹھٹکے تھے۔۔۔آرزو بے حد نڈھال اور پژمردہ سی عباد صاحب کے سہارے دھیمی چال چلتی آ رہی تھیں۔۔۔عباد صاحب نے ان کے گرد اپنا بازو پھیلا رکھا تھا اور آرزو کا سر ان کے کندھے سے ٹکا تھا۔۔۔۔۔آنکھیں سوجی ہوئی اور لباس شکن آلود تھا۔۔۔۔۔یہ ایسی سچویشن تھی جس نے دونوں کو ہی پریشان کر دیا تھا۔۔۔۔چند پل تو وہ حیرت اور غائب دماغی سے انہیں قریب آتا دیکھتے رہے مگر ادراک کے اگلے لمحے ہی وہ سرعت سے ان کی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔۔!

علی الصبح اس کی آنکھ کھلی تھی۔۔۔۔۔رات بہت دیر سے سونے کے باوجود وہ جلدی اٹھ گیا تھا۔۔۔۔کچھ نئ جگہ اور اوپر سے اندر پھیلی بے چینی۔۔۔۔!

بستر چھوڑ کر اس نے کھڑکی کے پردے ہٹائے اور باہر لان میں جھانکا تو دبیز دھند چاروں اور پھیلی نظر آئی۔۔۔۔کسی کی یاد نے شدت سے اس کے اعصاب کو جھنجھوڑا۔۔۔۔وہ دونوں دھند میں باسکٹ بال پریکٹس کرنے کے شیدائی تھے۔۔۔۔سرد موسم ان کے گرم اور جوشیلے جسموں کے آگے ٹھہر نہیں پاتا تھا۔۔۔۔اس نے بھنویں سکوڑ کر آنکھوں کو مسلا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔۔۔۔ارادہ لان میں جانے کا تھا۔۔۔سیڑھیاں اترتا نیچے آیا تو کچن سے آتی برتنوں کی آواز نے اس کے قدم روک لئے۔۔۔۔۔اس نے یہ سوچ کر کہ اگر کوئی ملازمہ موجود ہے تو اس سے اپنے لئے کافی کا کہے، کچن کا رخ کیا۔۔۔۔۔

چولہے کے آگے سلسبیل کھڑی اپنے لئے شائد چائے بنا رہی تھی۔۔۔۔۔اس کی پشت یسار کی طرف تھی پھر بھی وہ اسے پہچان گیا تھا۔۔۔۔۔کمر سے نیچے آتی لمبی بالوں کی چوٹی کو یسار نے حیرت سے دیکھا۔۔۔اس کی چوٹی اس قدر موٹی تھی کہ نقلی ہونے کا گمان ہوتا تھا۔۔۔۔وہ حسن کے تمام لوازمات رکھتی تھی۔۔۔۔۔کتنے ہی پل یسار اسے محویت سے دیکھتا رہا اور پھر بلاخر گلا کھنکھار کے سلسبیل کو متوجہ کیا۔۔۔۔وہ اپنے دھیان میں مگن اس بری طرح ڈر کے اچھلی کہ ہاتھ میں تھاما مگ چھوٹ کر زمین بوس ہو گیا۔۔۔۔صد شکر ابھی وہ خالی تھا۔۔۔۔یسار خفت زدہ ٹوٹے مگ کے ٹکڑوں کو دیکھ رہا تھا تو کبھی اسے۔۔۔۔۔جو پلٹ کے اسے سرد نگاہی سے دیکھتی بے حد اجنبی لگی۔۔۔۔۔

"کیا چاہئے آپ کو۔۔۔۔؟"لہجہ بھی اسی قدر سرد تھا

"ایک کپ کافی۔۔۔یا جو بھی مل سکے۔۔۔۔۔!" یسار نے اس کی سہولت کے لئے چائے کا آپشن بھی دے دیا۔۔۔

"جو بھی ہمارے چولہے پر نہیں بنتا۔۔ہاں آپ کے کیلیفورنیا میں ضرور بنتا ہو گا جبھی تو اسے پی کر آپ لوگ جو بھی، جس کے بھی ساتھ کر گزرتے ہیں۔۔۔۔۔!"

اس کے اتنے کڑاکے دار کے طنز پر یسار ہکا بکا اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔وہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ آخر یہ بات کس بنیاد پر اسے سنائی گئی ہے۔۔۔۔۔

"آپ جائیں۔۔۔میں کافی بھجواتی ہوں۔۔۔۔۔!" اسے دوٹوک وہاں سے جانے کا کہتی وہ وہ پلٹ کر کیبنٹ سے کافی کا جار نکالنے لگی۔۔۔یسار اس کے انتہائی سفید اور گلابی رنگت والے، اندرونی خلفشار سے تمتماتے چہرے پر ایک بھرپور نگاہ ڈالتا واپس مڑ گیا۔۔۔وہ نہیں جانتا تھا کہ پلٹنے کے بعد سلسبیل کی نظریں مسلسل اس کی پشت پر گڑی ہیں اور وہ نم بھی ہیں۔۔۔۔۔!

لان کی طرف جاتے اس کے قدم نا جانے کیا سوچ کر خان اللہ یار خان کے کمرے کی طرف مڑ گئے۔۔۔۔اس نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر ایک لمحے کا توقف کیا، دوسرے ہاتھ سے کی انگشت شہادت سے ہلکا سا ناک کیا اور پھر ایک لمبی سانس کھینچتا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔۔۔ملگجے اندھیرے میں ایک طرف کونے میں زہرہ خاتون خوبصورت اونچی ٹیک والی آرام دہ کرسی پر بیٹھیں کارنر لیمپ کی روشنی میں تلاوت کر رہی تھیں۔۔۔انہوں نے ایک استقبالیہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی اور ہاتھ سے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔وہ دبے قدموں چلتا ہو اسید ھا خان اللہ یار خان کے بستر کی پائینتی تک آیا اور غیر محسوس

انداز میں بیٹھ گیا۔۔۔خان صاحب کو زہرہ خاتون نے کروٹ دلوا رکھی تھی اس لئے جب یسار بنا آواز وہاں بیٹھا تو وہ یہی سمجھے کہ زہرہ خاتون ہیں۔۔۔انہوں نے نیم غنودہ اواز میں پکارا۔۔۔

"خانم۔۔میری کمر کے پیچھے کوئی تکیہ لگا دو اور تھوڑا سا پانی بھی پلا دو۔۔۔۔!"

یسار فوراً اٹھا اور تکیہ پکڑ کر ان کی کمر کے ساتھ لگایا پھر سائیڈ ٹیبل پر دھرا کانچ کا گلاس اٹھا کر اس کو آدھا پانی سے بھرا اور آگے بڑھ کر ان کی گردن کے گرد اپنا مضبوط بازو حمائل کیا، سہارے سے اتنا اٹھایا کہ آرام سے پانی پی سکیں۔۔۔زہرہ خاتون کچھ کچھ سہمی اور کچھ کچھ خوشی کی کیفیت میں گھری یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔خان صاحب کی پشت یسار کی جانب تھی اس لئے پانی کا گلاس منہ سے لگاتے ہوئے اسے دیکھ تو نا پائے تھے مگر ٹھٹکے ضرور تھے کیونکہ جس زور اور طاقت کے ساتھ انہیں اٹھایا گیا تھا وہ زہرہ خاتون کا نہیں تھا۔۔۔۔اس لئے جیسے ہی پانی پی کر گلاس ہٹایا، انہوں نے ذرا سی گردن موڑ کر دیکھا۔۔۔وہاں یسار کے لمبے چوڑے وجود کو خود پر تقریباً چھایا دیکھ کر ناگواری کی انگنت سلوٹیں ان کی پیشانی پر ابھر آئیں۔۔۔انہوں نے خود کو ایک جھٹکے سے یسار کے بازو کے حصار سے آزاد کرانا چاہا مگر یسار نے اس سے پہلے ہی بہت احتیاط سے انہیں واپس لٹا دیا۔۔۔۔

"میرے اتنا قریب آنے کی جرات بھی کیسے کی تم نے لڑکے۔۔۔؟"

ان کا تنفس تیز ہو رہا تھا۔۔۔ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ یسار کو کمرے سے دھکے مار کر خود نکالتے۔۔۔۔

"مجھے یہ جرات آپ سے تعلق نے دی ہے۔۔۔اس رشتے نے دی ہے جو آپ کے اور میرے بیچ ازل سے ہے مگر جس سے آپ انکاری ہیں۔۔۔۔!" وہ سائیڈ ٹیبل پر گلاس رکھتا واپس سکون سے پیروں کی طرف بیٹھ گیا تھا۔۔۔خان صاحب جواب میں بلکل خاموش رہے۔۔۔۔یسار نے زہرہ خاتون سے ان کی فزیو تھراپی اور

دیگر ٹریٹمنٹ کے متعلق پوچھا۔۔۔ساتھ ہی سائڈ ٹیبل سے ادویات اٹھا اٹھا کر بغور دیکھتا جارہا تھا۔۔۔زہرہ خاتون، خان صاحب کی ناگواری کو نظر انداز کئے اسے یوں ساری تفصیل دے رہی تھیں جیسے وہی ان کا ڈاکٹر ہو۔۔۔۔۔

"ہمممم۔!آج سے میں خود ان کو دوا بھی دوں گا اور کھانا بھی میں ہی کھلاؤں گا۔۔۔ان کی وہیل چیئر نہیں ہے۔۔۔۔۔؟"

"خبر دار جو میرے کسی معاملے میں پڑنے کی کوشش کی تو۔۔۔اس سے اچھا میں زہر پھانک لوں۔۔۔۔!" خان صاحب کی طیش میں ڈوبی آواز آئی جسے یسار نے مکمل اگنور کرتے ہوئے دوبارہ پوچھا۔۔۔۔

"انیہ بی۔۔۔!ان کی وہیل چیئر ہے کیا۔۔۔۔؟"

"ہاں۔۔۔ہاں میرے بچے بلکل ہے مگر بے کار پڑی ہے کیونکہ انہوں نے خود کو اس کمرے تک محدود کرلیا ہوا ہے۔۔۔ڈاکٹر کے بارہا کہنے اور ہم سب کے اصرار کے باوجود بھی یہ باہر نہیں جاتے۔۔۔۔جب سے اسفند گیا ہے۔۔۔۔انہیں تو جیسے۔۔۔۔"

"خاموش ہو جاؤ زہرہ۔۔۔۔۔پرائے لوگو کے سامنے پیٹھ نہیں ننگی کی جاتی۔۔۔۔۔!" وہ بیوی کی بات کاٹتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولے تو یسار کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئ۔۔۔وہ آزردہ خاطر ہوتے ہوئے بولا۔۔۔

"میں آپ کی پیٹھ ہی توڈھکنے آیا ہوں داجی۔۔۔اپنوں سے ناراضی ایسا چابک ہے جو مسلسل پڑتا رہے تو لباس کے چیتھڑے اڑ جاتے ہیں اور انسان یہ ادراک بھی نہیں کرپاتا کہ اس کا برہنہ جسم ساری دنیا کے سامنے

ہے۔۔۔اولاد ماں باپ کا لباس ہوتی ہے داجی۔۔۔پھٹ جائے تو پیوند لگایا جاتا ہے مگر اسے گلے سے اتار کر چوراہے میں نہیں پھینکا جاتا۔۔۔!"

زہرہ خاتون کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔۔۔جوان بیٹے کی موت اور آرزو کی یاد دل کو کاٹنے لگی۔۔۔کوئی ان کی بے بسی کو تول کے تو دیکھتا۔۔۔اولاد کے غم میں ان کے دل سے نکلنے والی ایک آہ ہی میزان الٹ کر رکھ دیتی۔۔۔۔!

یسار اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور ایک بار پھر یاد دہانی کراتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

"میں ابھی کچھ دیر میں جاگنگ کر کے آجاؤں گا، تب تک آپ داجی کا بریک فاسٹ ریڈی کروائیں، میں خود انہیں کھلاؤں گا۔۔۔اس کے بعد میں انہیں وہیل چئیر پر بٹھا کر باہر لے جاؤں گا۔۔۔!"

یہ کہتے ہی وہ خان صاحب کے رد عمل کا انتظار کئے بغیر باہر نکلتا چلا گیا۔۔۔۔زہرہ خاتون دوبارہ سے تلاوت میں مشغول ہو چکی تھیں۔۔۔کسی کو پتا بھی نا چلا کہ کروٹ کے بل لیٹے پتھریلے چہرے والے خان اللہ یار خان کی آنکھ سے ایک آنسو نکل کر تکئے میں جا چھپا۔۔۔۔یادوں کا کانچ چبھتا تو وہ جانتے تھے کہ ان کا پور پور فگار ہو گا۔۔۔!

عباد لودھی اور آرزو کے لوٹ آنے کے باوجود سارے گھر پر افسردگی چھائی تھی۔۔۔آرزو کے اکلوتے بھائی اسفندیار خان کا انتقال ہو گیا تھا اور انہیں یہ خبر ان کی موت کے ایک ہفتے بعد مل رہی تھی۔۔۔۔اسی بات کے قلق نے انہیں ادھ موا کر دیا تھا۔۔۔اکلوتے چھوٹے بھائی کو دائمی سفر پر جانے سے پہلے دیکھ نا پانا ان کے دل کا روگ بن گیا تھا۔۔۔یہ اطلاع انہیں زینیہ کے گھر ہی کسی کے توسط سے ملی تھی اور تب سے لے کر اب

تک وہ اس قدر رو چکی تھیں کہ مجبوراً عباد صاحب کو ان کی طبیعت کی خرابی کے پیش نظر سکون آور دوا دے کر سلانا پڑا تھا۔۔۔ حسان کو عباد صاحب نے بہت ضروری کام کی وجہ سے زبردستی سٹور بھیجا تھا ورنہ اس نے اور یسار نے آرزو کی خاطر آفس سے بھی چھٹی کر لی تھی۔۔۔ عباد صاحب یسار سے زیادہ حسان کی قابلیت پر بھروسہ کرتے تھے۔۔۔ یسار کی لاابالی نیچر کی وجہ سے وہ اسے بھاری ذمہ داری دینے سے کتراتے تھے۔۔۔!

یسار سٹنگ روم میں صوفے پر نیم دراز، دھیان ٹی وی پر جمائے مسلسل ماما کے گھر والوں کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔۔ ان کی اس خود غرضی پر اس کا دل بہت دکھا تھا۔۔ اسے سلسبیل سے بھی شکوہ تھا۔۔۔ وہ بھی پورے نو دس دن سے غائب تھی۔۔۔ یقیناً اپنے والد کی وفات کے صدمے میں گھری تھی جبھی آنلائن نہیں ہو پائی تھی مگر کیا وہ اتنا بھی ڈیزرو نہیں کرتا تھا کہ اسے ایک چھوٹی سی اطلاع اس سانحے کی دے دیتی تو شائد ماما کو وہ بروقت آگاہ کر پاتا۔۔۔ شائد وہ پاکستان جانے کی ہمت کر پاتیں اور شائد بیٹے کے غم میں ڈوبے اس کے نانا نانی، بیٹی کو سینے سے لگا لیتے۔۔۔۔ وہ اپنی سوچوں میں اتنا گم تھا کہ اسے اندازہ بھی نہیں ہو پایا کہ عباد صاحب کب سے اس کے دائیں طرف والے صوفے پر براجمان بغور اس کے چہرے کے تاثرات ملاحظہ کر رہے تھے جو اندرونی خلفشار کے باعث تھے۔۔۔۔۔

"جوانی میں مجھے بھی تمہاری طرح خود سے لڑنے کی عادت تھی۔۔۔۔۔!" انہوں نے ٹانگ پر ٹانگ جماتے ہوئے بیٹے سے کہا۔۔۔ یسار ان کی آواز سنتے ہی فوراً لیٹے سے اٹھ بیٹھا اور پھر اعصاب ڈھیلے چھوڑتا ہوا ان کے پیروں کے قریب کارپٹ پر چوکڑی مار کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

"اوہ رئیلی۔۔۔۔۔! پھر کون جیتا کرتا تھا۔۔۔۔۔؟"

"پتا نہیں۔۔۔ مگر اس کے بعد میں ہمیشہ وہی کیا کرتا تھا جو میرا اندر مجھ سے کروانے کی چاہ رکھتا تھا۔۔۔!"

"بات تو ایک ہی ہوئی نا بابا۔۔۔!"

"سوچ کی بات ہے۔۔۔! لیکن ویسے تم کیوں لڑ رہے ہو۔۔۔کیا منوانا ہے۔۔۔؟" وہ مختصرا کہہ کر اصل بات پر آئے۔۔۔۔

"بابا۔۔۔ جسے ہم اپنی زندگی میں حد سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں، جب ان کی نظر میں ہماری ویسی وقعت نہیں ہوتی تو کیا کرنا چاہئے۔۔۔۔!"

"پہلے تو یہ فیصلہ کرو کہ یہ اہمیت، گو اینڈ ٹیک سے مشروط ہے۔۔۔۔؟ اگر ہے تو پھر اہمیت نہیں ہے بلکہ وقتی ابال ہے، غرض ہے۔۔۔اور اگر غیر مشروط ہے تو شکوہ کرنا بنتا ہی نہیں مائی سن۔۔۔۔!" انہوں نے دوبار ابرو اچکا کر صوفے سے ٹیک لگائی۔۔۔۔

"گھیر لیا مجھے۔۔۔یہ فاؤل ہے۔۔۔ چلیں چھوڑیں۔۔۔ آج پلیز بابا۔۔پلیز۔۔۔مجھے بتائیں کہ آخر نانا کو کیا ایشو تھا آپ دونوں کی پسند کی شادی پر۔۔۔یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں کہ ساری عمر کے لئے بیٹی سے رشتہ ختم کر دیا۔۔۔۔ مجھ سے ماما کی حالت دیکھی نہیں جا رہی۔۔۔ایسا بھی کیا قصور کر دیا بابا۔۔۔۔؟"

"کیونکہ یہ پسند کی نہیں۔۔یہ "چھل" کی شادی تھی.... چھل یعنی دھوکہ۔۔۔وہ دھوکہ جو تمہارے نانا نے ہم دونوں کے تعلق کو لے کر کھایا۔۔۔۔بڑی عجب کہانی ہے۔۔۔ سنو گے تو حیرت ہو گی۔۔۔لو پھر آج سناتا ہوں۔۔۔۔!

نقشین جھروکوں والی اور اونچے محرابوں والی حویلی کی طرز پر بنی دو کنال پر پھیلی یہ وسیع و عریض کوٹھی خان اللہ یار خان کی تھی۔۔۔ سرخ پتھروں سے بنی ہوئی تھی اس لئے لال کوٹھی کے نام سے مشہور تھی۔۔۔۔

دو اولادیں تھیں۔۔۔ ایک بیٹی اور ایک بیٹا۔۔۔ آرزو خان ان کی بے حد لاڈلی تھی کیونکہ اس سے پہلے خان صاحب کے ہاں تین اولادیں ہوئی تھیں مگر بچی نہیں تھیں۔۔۔ اس لئے جب آرزو کی ولادت ہوئی تو خاں اللہ یار خان نے خزانے کے منہ کھول دیئے تھے۔۔۔ صدقہ خیرات اس قدر کیا کہ مانگنے والے دنگ رہ گئے۔۔۔ ہر گھڑی دل کو دھڑکا سا لگا رہتا تھا۔۔۔ زہرہ خاتون ان کی دیوانگی پر ہنس دیتی تھیں تو کبھی جھنجھلا جاتیں۔۔۔ کیونکہ جیسے ہی آرزو کے رونے کی آواز خان صاحب کے کان میں پڑتی، وہ گھر کے جس کونے میں بھی ہوتے، دوڑے چلے آتے۔۔۔ ملازمائیں پردوں کی آڑ میں ہنستیں مگر انہیں چنداں فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔ تین سال تک قندھاری انار جیسے گالوں والی آرزو ان کی محبت کی شدتوں کا مرکز رہی تھی۔۔۔ وہ اتنی خوبصورت تھی کہ کوئی غیر بھی اسے دیکھ کر پیار کئے بنا نہیں رہ پاتا تھا تو باپ کے تو وہ جگر کا ٹکڑا تھی۔۔۔۔ زہرہ خاتون کو تو کبھی ڈھنگ سے موقع ہی نا مل سکا تھا اس کے لاڈ اٹھانے کا۔۔۔ دن میں اتنے بڑے گھر کے سو جھمیلے اور جب خان صاحب آ جاتے تو بس پھر آرزو انہی کے پاس رہتی۔۔۔۔ آرزو کے بعد اسفندیار آیا اور زہرہ خاتون کی ممتا کی تمام تشنگیاں دور کر گیا۔۔۔۔ انہیں بھی کھیلنے کے لئے ایک کھلونا مل گیا۔۔۔ خان اللہ یار خان کی چھاتی بیٹے کو پا کر چوڑی ضرور ہوئی مگر آرزو کی جگہ اسفندیار بھی نا لے سکا۔۔۔ وہ ایسا سیپ تھی جس میں کسی موتی کی طرح خان اللہ یار خان کی جان بند تھی۔۔۔۔ ہمیں اکثر تکلیف ایسے رشتوں سے ہی پہنچتی ہے جن پر ہم اپنی تمام محبتیں نچھاور کر چکتے ہیں۔۔۔ ہم اپنی امیدوں کا گٹھر اسی کے کندھوں پر ہی کیوں رکھتے ہیں جسے ہم سب سے زیادہ چاہتے ہیں اور جب وہ اس کا بوجھ سہار نہیں پاتا تو یکدم اپنی محبت کی گھنی چھاؤں اس کے سر سے سرکا دیتے ہیں۔۔۔ اس کے بعد دل ایسا پتھر ہوتا ہے کہ

بھلے وہ تپتی دھوپ میں جلے یا طوفان اس کے قدم اکھاڑ پھینکے۔۔۔ہمارے دل پر دھرا پتھر کبھی موم نہیں ہوتا۔۔۔۔۔!

خان اللہ یار خان کے گھر کا ماحول روایتی تھی۔۔۔زہرہ خاتون خود بھی پردے کی سخت پابند تھیں اور آرزو کو بھی گیارہ سال کی عمر سے مکمل پردہ کروا کے سکول بھیجا جانے لگا۔۔۔اتنے لاڈ پیار کے باوجود آرزو بے حد سلجھی ہوئی بچی تھی۔۔۔۔نا بے جا ضد کرتی تھی نا ہی طبیعت میں نخرہ تھا۔۔۔۔کتابی کیڑا تھی۔۔۔ہر وقت سر کتابوں مین گھسائے رکھتی تھی۔۔۔خان صاحب کو اخبار پڑھ کر سنانا بھی اس کی ڈیوٹی تھی۔۔۔انہیں بہت لطف آتا تھا آرزو کے بھولے بھالے لب و لہجے کو سننے میں۔۔۔نسلاً پٹھان تھے۔۔۔گھر کے ماحول۔پر اپنے علاقے کی روایات اور اطوار کا اثر صاف دکھائی دیتا تھا۔۔۔اس لئے بیٹی کو محض میٹرک کروانے کا ارادہ تھا۔۔۔لیکن جب آرزو نے میٹرک کے امتحانات میں پورے صوبے میں دوسری پوزیشن لی تو خان اللہ یار خان کا سینہ بھی فخر سے چوڑا ہو گیا تھا۔۔۔وہ آگے پڑھنا چاہتی تھی اور یہیں انہوں نے اپنی روایات سے پہلی بغاوت محض آرزو کی خوشی کے لئے کی۔۔۔اسے کالج مین داخلہ دلوا دیا۔۔۔آرزو نے بھی انہیں کسی طور مایوس نہیں کیا۔۔۔وہ پردے کا مکمل اہتمام کر کے کالج جاتی تھی۔۔۔پڑھائی سے لگن اس کے امتحانات کے نتیجوں سے ظاہر ہوتی تھی۔۔۔یوں آرزو اپنے خاندان کی پہلی لڑکی تھی جس نے گریجویشن کیا تھا۔۔۔خان اللہ یار خان کو خاندانی مخالفت کا سامنا رہا تھا لیکن آرزو کے بہترین طرز عمل کی وجہ سے چند دیگر رشتے داروں نے بھی اپنی بچیوں کو کالجوں میں داخلہ دلوا دیا تھا۔۔۔خان صاحب کو لگا اب آرزو کا بیاہ ہو جانا چاہئے۔۔۔آرزو کی بات اپنے تایازاد ولی محمد کے ساتھ طے تھی۔۔۔اس لیے خان صاحب نے زہرہ خاتون کو شادی کی تیاریاں کرنے کا عندیہ دے دیا مگر زہرہ خاتون شش و پنج مین مبتلا تھیں۔۔۔آرزو مزید تعلیم

حاصل کرنا چاہتی تھی اور اس معاملے میں اسفندیار بھی اس کا حامی تھا۔۔اس کی اور آرزو کی بہت دوستی تھی۔۔۔۔دونوں ایک دوسرے سے اپنے تمام مسائل ڈسکس کرتے تھے۔۔۔۔آرزو نے سب سے پہلے اسے ہی کہا تھا کہ وہ بابا کو اس کی مزید تعلیم کے لئے راضی کرے مگر اسفندیار کو شروع سے خان صاحب نے شیر کی نگاہ سے دیکھا تھا۔۔۔ایک ہی بیٹا تھا اور اس کے بگڑنے کے خیال سے اسے کبھی فری ہینڈ نہیں دیا تھا۔۔وہ تو خود اپنی بات منوانے کے لئے آرزو کا سہارا لیتا تھا جس کی خان صاحب ہر بات مان لیتے تھے۔۔۔ایسے میں بھلا وہ کیسے ارزو کے یونیورسٹی پڑھنے کے لئے بابا کو راضی کرتا جبکہ شہر میں ایک ہی یونیورسٹی تھی اور وہ بھی کو ایجوکیشن۔۔۔۔سو یہ مرحلہ زہرہ خاتون نے سر کرنے کی ٹھانی۔۔۔!

اس رات کھانے کے بعد خان صاھب کا قہوہ تیار کر کے لے جاتے ہوئے وہ مسلسل ورد کئے جا رہی تھیں۔۔آرزو اور اسفند الگ ان کے ہاتھ پیر پھلائے ہوئے تھے۔۔۔آج انہیں ہر حال میں خان صاحب سے بات کرنا تھی کیونکہ دو سن بعد فارمز جمع کروانے کی لاسٹ ڈیٹ تھی اور آرزو فکر سے بے حال پورے گھر مین چکراتی پھرتی تھی۔۔۔جب وہ کمرے میں داخل ہوئیں تو اسفند نے فوراً اپنی پاکٹ سے پین نکال کر دروازے کے بیچ پھنسا کر اسے مکمل بند ہونے سے روکا تا کہ اندر کی آواز باہر آ سکے۔۔وہ دونوں بہن بھائی دروازے سے کان لگائے، دم سادھے باہر ہی کھڑے تھے۔۔۔۔اندر سے قہوے کی پیالی سے چمچ ٹکرانے کی آواز آئی تھی یعنی خان صاحب نے قہوہ پینا شروع کر دیا تھا۔۔اب زہرہ خاتون کو بات شروع کر دینی چاہیئے۔۔۔یہی طے ہوا تھا ان دونوں میں اور زہرہ خاتون میں۔۔۔

"وہ خان۔۔۔۔آپ سے ایک بات کہنی تھی۔۔۔۔!"زہرہ خاتون نے تمہید باندھی۔۔۔

"کہو خانم۔۔۔۔ تمہیں اجازت لینے کی ضرورت کب سے پڑ گئی۔۔۔!" وہ محبت سے زہرہ خاتون کو خانم بلاتے تھے۔۔۔۔۔

"خان۔۔! آپ ارزو سے کتنی محبت کرتے ہیں۔۔۔؟

"یہ کیا بے تکا سوال ہے خانم۔۔۔ بھلا تمہیں اندازہ نہیں۔۔۔مجھے اسفندیار سے زیادہ آرزو پیاری ہے۔۔۔۔یہ کوئی چھوٹی بات ہے۔۔۔؟"

باہر کھڑی آرزو نے اسفند کو فخریہ پسلیوں میں ٹھوکا دیا تو وہ اسے کینہ توز نظروں سے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔۔دونوں نے کان دوبارہ اندر سے آتی آوازوں کی طرف لگائے۔۔۔

"اگر آپ کو آرزو اتنی پیاری ہے خان۔۔۔تو اس کی شادی سے پہلے ایک اور خواہش پوری کر دیں۔۔۔۔!"

خان اللہ یار خان چونک کر سیدھے ہوئے۔۔۔آنکھوں پر لگی عینک اور ہاتھ میں تھاما صبح کا اخبار دونوں سائیڈ ٹیبل پر رکھے اور استفہامیہ نظروں سے زہرہ خاتون کو دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔

"ایسی کون سی خواہش ہے خانم جو آرزو خود مجھ سے نہیں کہہ سکی۔۔۔۔بھلا میں نے آج تک اس کا کہا ٹالا ہے۔۔۔!"

"خان۔۔۔وہ آگے پڑھنا چاہتی ہے۔۔۔۔ایم اے کرنا چاہتی ہے۔۔۔یونیورسٹی سے۔۔۔!"

زہرہ خاتون نے جھجکتے ہوئے آرزو کی خواہش بیان کی۔۔۔ساتھ ہی کن اکھیوں سے میاں کے چہرے کا جائزہ لیا۔۔۔وہ کبھی بھی بات کرتے ہوئے شوہر کی نظروں میں نظریں نہیں ڈالتی تھیں۔۔۔۔خان صاحب یکدم خاموش ہو کر کسی گہری سوچ میں ڈوب گئے۔۔۔زہرہ خاتون کو یہ اندازہ کرنا مشکل تھا کہ آیا ان کے

چہرے پر ناراضی کے تاثرات ہیں یا تفکر کے۔۔۔کچھ دیر وہ یونہی بیٹھے رہے۔۔۔باہر کھڑے اسفند اور آرزو کی حالت سسپنس کے مارے خراب ہوتی جا رہی تھی۔۔۔ تبھی انہوں نے ہنکارا بھرا اور بولے۔۔

"خانم۔۔تم جانتی ہو کہ پہلے ہی ہم نے خاندان بھر سے بغاوت کر کے اپنی بیٹی کو پڑھایا ہے۔۔۔ابھی تک بڑے بھائی صاحب ہمیں اس بات کے طعنے دیتے ہیں۔۔۔میں نہیں چاہتا کہ کل کو انہیں آرزو کو اس حوالے سے کچھ کہنے کا موقع ملے۔۔۔!

"نہیں۔۔۔مجھے نہیں لگتا خان کہ ولی محمد اس بات کو لے کر کبھی بھی آرزو کو طعنے دے گا۔۔۔ آخر آرزو کی دیکھا دیکھی اس نے بھی اپنی بہنوں کو کالج میں داخلہ دلوایا ہے خان۔۔۔!"

انہوں نے ارزو کے منگیتر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔۔۔

"لیکن خانم۔۔۔وہاں لڑکے بھی ہیں۔۔۔کوئی ایسی ویسی بات ہو گئ تو۔۔۔!"خان اللہ یار خان کی آواز میں خدشات بول رہے تھے۔۔۔

"ان شاءاللہ خان۔۔۔ کبھی نہیں ہو گا ایسا۔۔۔کیا آپ کو آرزو پر بھروسہ نہیں۔۔۔؟"

"اپنی بیٹی پر تو لیکن زمانے کا کیا اعتبار۔۔۔۔!"

"آپ اپنی بیٹی کا مان رکھیں خان۔۔۔وہ آپ کا مان کبھی نہیں توڑے گی۔۔۔!"

خان اللہ یار خان کچھ کچھ قائل ہوتے ہوئے خاموش ہو گئے۔۔۔اگلے ایک دو دن میں زہرہ خاتون نے بھی انہیں مکمل منا کے دم لیا۔۔۔یوں آرزو خان اپنے خاندان کی یونیورسٹی جانے والی بھی پہلی لڑکی ثابت ہوئی۔۔۔۔۔!

سر سے لے کر پیر تک بڑی سی سیاہ چادر میں لپٹی آرزو خان جس وقت اپنی اکلوتی دوست زرمین کے ساتھ یونیورسٹی میں داخل ہوئی تو اس کے حلیے نے بہت سے اسٹوڈنٹس کو اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔وہ بااعتماد تھی اس لئے اسے ہر گز بھی گھبراہٹ نہیں ہوئی بلکہ وہ بے حد سہل انداز میں خود ہی سارے ڈیپارٹمنٹس چھانتی رہی تھی۔۔۔۔اکنامکس ڈیپارٹمنٹ تک پہنچتے پہنچتے تقریباً ہر دوسرے اسٹوڈنٹ کی زبان پر اس کی آنکھوں کا چرچا تھا۔۔۔نیلے کانچ سے تراشی ہوئی اس کی غلافی آنکھوں میں سحر تھا۔۔۔سیاہ نقاب میں جگر جگر کرتی اس کی آنکھوں نے کئی لڑکیوں کو پہلے دن ہی اس کے آگے دوستی کا ہاتھ بڑھانے پر مجبور کر دیا۔۔ان میں سے زیادہ تر اس کے چہرے کو دیکھنے کے تجسس سے نڈھال اس کی جانب بڑھی تھیں کہ جس کی آنکھوں کا یہ عالم تھا تو چہرہ کیا غضب ڈھاتا ہو گا۔۔۔لیکن آرزو محض بہت بے تکلف سہیلیوں کے سامنے ہی چہرے سے نقاب ہٹایا کرتی تھی۔۔۔ذہین تو وہ شروع سے تھی اور اس کا اندازہ آنے والے دنوں میں اس کے کلاس فیلوز کے علاوہ اساتذہ کو بھی ہو گیا۔۔۔رفتہ رفتہ اس کا مزاج دیکھتے ہوئے بہت سی لڑکیوں نے اس سے بے تکلف ہونے کی کوششیں ترک کر دیں اور جو ایک آدھ اس کے اور زرمین کے ساتھ دکھائی دے رہی تھیں وہ بھی بے حد سلجھی ہوئی اور مہذب تھیں۔۔۔بہت کم وقت لگا تھا آرزو خان کو یونیورسٹی میں مشہور ہونے میں۔۔۔۔اور۔تعلیمی اداروں کا یہ المیہ ہے کہ لیگ پُلنگ کے گر یہیں پنپتے ہیں۔۔۔پیٹھ پیچھے برائی کرنا سکول لیول کا ٹنٹا ہے جبکہ اونچے تعلیمی اداروں کے محاذ بھی اور طرز کے ہوتے ہیں۔۔۔۔!

زرلالہ بلوچ ان چند لڑکیوں میں سے تھی جنہوں نے ابتدا میں آرزو کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا مگر اس نے نظر انداز کر دیا تھا۔۔۔اسے برا ضرور لگا مگر برداشت کر گئی۔۔۔درحقیقت وہ اسے دیکھنے کی مشتاق تھی۔۔۔زرلالہ فزکس ڈیپارٹمنٹ کے فائنل ایئر کی اسٹوڈنٹ تھی۔۔۔خاصی طرح دار اور شو آف تھی

لیکن پڑھائی میں اچھی تھی بلکہ اس کے گروپ کے پانچوں افراد لائق اسٹوڈنٹس تھے۔۔۔۔اور سبھی کھاتے پیتے گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے۔۔۔۔فاکہہ، زرلالہ کی سکول کے زمانے سے دوست چلی آرہی تھی اور اب تک تھی۔۔۔وہ زرلالہ سے بری طرح متاثر تھی اور اسی لئے اس کے پیچھے پلو تھامے چلتی تھی۔۔۔۔زرلالہ کے اسائنمنٹس کا زیادہ بوجھ اسی کے کندھوں پر تھا جسے وہ بڑے شوق سے ڈھوتی آرہی تھی۔۔۔۔باقی تینوں لڑکے ذورین درانی، قاسم نواز اور عماد لودھی کی ان دونوں سے زیادہ آپس میں بنتی تھی۔۔۔۔عماد اور قاسم نے پریویئس میں ہی بڑی کوشش کی تھی زرلالہ اور فاکہہ سے جان چھڑانے کی مگر ایک تو وہ دونوں خود ہی زبردستی گروپ بنا کے بیٹھ گئیں تھیں اور دوسری اہم وجہ یہ تھی کہ ذورین کا زرلالہ پر کرش تھا۔۔۔۔وہ دونوں لاکھ ناک منہ چڑھاتے مگر ذورین اس کے قدموں میں نچھاور ہونے کو تیار رہتا تھا اور فاکہہ تو اس کے صدقے ہر جگہ سما ہی جاتی تھی۔۔۔۔زرلالہ کو آرزو سے سب سے پہلی پرخاش اسی وقت ہوئی تھی جب ایک دن وہ فاکہہ کے ساتھ کینٹین سے برگرز اور کوک سے بھری ٹرے اٹھائے بطور خاص اکنامکس ڈیپارٹمنٹ لے گئی تھی۔۔۔۔وہاں بلکل الگ تھلگ گھاس کے ایک چھوٹے سے قطعے پر آرزو اور زرمین اپنے گروپ کی باقی چار لڑکیوں کے ساتھ بیٹھی تھیں۔۔۔۔ان کے درمیان میں چھوٹا سا کیک رکھا تھا جس پر ایک ہی موم بتی جل رہی تھی۔۔۔۔شیما کی سالگرہ تھی اور وہ گھر سے خود یہ کیک بیک کر کے لائی تھی۔۔۔۔وہ سب کسی بات پر دھیما دھیما ہنس رہی تھیں۔۔۔۔جیسے ہی شیما چھری کیک کی طرف بڑھاتی، اس کے پہلو سے لگی ربیعہ فوراً پھونک مار کے کینڈل بجھا دیتی۔۔۔۔شیما شور مچا دیتی اور دوبارہ سے جلاتی۔۔۔۔یہ شغل پچھلے دو منٹ سے جاری تھا۔۔۔۔بلکل سیدھ میں نقاب کئے بیٹھی آرزو کی آنکھیں ہنس ہنس کر نم ہوئی جاتی تھیں۔۔۔۔زرلالہ کو یہ منظر آگ لگا گیا۔۔۔۔وہ تیزی سے ٹرے لئے آگے بڑھی اور اچانک اس نے دھپ سے بیٹھتے ہوئے ٹرے کیک

کے اوپر رکھ دی۔۔۔ چھوٹا سا کیک اتنی وزنی ٹرے کا بوجھ سہار نہیں پایا اور اس کا بیڑہ غرق ہو گیا۔۔۔۔ وہ ساری ہکی بکی دیکھتی رہ گئیں۔۔۔۔۔۔ زرلالہ، شیما اور ربیعہ کے درمیان بیٹھ چکی تھی۔۔۔۔۔ سینئر ہونے کے زعم میں مسلسل چٹکی بجاتے ہوئے بے تکلفی سے یوں بولی جیسے پرانی دوستی چلی آ رہی ہو۔۔۔

"ہیلو۔۔۔! آج کا لنچ میری طرف سے۔۔۔ محبت تعارف کروانے کی ضرورت تو ہے نہیں۔۔۔ اور تم سب کو میں جانتی ہی ہوں لیکن تم۔۔۔۔" اس نے آرزو کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔۔ "چلو بھئی چلو مس بیوٹی کوئین۔۔۔۔۔ اب تم اپنا سینما دکھا ہی دو مجھے۔۔۔۔۔!"

"سینما" اس نے آرزو کے چہرے کو کہا تھا۔۔۔ آرزو کے کانوں کی لویں تک سرخ ہو گئیں۔۔۔ پٹھان تھی، غیرت مند بھی تھی۔۔۔ لیکن تحمل سے بولی۔۔۔

"ساری یونیورسٹی کے دیکھنے کے لئے تمہارا سینما ہے نا۔۔ یہی کافی ہے۔۔۔ اور اس بدتمیزی کے لئے ہم سب نے تمہیں معاف کیا۔۔۔" وہ اپنا بیگ لے کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ "ایکسکیوز می۔۔۔ مجھے لائبریری جانا ہے۔۔۔۔!" وہ باوقار انداز میں چلتی وہاں سے جا چکی تھی۔۔۔۔ باقی سب نے بھی اس کی دیکھا دیکھی اپنے بیگز اٹھائے اور اسی کے پیچھے چلی دیں۔۔۔ پیچھے زرلالہ، فاکہہ کے ساتھ غصے سے سرخ چہرہ لئے بیٹھی رہ گئی۔۔۔

"زری۔۔۔ دفع کرو۔۔۔ آؤ یہ ٹرے لے کر ہم اپنے گروپ میں چلتے ہیں۔۔۔ ساتھ میں یہ کیک بھی لے چلتے ہیں۔۔۔ ان کا کیک اب ہم کھا کر بدلہ پورا کریں گے۔۔۔!" فاکہہ نے للچائی نظروں سے ٹرے کے نیچے دبے پڑے بدحال کیک کو دیکھتے ہوئے کہا تو زرلالہ یکدم پھٹ ہی پڑی۔۔۔

"بھاڑ میں جاؤ تم بھی اور کیک بھی۔۔۔۔!" وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ "اور خبر دار جو میرے پیچھے آئی۔۔۔ اکیلا چھوڑ دو کچھ دیر کے لئے مجھے۔۔۔!" شہادت کی انگلی سے اسے وارن کرتی وہ تنتناتی ہوئی ایک جانب نکل گئی۔۔۔۔ پیچھے فاکہہ نے چور نظروں سے ارد گرد دیکھا اور جلدی سے کیک کے بچے ہوئے سالم ٹکڑے اٹھائے اور ٹرے میں رکھ کر اپنے ڈیپارٹمنٹ کا رخ کیا۔۔۔۔!

"آرزو خان نے سیکنڈ سمیسٹر میں اس بار مغیث احمد کو بھی چت کر دیا یار۔۔۔۔۔۔ ماننا پڑے۔ گا کہ یہ لڑکی بہت ذہین ہے۔۔۔۔ بلکہ خوبصورتی اور ذہانت کا امتزاج۔۔۔!"

وہ چاروں کینٹین میں بیٹھے تھے جب قاسم نواز نے ٹیبل پر فولڈر زور سے رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ ساتھ ہی چیئر گھسیٹ کر بیٹھ بھی گیا اور درمیان میں پڑے سموسوں کو دیکھ کر چٹخارہ بھرا۔۔۔ زرلالہ نے اسے ترچھی نگاہ سے دیکھا اور بے نیازی سے ذورین کے اسائنمنٹس چیک کرنے لگی۔۔۔۔۔ عماد لودھی نے مسکرا کر سر اٹھایا اور بولا۔۔۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ واقعی بہت ذہین ہے۔۔۔ ہاں لیکن تمہیں اس کی خوبصورتی کو زیر بحث نہیں لانا چاہئیے کیونکہ ہم میں سے کسی نے بھی آج تک اس کا چہرہ نہیں دیکھا۔۔۔۔!"

"آبزرویشن بھی کوئی چیز ہوتی ہے یار۔۔۔۔!" قاسم نے آنکھیں پھیلائیں۔۔۔ "اس کی آنکھیں پوری یونیورسٹی میں مشہور ہیں۔۔۔۔ اور پردے سے باہر اس کے ہاتھ، پاؤں کی بے پناہ سفیدی اور بناوٹ ان کی خوبصورتی کا پتا دیتی ہے۔۔۔۔ اب کوئی اندھا بھی گیس کر سکتا ہے کہ وہ پری چہرہ ہے۔۔۔۔!"

عماد کو اس کا اتنا جامع تبصرہ ناگوار گزرا تھا۔۔۔وہ آرزو کی دل سے عزت کرتا تھا۔۔۔اس کے دل میں آج تک ایک پل کے لئے بھی یہ چاہ پیدا نہیں ہوئی تھی کہ وہ اس کا چہرہ دیکھے بلکہ جب کبھی ایسا کوئی ذکر ہوتا تو وہ بہانے سے موضوع بدل دیتا تھا۔۔۔باقی رہ گیا ذورین تو زرلالہ کی موجودگی میں وہ آرزو کے بارے میں کوئی رائے دے کر ذلیل نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔۔

"پلیز قاسم۔۔۔یار وہ بہت اچھی اور نیک سیرت لڑکی ہے۔۔۔ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اسے اس طرح ڈسکس کریں۔۔۔!" عماد کہے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔۔۔قاسم بھی تائید میں دونوں ہاتھ کھڑے کر کے سر ہلاتا دوبارہ سموسوں کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔۔۔

"تمہیں اس کی نیک سیرتی کا الہام ہوا ہے کیا عماد لودھی۔۔۔؟۔اور تم۔۔۔"اس نے قاسم نواز کی طرف انگلی اٹھا کر مخاطب کیا۔۔۔"تمہاری آبزرویشن کے کیا کہنے۔۔۔ٹینڈے کو شلجم اور شلجم کو اروی کہنے والا قاسم نواز اتنا زیرک کب سے ہو گیا کہ پردے کے پیچھے سے ہی اسے آرزو خان کے جلوے دکھ گئے۔۔۔کیا پتا کہ اس کا چہرہ اس قابل ہی نا ہو کہ دکھایا جا سکے۔۔۔؟"

اس کی بات پر ایک پل کو سبھی کو سانپ سونگھ گیا سوائے فاکہہ کے جو مسلسل ہونقوں کی طرح منہ کھولے اثبات میں سر ہلائے جا رہی تھی۔۔۔۔

"واٹ ربش۔۔۔!" بلآخر عماد ہی بول اٹھا۔۔۔"اپنی جلن میں اتنا آگے مت بڑھو زرلالہ کہ دوسروں کو تمہاری باتوں سے کوفت ہونے لگے۔۔۔صاف محسوس ہو رہا ہے کہ تمہیں آرزو سے حسد ہے۔۔۔۔لیکن میں اس کی بے حد ریسپیکٹ کرتا ہوں، اتنی کہ میرا بس چلے تو اسے اپنی بھابھی بنا لوں۔۔۔اگر مجھے یہ معلوم نا ہوتا کہ وہ انگیج ہے تو میں یقیناً ایسا کر گزرتا۔۔۔۔!"

عماد نے زرلالہ کو محض چڑانے کی خاطر اس کی دکھتی رگ مسل ڈالی تھی۔۔۔سب جانتے تھے کہ زرلالہ اس کے بڑے بھائی پر دل وجان سے فدا تھی اور اسی سے قریب ہونے کی خاطر اس نے عماد سے دوستی کر رکھی تھی۔۔۔ایک آدھ بار وہ نوٹس کے بہانے تو کبھی عماد کی سالگرہ پر سب فرینڈز کو ساتھ لے کر وش کرنے کے بہانے اس کے گھر تک بھی ہو آئی تھی۔۔۔مگر اس کی دال گلی نہیں تھی۔۔۔عباد بہت لئے دئے رہتے تھے، انفیکٹ وہ زرلالہ کی اوچھی حرکتوں کی وجہ سے ان کے درمیان بیٹھنے سے اجتناب کرتے تھے۔۔۔زرلالہ ان کا گریز جان کر بھی انجان تھی۔۔۔عماد کا آرزو کی ہر بات کو سراہنا ہی زرلالہ کے دل میں نفرت کا بیج بو گیا تھا۔۔وہ لاشعوری طور پر اس کا موازنہ خود سے کرنے لگی تھی۔۔۔اسے دیکھنے کی خواہش محض اس لئے تھی کہ وہ آرزو کا حسن جانچنا چاہتی تھی، آیا اس کی ٹکر کا ہے یا نہیں۔۔۔مگر بات اب یہاں تک نہیں رہ گئی تھی، یہ پرخاش بڑھتے بڑھتے ذاتیات کا رخ اختیار کر چکی تھی۔۔۔۔اور عماد کی باتوں نے زرلالہ کو جلتے توے پر لا بٹھایا تھا۔۔۔وہ بھناتی ہوئی دونوں ہتھیلیاں میز پر مارتے ہوئے بولی۔۔۔

"مائی فٹ۔۔۔!اوقات کیا ہے اس کی۔۔۔۔تمبو پہن کر وہ معتبر نہیں ہو گئی۔۔۔آدھی یونیورسٹی اس کے حلئیے سے بے زار ہے۔۔۔سمجھے تم۔۔۔!"اس کے سر سے لگی بجھنے میں نہیں آرہی تھی۔۔۔۔

"اس آدھی یونیورسٹی نے جب انگور کھٹے دیکھے تبھی بے زار ہو کر چلتے بنے۔۔۔اور تمہیں یاد ہو کہ نا یاد ہو، تم پر بھی یہ مقولہ فٹ بیٹھتا ہے۔۔۔۔!"

"یار پلیز۔۔۔چینج دا ٹاپک۔۔۔!"ذورین مسلسل زرلالہ کے چہرے کے تنے ہوئے تاثرات سے خائف ہوتے ہوئے بولا۔۔۔مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔۔وہ بے حد خراب موڈ کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی اور عماد کو چیلنج کرتے ہوئے بولی۔۔۔

"تم نے اس کی جتنی وکالت کرنی تھی کر لی عماد لودھی۔۔۔اب میں۔۔۔"اس نے اپنے سینے پر انگلی ٹھونکی" زرلالہ بلوچ ساری یونیورسٹی کو آرزو خان کا چہرہ دکھا کے رہوں گی۔۔۔۔۔۔کیسے۔۔۔؟جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔۔۔۔۔!"

وہ اس کے سامنے پھنکارنے کے بعد جا چکی تھی۔۔۔اس کی چمچی بھی پیچھے پیچھے نکل لی تھی۔۔۔ذورین خفا خفا سا عماد اور قاسم کو دیکھ رہا تھا۔۔۔قاسم نے "سوواٹ" کے انداز میں کندھے اچکا دیئے تھے مگر بظاہر نارمل نظر آتے عماد لودھی کو اندر ہی اندر فکر لاحق ہو گئ تھی۔۔۔زرلالہ منتقم مزاج لڑکی تھی۔۔۔۔اور آرزو کی وہ عقیدت کی حد تک عزت کرتا تھا۔۔۔۔اسے کبھی بھی گوارا نا ہوتا کہ اس فضول سی تکرار کے پیچھے اس کا کوئی نقصان ہوتا۔۔۔اس نے دل میں اپنے بڑے بھائی سے اس بارے میں بات کرنے کی ٹھانی۔۔۔۔وہ اس یونیورسٹی کا پوزیشن ہولڈر ایکس اسٹوڈنٹ رہ چکا تھا۔۔۔۔جیم اسٹون۔۔۔۔عباد لودھی۔۔۔!

مراد کشمیری یونیورسٹی کی اسٹوڈنٹ یونین کا وائس پریزیڈنٹ تھا۔۔۔انتہائی شاطر اور عیار شخص تھا۔۔۔آئے روز یونیورسٹی میں کوئ نا کوئی ہنگامہ مچائے رکھنا اس کا شوق تھا۔۔۔یونین کا پریذیڈنٹ زوہیر اتنا ایکٹو نہیں تھا ایسے کاموں میں جتنا کہ یہ الٹے سیدھے پنگے لینے میں شہرت رکھتا تھا۔۔۔پڑھائی میں دلچسپی نا ہونے کے برابر تھی مگر ایگزامز میں نمبرز حاصل کرنا اس کے لئے کبھی بھی بڑا ایشو نہیں رہا تھا۔۔۔اس سے پہلے کئ سال اس کا بڑا بھائی سرمد کشمیری یونیورسٹی کو جونک کی طرح چمٹا رہا تھا۔۔۔وہ عماد لودھی کے بڑے بھائی عباد لودھی کا پیچ میٹ تھا مگر دونوں کا آپس میں زبردست ٹکراؤ رہتا تھا۔۔۔سرمد کشمیری، عباد لودھی کی ہر دلعزیزی سے بری طرح خائف رہا کرتا تھا۔۔۔عباد اساتذہ اور طلباء میں یکساں

مقبول تھا۔۔۔وہ بہترین ڈیبیٹر اور باسکٹ بال پلئیر رہ چکا تھا۔۔۔زرلالہ بلوچ تب یونیورسٹی میں نئی تھی مگر عبادلودھی پر بری طرح فریفتہ تھی۔۔۔عبادلودھی کی تربیت ان خطوط پر نہیں ہوئی تھی کہ وہ یونیورسٹی کی راہداریوں میں لڑکی کے ساتھ ٹہلتا پھرے لہذا زرلالہ کو کوئی رسپانس نا مل سکا۔۔۔عبادلودھی بہترین تعلیمی ریکارڈ بنانے کے بعد یہاں سے رخصت ہوا مگر اساتذہ اور اسٹوڈنٹس کے دلوں میں انمٹ نقوش چھوڑ گیا۔۔۔سرمد اس کی انہی صلاحیتوں کی وجہ سے دوران تعلیم بارہا اسے چھوٹے موٹے نقصان پہنچانے کی کوشش کرچکا تھا۔۔۔اب وہ خود تو جا چکا تھا مگر اپنا بھائی "پلانٹ" کر کے گیا تھا۔۔۔مراد کشمیری اس سے چار ہاتھ آگے تھا۔۔۔۔سرمد محض فتنہ پرور تھا اور لڑکیوں سے ذرا فاصلے پر ہی رہتا تھا جبکہ مراد کشمیری میں لڑکیاں گھیرنے کی صفت بھی پائی جاتی تھی۔۔۔اور چند دن جاتے تھے جب پوری یونیورسٹی نے زرلالہ بلوچ اور مراد کشمیری کو پہلو بہ پہلو دیکھا۔۔۔وہ دونوں مستقل ساتھ دیکھے جانے لگے تھے۔۔۔ذورین درانی اس صورتحال سے خاصا رنجیدہ تھا، عماد اور قاسم اسے اپنے ساتھ لگائے رکھتے تھے مگر اسے زرلالہ کے منہ پھیرنے کا قلق نہیں جاتا تھا۔۔۔صرف عماد تھا جسے زرلالہ اور مراد کے ساتھ میں کچھ گڑبڑ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔وہ زرلالہ کی دھمکی کو بھولا نہیں تھا۔۔بلکہ اس دن کے بعد سے اس کے حواس زیادہ چوکنے تھے۔۔۔آرزو خان کی نیک نامی کی بدولت اس کی یونیورسٹی میں جو عزت تھی وہ اس کی غائبانہ حفاظت اپنا فرض سمجھتا تھا۔۔۔

اور پھر کچھ دن بعد ہی اسٹوڈنٹ یونین کی طرف سے بک فیسٹیول ارینج کئے جانے کا اعلان ہوا۔۔۔طلباء میں جوش وخروش کی لہر دوڑ گئی۔۔۔عباد کی چھٹی حس اسے خبردار کرنے لگی۔۔۔بک فیسٹیول ہمیشہ سال کے اختتام پر ارینج کیا جاتا تھا اور اب یوں اچانک بے وقت اس سرگرمی کا مطلب سمجھ سے باہر تھا۔۔۔انہی دنوں

عباد نے مراد کو آرزو کے ڈیپارٹمنٹ کے چکر کاٹتے دیکھا اور آرزو خان اسے جہاں دکھائی دے جاتی وہ آس پاس منڈلانے لگتا۔۔۔اس بات کا آرزو کو شائد اندازہ بھی نہیں تھا مگر عماد نے اس بات کو بھانپ لیا تھا۔۔۔اس نے اپنا شبہہ قاسم اور ذورین سے بھی شئیر کیا تھا۔۔۔ذورین ان دنوں تازہ تازہ زرلالہ کی وجہ سے دل پر زخم کھائے بیٹھا تھا اس لئے اس نے عماد کو سارے معاملے کی تہہ تک جانے اور اندر کی خبر حاصل کرنے کا یقین دلایا تھا۔۔۔۔!

رات کے کھانے کا وقت تھا۔۔۔۔خان اللہ یار خان اور زہرہ خاتون کھانے کی میز پر ہلکی پھلکی گھریلو بات چیت کر رہے تھے جب گفتگو کا رخ ولی محمد کی جانب مڑ گیا۔۔۔اس نے نیا کاروبار شروع کیا تھا اور خان اللہ یار خان بھتیجے کی کاوشوں سے بے حد خوش تھے۔۔۔آخر کو کل اپنی ہی بیٹی سکھی رہتی۔۔۔اسفند نے چاولوں سے بھرا چمچ منہ میں ڈالتے ہوئے شوخ نظروں سے سامنے بیٹھی بہن کو دیکھا مگر ایسے نازک مواقع پر آرزو ہمیشہ طرح دے جاتی تھی۔۔۔کبھی نظر سے نظر نا ملاتی مبادا باپ کے سامنے ہونٹ مسکرا اٹھیں۔۔۔اسفند نے ایک دوبار گلا کھنکھار کے اسے متوجہ کرنے کی کوشش بھی کی مگر کوئی فائدہ نا ہوا۔۔۔الٹا آرزو نے ٹیبل کے نیچے سے چپچ کھینچ کر اس کے گھٹنے پر دے مارا۔۔۔وہ بیچارہ بلبلا اٹھا۔۔۔اس سے پہلے کہ یہ کاروائی طول پکڑتی ،فون کی بیل نے سب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔۔۔اسفند تیزی سے اٹھا اور کال اٹینڈ کر کے وہیں سے آرزو کو آواز دی۔۔۔۔

"خور (پشتو میں بڑی بہن کو کہتے ہیں)۔۔۔کال ہے تمہاری۔۔۔کوئی جویریہ بات کر رہی ہے۔۔۔۔!"

آرزو حیران ہوتی فون تک آئی جو ڈائیننگ ٹیبل سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔۔۔

"ہیلو۔۔۔کون۔۔۔؟"اس نے جھجکتے ہوئے پوچھا... جواب میں مردانہ آواز سن کر وہ دنگ رہ گئ۔۔۔

"تمہارا چاہنے والا۔۔۔دیکھو۔۔۔دیکھو پلیز بند مت کرنا ورنہ میں کال کرتا رہوں گا۔۔۔میں تمہیں بہت چاہتا ہوں آرزو۔۔۔میری نیندیں حرام ہو چکی ہیں۔۔۔سارا دن یونیورسٹی میں میری نگاہیں تمہارا ہی طواف کرتی ہیں۔۔۔تم میرے دل کی داستان سنو تو دنگ۔۔۔۔۔"

اس کی آخری بات پوری ہونے سے پہلے ہی آرزو کال رکھ چکی تھی۔۔۔اس کی ہتھیلیاں بری طرح پسیج چکی تھیں۔۔۔چہرے سے یکدم سارا خون نچڑ گیا تھا۔۔۔زردی چھائے چہرے کے ساتھ وہ مڑی اور کپکپاتے قدموں سے بمشکل واپس کرسی تک آئی تھی۔۔۔اس کے ہاتھوں میں بھی مستقل کپکپاہٹ تھی۔۔۔سبھی کا دھیان یکدم اس کی طرف ہو گیا تھا۔۔۔خان اللہ یار خان کی زیرک نگاہی نے اس کی ظاہری حالت سے کسی گڑبڑ کا اندازہ کر لیا تھا اسی لئے جب فوراً ہی دوبارہ کال آئی تو انہوں نے کسی کو بھی پک کرنے سے منع کر دیا اور خود اٹھ کر فون تک گئے۔۔۔ان کی ہیلو کے جواب میں نا جانے دوسری طرف سے کیا کہا گیا مگر آرزو اتنی سی دیر میں مرنے والی ہو چکی تھی۔۔۔۔زبان خشک ہو کر تالو سے جا لگی تھی۔۔۔اسے نا کچھ سجھائی دے رہا تھا نا سنائی دے رہا تھا۔۔۔ایسی سنگین صورتحال کا تو کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا اس نے۔۔۔پتا نہیں کس وقت خان اللہ یار خان واپس آ کر بیٹھے اور اسے سرد آواز میں مخاطب کرتے ہوئے بولے۔۔۔

"آرزو۔۔۔بچے آج کے بعد تمہارے لئے گھر پر کسی لڑکی کی بھی کال نہیں آنی چاہئے۔۔۔تمہاری جو دوستیں تمہیں کال کرتی ہیں ان سے بھی کہہ دو کہ اب گھر کا فون خراب ہو چکا۔۔۔۔یہ انہی لڑکیوں سے نمبر آگے سے آگے جاتا ہے۔۔۔تم سمجھ رہی ہو نا میری بات۔۔۔۔؟"

جواب میں اس نے خشک لبوں سے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔اس کے حواس تو اس وقت ویسے ہی شل تھے۔۔۔دماغ میں مسلسل اس لڑکے کی باتیں گردش کر رہی تھیں۔۔۔اسفند ساری صورتحال بھانپ گیا تھا۔۔۔اور اسے اس وقت آرزو کی دلی کیفیت کا بھی بخوبی اندازہ تھا۔۔۔اس نے فوراً کوئی دوسرا موضوع چھیڑ کر باپ کا دھیان بٹا لیا تھا۔۔۔زہرہ خاتون البتہ کن اکھیوں سے آرزو کے چہرے کو تک رہی تھیں جو خوف اور پریشانی کے باعث زرد ہو رہا تھا۔۔۔انہیں اندر ہی اندر ابال سے اٹھنے لگے۔۔۔ایک سوچ پوری شدت سے ان کے دماغ میں ابھری کہ کہیں آرزو کو مزید پڑھانے کے فیصلے کو وقت ان کے گلے کا طوق نا بنا دے۔۔۔مگر ایسا سوچنا قبل از وقت تھا۔۔۔اپنے وہم کو جھٹک کر وہ دوبارہ خاں صاحب کی طرف متوجہ ہو چکی تھیں۔۔۔!

وہ آج یونیورسٹی سے گھر جلدی واپس آ گیا تھا۔۔۔زرلالہ کی حرکتیں اسے اب طیش دلانے لگی تھیں۔۔۔آرزو کے لئے فکر بھی لاحق ہوتی کہ مفت میں اس کی انتقامی فطرت کا شکار ہونے جا رہی تھی۔۔۔۔وہ اسے باخبر کرنا چاہتا تھا مگر اس کے پاس زرلالہ کی مشکوک سرگرمیوں کا کوئی ٹھوس ثبوت نہیں تھا۔۔۔اسے تو پورا یقین تھا کہ مراد کشمیری کے ساتھ بے وقت بک فیسٹیول ارینج کروانے کے اندر کوئی نا کوئی گڑبڑ ضرور ہے مگر اس بات کو وہ اوروں کو سمجھانے سے قاصر تھا۔۔۔اور اب اس کا ایک ہی حل اسے سجھائی دے رہا تھا کہ عباد بھیا سے بات کرے۔۔۔وہ یونیورسٹی کے ان بریلیئنٹ اسٹوڈنٹس میں سے تھے جنہیں آج بھی یونیورسٹی کے اساتذہ اور سینئر پروفیسر زیاد کرتے تھے اور جو کبھی وہ یونیورسٹی چلے جاتے تو بے حد پزیرائی ملتی تھی۔۔۔۔گھر پہنچ کر وہ سیدھا کچن میں امی کے پاس گیا تھا۔۔۔ان سے مل کر وہ عباد بھیا

کی اسٹڈی میں چلا آیا۔۔۔عباد کو نئی جاب ملی تھی اور اگلے ہفتے تک جوائننگ دینی تھی۔۔۔ابھی فی الحال فراغت تھی اس لئے زیادہ تر کتابوں کے درمیان پائے جاتے تھے۔۔۔عماد دھیرے سے دروازہ ناک کرتا اسٹڈی میں داخل ہوا۔۔۔عباد نے ہاتھ میں تھامی کتاب کے پیچھے سے اسے اچنبھے سے دیکھا۔۔۔۔پھر دیوار گیر گھڑی کو دیکھا تو ابھی یونیورسٹی آف ہونے میں سوا گھنٹہ باقی تھا۔۔۔عباد پریشانی سے فوراً سیدھے ہو بیٹھے۔۔۔

"خیریت چھوٹو۔۔۔طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔۔۔۔آج اتنی جلدی کیسے آ گئے گھر۔۔۔۔کہیں جھگڑا تو نہیں ہو گیا کسی سے۔۔۔؟" انہوں نے ایک ساتھ کتنے ہی سوال کر ڈالے۔۔۔

"میں بلکل ٹھیک ہوں بھیا۔۔۔اور آپ کو پتا ہے کہ میں کسی سے لڑتا جھگڑتا نہیں۔۔۔!" وہ کچھ کچھ بے زار سا وہیں ایک کونے پر رکھے فلور کشنز کے ساتھ ٹیک لگا کر نیم دراز ہوا۔۔۔

"وہ تو مجھے پتا ہے لیکن انہونیوں کا دور ہے چھوٹو۔۔۔آج کل موڈز میں ٹوئسٹ آتے دیر نہیں لگتی۔۔۔!" وہ شرارت سے بولے تو ان کی بڑی بڑی روشن آنکھیں مزید چمکنے لگیں۔۔۔

"سچ کہتے ہیں آپ بھیا۔۔۔یہ واقعی انہونیوں کا دور ہے۔۔۔لڑکے تو غنڈہ گردی کرتے دیکھے ہیں لیکن لڑکیوں کو داداگیری کرتے کب دیکھا تھا۔۔۔۔!" عماد کتابوں سے بھری دیوار گیر الماری کو گھورتا ہوا بولا۔۔۔آواز میں آزردگی نمایاں تھی۔۔۔عباد نے اپنی کنپٹی کھجائی اور وہی ہاتھ بالوں میں پھیر کر انہیں سنوارتے ہوئے بولے۔۔۔

"یار بات کو کتنا گھمانا پھرانا ہے۔۔۔۔۔؟ کیا اتنی موٹی ہے۔۔۔؟۔۔میرا خیال ہے کہ اب تک اس کی خاصی کیلوریز برن ہو چکی ہوں گی، اس لئے بتاؤ بھی کیا ہوا۔۔۔۔!" عباد ٹو دا پوائنٹ بات کہنے اور سننے کے عادی

تھے اس لئے عماد کو گھورتے ہوئے بولے۔۔۔۔جواب میں عماد نے ساری سچویشن کھول کے رکھ دی۔۔۔زرلالہ بلوچ کی جلن اور حسد سے لے کر مراد کشمیری کی کمینگی تک۔۔۔۔۔۔!عباد کے چہرے پر گہری سنجیدگی چھاگئی۔۔۔وہ خاصے وجیہہ تھے اور جب تاثرات سنجیدہ ہوتے تب ان کی شخصیت کا چارم مزید بڑھ جاتا تھا۔۔۔عماد تو اپنے بڑے بھائی کا فین تھا۔۔۔۔عباد نے آنکھیں سکوڑ کر عماد کو دیکھا اور بولے۔۔۔

"تم آرزو خان میں انٹرسٹڈ ہو عماد۔۔۔۔؟"

"انٹرسٹ اگر اس سینس میں پوچھ رہے ہیں کہ جو عام طور پر لڑکا لڑکی کے درمیان ڈویلپ. ہوتا ہے تو ہرگز نہیں۔۔۔۔مجھے آرزو خان میں اس طرح کا کوئی انٹرسٹ نہیں۔۔۔میں بس اس کی بہت عزت کرتا ہوں۔۔۔وہ اتنی سلجھی ہوئی اور باحیا لڑکی ہے بھیا کہ کوئی بھی باوقار مزاج کا فرد اس کی طرف دیکھنے سے پہلے دو دفعہ سوچتا ضرور ہو گا۔۔۔لیکن یہاں زرلالہ نے سارا فساد اسے نا دیکھ سکنے پر ہی توڑا لا ہے۔۔۔وہ مکمل پردہ کرتی ہے اور پہلے دن سے اب تک اس کا چہرہ کسی نے نہی دیکھا۔۔۔شروع میں زرلالہ نے دوستی کے بہانے اس کے قریب ہونے کی کوشش کی بھی تو آرزو خان نے لفٹ نہیں دی۔۔۔بس اس کے بعد سے ایک دم وہ اس کے پیچھے ہاتھ دھو کے پڑ گئی۔۔۔میرے ٹوکنے پر الٹا مجھے ہی چیلنج دے دیا کہ اسے بے پردہ دکھا کے رہوں گی۔۔۔اب بھی اس کے چہرے کی رعونت اور کرختگی یاد آتی ہے تو میرا خون کھول اٹھتا ہے ۔۔۔۔۔پتا نہیں کیوں لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس کی حفاظت کروں۔۔۔اگر آپ اسے لفاظی نا سمجھیں تو بلکل ویسے جیسے بھائی بہنوں کی کرتے ہیں۔۔۔آپ کو پتا تو ہے کہ مجھے آج تک جو بھی لڑکی اچھی لگی

،میں نے اسے بہن ہی بنایا ہے۔۔۔!" وہ اپنی بات کہتے ہوئے خود ہی ہنس دیا۔۔۔۔اسے قدرتی طور پر اس رشتے سے لگاؤ تھا۔۔۔۔وہ تو کبھی کبھی لاڈ میں اپنی امی کو بہن بنا لیتا تھا۔۔۔

"ہمممم!" عباد نے ہنکارا ابھرا اور پر سوچ لہجے میں گویا ہوئے۔۔۔"تو اب تم اس سارے معاملے کو لے کر اس قدر پریشان کیوں ہو۔۔۔؟"

"بھیا۔۔۔۔ آپ زرلالہ کو نہیں جانتے۔۔۔وہ اس بک فیسٹیول کی آڑ میں کچھ نا کچھ ایسا کرنے والی ہے جو آرزو کے لئے بہت بڑی مصیبت بن سکتا ہے۔۔۔۔!"

"تو تم لوگ آرزو کو انفارم کر دو نا۔۔۔۔!"

"سوچا تھا مگر ہم لوگوں کے ڈیپارٹمنٹس ایک تو الگ ہیں پھر آرزو اس قدر لئے دئے رہنے والی محتاط لڑکی ہے کہ کسی لڑکے سے ضرورتا بھی بات نہیں کرتی۔۔۔یہ معاملہ بتانے اور سمجھانے میں تو پھر کچھ وقت لگے گا اسے۔۔۔۔!"

"تو اب مجھ سے کیا چاہتے ہو یار۔۔۔میں کیا کر سکتا ہوں۔۔۔؟"

"بھیا آپ کسی طرح یہ بک فیسٹیول رکوا دیں۔۔۔۔کچھ بھی کریں۔۔۔اپنے پرانے تعلقات کا استعمال کریں۔۔۔کچھ بھی۔۔۔کیسے بھی بھیا۔۔۔۔!"

"پاگل ہو گئے ہو عماد۔۔۔۔ بھلا میرے کہنے پر کوئی یہ فیسٹیول کیسے روکے گا۔۔۔۔اور کیوں۔۔۔۔کیا وجہ بتائیں گے ہم۔۔۔۔ہمارے پاس ثبوت ہی کیا ہے زرلالہ کے خلاف۔۔۔۔بولو؟" عباد کی بات میں وزن تھا۔۔۔عماد چپ سا ہو گیا۔۔۔۔اسے یوں خاموش اور فکر مند دیکھ کر وہ خود ہی بولے۔۔۔

"اچھا۔۔۔دیکھتا ہوں۔۔۔کل چکر لگاتا ہوں یونیورسٹی کا۔۔۔پروفیسر صدیقی کے ساتھ وائس چانسلر کے پاس آؤں گا۔۔۔۔ان کو قائل کرنے کی کوشش کر دیکھتے ہیں۔۔لیکن یہ میں تمہیں بتادوں کہ یہ سب کرنا عبث ہو گا۔۔۔تمہیں کوئی دوسرا راستہ دیکھنا ہو گا۔۔!"

"مثلا۔۔۔۔۔!"عماد نے ابرو اچکا کے پوچھا۔۔۔۔

"آرزو تک کسی طرح زرلالہ کے عزائم پہنچاؤ۔۔۔ہوسکتا ہے اگر اسے پتا چلے تو وہ فیسٹیول میں شریک ہی نا ہو۔۔۔۔!"

"کوئی فائدہ نہیں بھیا۔۔۔!"عماد مایوسی سے سر دیوار گیر الماری کے ساتھ ٹیکتے ہوئے بولا۔۔۔

"آج تیسرا دن ہے۔۔۔چھٹی پر ہے وہ۔۔۔اور فیسٹیول پرسوں ہے۔۔۔۔اگر کل آرزو آگئی تو بات کی جا سکتی ہے مگر قاسم نے اس کی فرینڈ سے معلوم کیا تھا۔۔وہ بھی پریشان تھی۔۔بتا رہی تھی کہ اس کی ادے سے بس اتنا پتا چلا ہے کہ اسے بخار ہے۔۔۔لیکن فون پر بات نہیں ہو پا رہی۔۔۔۔!"

"اور اتنی چھٹیوں کے بعد پرسوں اس کے آنے کے خاصے چانسز ہیں۔۔۔رائٹ۔۔۔؟"

عباد کے سوال کے جواب میں اس نے فوراتائید میں سر ہلایا۔۔۔۔

"اچھا چلو۔۔۔دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔۔۔اگر ایسا ہے تو پرسوں میں بھی توقیر اور حیدر کے ساتھ آؤں گا۔۔توقیر کی۔مراد کشمیری کے بڑے بھائی سے خاصی علیک سلیک ہے۔۔۔وہ مراد کو دیکھ لے گا۔۔۔لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے چھوٹو کہ یہ سب تمہارا وہم ہو۔۔۔اس دن کوئی غیر معمولی واقعہ نا ہو۔۔۔اس لئے ٹینس مت ہو۔۔۔لیٹس سی۔۔۔۔!"

عبادنے تسلی آمیز لہجے میں عماد کو نارمل کرنا چاہا۔۔۔وہ دھیرے سے مسکرادیا لیکن اندر اندر وہ شدید خائف تھا۔۔۔کچھ تھا جو اسے بری طرح بے چین کئے ہوئے تھا۔۔۔۔اس نے ایک نظر بڑے بھائی پر ڈالی جو اب ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے دوبارہ سے کتاب میں غرق ہو چکے تھے۔۔۔۔نیوی بلیو شلوار قمیض کی آستینیں فولڈ کئے اور اوپری دو بٹن کھولے عباد کے وجیہہ چہرے کو دیکھ کر بے اختیار ایک خیال عماد کے دماغ میں سر سرایا جسے اس نے لاحول پڑھ کے جھٹک دیا۔۔۔وہ نہیں جانتا تھا کہ کبھی کبھی تقدیر زبان سے نکلے الفاظ کی محتاج نہیں ہوتی بلکہ محض خیالات ہی اس کی مہار موڑ دیتے ہیں۔۔۔۔!

زہرہ خاتون دھیرے سے دروازہ کھول کر اس کے کمرے میں داخل ہوئیں۔۔۔ان کے ہاتھ میں ناشتے کی ٹرے تھی۔۔۔۔ تین دن ہو گئے تھے آرزو کو بخار میں پھنکتے۔۔۔آج فجر کے بعد کچھ حرارت کم ہوئی تھی اور صبح کے دس بجے تک اس کا بخار بلکل اتر گیا تھا مگر نقاہت بہت تھی۔۔۔سارا گھر پریشان ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔خان اللہ یار خان دن میں کئی چکر اس کے کمرے کے لگاتے اور ہر بار اس کے سرہانے بیٹھ کر ایک ہی فقرہ دہراتے۔۔۔"تم نے کس بات کی پریشانی لی ہے میرا بچہ۔۔۔تمہارا باپ زندہ ہے۔۔۔تمہاری ڈھال بھی اور تلوار بھی۔۔۔اپنے ذہن سے ہر خوف جھٹک دو۔۔۔۔!"

خان صاحب کو اس رات آنے والی فون کال کے بعد اپنے لہجے میں چھپے شک اور درشتی پر شرمندگی تھی۔۔۔بھلا انہیں اپنی بیٹی پر اعتبار نہیں تھا کیا۔۔۔؟جس کے اعصاب اتنے نازک تھے کہ اسی رات بستر پکڑ لیا۔۔۔مگر ان کے ہر طرح کی تسلی دلاسے کے باوجود آرزو کے اندر انجانا سا خوف بیٹھ گیا تھا۔۔۔وہ رانگ کالز آنا بند نہیں ہوئی تھیں مگر اب اس کے باباجان کی آنکھوں میں تشویش نہیں تھی۔۔۔بس اسی کے

اندر روسوسے پنجے گاڑ کر بیٹھ گئے تھے۔۔۔اس نے ان تین دنوں میں سہیلیوں کی انے والی کالز بھی اٹینڈ نہیں کی تھیں۔۔۔اس کا جی تو یونیورسٹی سے بھی اچاٹ ہو گیا تھا۔۔۔!

"اٹھ گئی میری لور (بیٹی)۔۔۔۔اس وقت تو ماشاء اللہ طبیعت بہت بہتر لگ رہی ہے میری جان کی۔۔۔!"

آرزو بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔۔زہرہ خاتون محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتی اس کے بیڈ کے کنارے پر ٹک گئیں اور ناشتے کی ٹرے آرام سے اس کی گود میں رکھ دی۔۔۔

"نہیں ادے۔۔۔میرا جی نہیں۔۔۔مجھے کچھ نہیں کھانا۔۔۔!" آرزو نے بیزاری سے ٹرے پرے کرنا چاہی تو زہرہ خاتون نے اسے گھر کا۔۔۔

"جی ہے یا نہیں۔۔۔کھانا پڑے گا۔۔۔تمہارے داجی نے کہا ہے شام تک ان کی لاڈلی بلکل ٹھیک ٹھاک انہیں کمرے سے باہر چاہیئے۔۔۔چل میرا بچہ۔۔۔کھالے تھوڑا سا۔۔۔!" اب وہ اسے پچکار رہی تھیں۔۔۔آرزو نے بے دلی سے ابلے ہوئے انڈے کا لقمہ لیا۔۔۔زہرہ خاتون کا جی بھر آیا۔۔۔کیسے تین دن میں پیلی پڑ گئی تھی اس کی رنگت۔۔۔۔انہوں نے پیار سے اس کے ماتھے سے بال ہٹائے اور بولیں۔۔۔

"اپنے داجی سے ناراض نا ہو میری گڑیا۔۔۔میں تمہاری ماں ہوں، مجھے معلوم ہے کہ تم اندر ہی اندر ان کی بے اعتباری پر ان سے خفا ہو۔۔۔مگر یہ مت بھولو کہ وہ کیا ہیں اور کون ہیں۔۔۔وہ مرد ہیں آرزو۔۔۔انہوں نے سب سے ٹکر لے کر تمہیں اس تعلیمی ادارے میں بھیجا ہے۔۔۔انہیں تم پر پورا بھروسہ ہے مگر حالات پر نہیں۔۔۔اور پھر پہلی بار آرزو۔۔۔پہلی بار اس گھر میں ایسی رانگ کال آئی تھی۔۔۔ان کو غصہ آنا قدرتی امر تھا۔۔۔۔!"

"ادے۔۔۔! مجھے اب یونیورسٹی نہیں جانا۔۔۔ میرا جی پلٹ گیا ہے۔۔۔۔!" وہ بیچارگی سے بولی تو زہرہ خاتون نے اس کو ٹھوڑی سے تھامتے ہوئے محبت سے کہا۔۔۔۔۔

"آرزو۔۔۔ بیٹا تمہاری وجہ سے ہمارے خاندان کی کتنی ہی بچیوں کے لئے پڑھنے کی راہ ہموار ہوئی ہے۔۔۔ اب اگر تم ہی جی چھوٹا کر لو گی تو سب اس بات کو غلط معنی پہنائیں گے۔۔۔ اس ٹوہ میں لگ جائیں گے کہ آخر ایسا کیا ہوا جو تمہیں اچانک سے پڑھائی چھوڑ دینی پڑی۔۔۔ تمہارے دا جی کس کس کو صفائیاں دیتے پھریں گے۔۔۔۔۔!"

اس کے اترے چہرے پر نیم رضامندی دیکھتے ہوئے زہرہ خاتون نے اس کا ہاتھ تھام کر ہتھیلی چومی اور کہنے لگیں۔۔۔

"تمہاری سہیلی کا فون آیا تھا۔۔۔ وہ بتا رہی تھی پرسوں کوئی کتابوں کا فنکشن ہے تمہاری یونیورسٹی میں۔۔۔!"

"کتابوں کا فنکشن نہیں ادے۔۔۔! بک فیسٹیول ہے۔۔۔۔!" آرزو کو لفظ فنکشن پر ہنسی آ گئی۔۔۔ زہرہ خاتون بھی خوش ہوتے ہوئے بولیں۔۔۔

"دیکھ۔۔۔ جیسے چاند کو گدگدا دیا ہو، ایسے ہنستی ہے میری پری۔۔۔ اب کل کا دن مزید آرام کرو اور پرسوں سے یونیورسٹی جاؤ۔۔۔ ٹھیک۔۔۔۔؟"

اور آرزو نے تھک کر اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔ زہرہ خاتون اس کی پیشانی چوم کر اٹھیں اور اس کا کمرہ سمیٹنے لگیں۔۔۔ آرزو خالی خالی نظروں سے انہیں دیکھتی رہی۔۔۔ اس لڑکے کی آواز اب بھی بازگشت بن کر اس کے دماغ میں چکراتی تھی اور اسے اذیت کے احساس سے دوچار کر دیتی تھی۔۔۔ اور یہ رانگ کالز کا سلسلہ کون سا بند ہوا تھا بلکہ اس دن کے بعد سے زیادہ زور و شور سے جاری تھا بس اب یہ تھا کہ خان اللہ یار خان نے اس

بات پر رد عمل دینا بند کر دیا تھا اور اسفند کو فون نمبر بدلوانے کا کہہ دیا تھا۔۔۔ مگر آرزو کے دل میں بیٹھا خوف اسے کسی انہونی کا دھڑکا لگا رہا تھا۔۔۔۔ زہرہ خاتون کو اندازہ ہوتا کہ وہ اپنی لور کو پرسوں کے بعد ساری عمر کے لئے کھو دیں گی تو اسے ہمیشہ کے لئے سینے میں چھپا لیتیں مگر کچھ انہونیاں، ہونے کے لئے ہوتی ہیں۔۔۔ قسمت پلٹنے کا فیصلہ کر لے تو اس کا رد نا دوا سے ہوتا ہے نا دعا سے۔۔۔۔۔!

وہ تینوں متفکر سے کینٹین میں بیٹھے تھے جو اس وقت تقریباً خالی پڑی تھی۔۔۔ بک فیسٹیول کا اہتمام خاصے بڑے پیمانے پر کیا گیا تھا اور ساری یونیورسٹی جیسے وہیں گراؤنڈ میں ٹوٹی پڑ رہی تھی۔۔۔ عماد کو شدت سے آرزو کا انتظار تھا جو ابھی تک کہیں دکھائی نا دی تھی۔۔۔ بھیا نے اسے کہا تھا جیسے بھی ہو وہ تینوں اس کے آس پاس رہیں جب تک ساری صورتحال سمجھ میں نا آ جائے۔۔۔ عباد تو عماد بھیا کا بھی انتظار کر رہا تھا، انہوں نے کہا تھا کہ وہ فیسٹیول شروع ہونے سے پہلے پہنچ جائیں گے مگر ابھی تک ان کا کہیں پتا نا تھا۔۔۔۔ قاسم کسی سوچ میں گم کینٹین کے ٹیبل کا فارمیکا ادھیڑ رہا تھا جو پہلے ہی ذرا سا اکھڑا ہوا تھا۔۔۔ اکتائے بیٹھے ذورین نے اس کے ہاتھوں کی طرف دیکھا اور پھر چپت مار کر اس کا ہاتھ پرے جھٹکا اور خود اسی توجہ اور شوق سے فارمیکا چھیلنے بیٹھ گیا۔۔۔ عماد کو اس کی حرکت پر ہنسی آ گئی۔۔۔ تبھی اسے دور سے عباد بھیا آتے دکھائی دئے۔۔۔ ان کے ساتھ اس وقت اور کوئی نہیں تھا وہ اکیلے ہی اسے ڈھونڈتے اس طرف آ رہے تھے۔۔۔۔ قریب آنے پر وہ تینوں ان کے استقبال کو اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔ عباد ایسے اسٹوڈنٹ رہ چکے تھے اس یونیورسٹی کے جو اپ کمنگز کے لئے رول ماڈل کی حیثیت رکھتے تھے۔۔۔

وہ تینوں سے ملنے کے بعد وہیں چیئر گھسیٹ کے بیٹھ گئے۔۔۔

قاسم اور ذورین سے بہت اپنائیت کے ساتھ حال چال پوچھنے کے بعد بولے۔۔۔

"میں سارا راؤنڈ لگا کر آیا ہوں یار چھوٹو۔۔۔۔ مجھے کہیں کوئی گڑبڑ تو نہیں لگی فی الحال۔۔۔ باقی تم لوگ نظر رکھو ان لوگوں پر۔۔۔۔ اور اس آرزو بی بی کا بھی پورا دھیان رکھو۔۔۔۔!"

"کوئی فائدہ نہیں بھیا۔۔۔ اتنی بھیڑ میں نا تو ہمیں زرلالہ بلوچ دکھائی دی اور نامراد کشمیری۔۔۔۔!" عماد مایوسی سے بولا

"اور نا ہی آرزو کا کچھ پتا ہے کہ آیا وہ آئی بھی ہے یا نہیں۔۔۔۔!" قاسم نے بھی گفتگو میں حصہ ڈالا۔۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔۔۔ اٹھو تم لوگ۔۔۔۔۔!" عباد نے کھڑے ہوتے ہوئے ان تینوں سے کہا۔۔۔۔ "میں ڈین کے آفس کی طرف جا رہا ہوں۔۔۔۔ اس کے بعد میں باری باری سب ڈیپارٹمنٹس کا چکر بھی لگاتا ہوں۔۔۔۔ کوئی ایسی ویسی بات ہوئی تو دیکھ لوں گا۔۔۔۔ تم لوگ وہاں ہجوم میں ان لوگوں کو فوکس کرو۔۔۔۔!"

وہ تینوں اثبات میں سر ہلاتے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔ ان کا رخ گراؤنڈ کی طرف تھا جب کہ عباد ڈین کے آفس کی طرف جاتے جاتے آڈیٹوریم کی طرف چل دیئے۔۔۔ نا جانے کیوں انہیں کچھ عجیب سا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔ شاید یہ ان کا وہم تھا لیکن انہوں نے جیسے اس طرف کچھ سائے سے مڑتے دیکھے تھے۔۔۔۔۔ انہیں اندازہ نہیں تھا کہ وہ خود کتنی بڑی مشکل میں پھنسنے والے ہیں۔۔۔۔۔!

وہ یونیورسٹی آتو گئی تھی مگر اس کے دل کو پنکھے لگے تھے جیسے۔۔۔۔ گھبراہٹ تھی کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔۔۔ ایک جی میں آ رہا تھا کہ ابھی کلریکل آفس جائے اور گھر کال کر کے اسفند کو بلوا

لے۔۔۔اسی شش و پنج میں وہ بھیڑ سے بچتی بچاتی سائیکالوجی ڈیپارٹمنٹ کے باہر وہیں آ کر بیٹھ گئی جہاں ان کا گروپ بیٹھا کرتا تھا۔۔۔۔شیما سے بات ہوئی تھی تو اس نے یہی کہا تھا کہ وہ لوگ یہیں اکھٹی ہوں گی مگر ابھی تک وہاں کوئی بھی نہیں آئی تھی۔۔۔اکا دکا اسٹوڈنٹ آس پاس دکھائی دے رہا تھا ورنہ سارا ڈیپارٹمنٹ سنسان پڑا تھا۔۔اسے وحشت سی ہونے لگی۔۔۔اپنا نقاب ٹھیک کرتی وہ کھڑی ہوئی اور بیگ کو کندھے پر ڈال کر وہاں سے جانے ہی لگی تھی جب اسے کسی نے پکارا۔۔۔۔

"ایکسکیوز می۔۔۔آپ آرزو خان ہیں نا۔۔؟"

آرزو پلٹی اور پکارنے والی کا چہرہ دیکھا۔۔۔یہ سینئر اسٹوڈنٹ تھی اور شائد فزکس ڈیپارٹمنٹ کی تھی۔۔۔ان نے تائید میں سر ہلایا تو وہ لڑکی عجلت میں بولی۔۔۔

"آرزو تمہارا پورا گروپ وہاں آڈیٹوریم میں بیٹھا ہے۔۔۔سب وہیں تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔۔۔مجھے بھی راہ چلتے انہوں نے کہا تھا کہ اگر تم کہیں دکھائی پڑو تو تمہیں بتا دوں۔۔۔۔!"

آرزو کی جان میں جان آئی۔۔۔وہ تھینکس کہہ کر تیزی سے آڈیٹوریم کی جانب بڑھی۔۔۔کچھ اتنے دن بخار رہنے کی وجہ سے نقاہت تو کچھ تیز تیز چلنے کی وجہ سے اس کا سانس بری طرح پھولنے لگا۔۔اس کی آنکھوں کے آگے ترمرے سے ناچ رہے تھے۔۔۔۔وہ اندر داخل ہو کر سیدھا ایک کرسی کی جانب بڑھی اور اس پر بیٹھ کر آنکھیں موند کر تیز تیز سانس لینے لگی۔۔۔۔اس کا دماغ سنسنا رہا تھا۔۔۔یوں لگتا تھا جیسے سماعت اور بصارت پر پردہ سا پڑ گیا ہے۔۔۔سب کچھ بند آواز کے ساتھ سلو موشن سین کی طرح چل رہا تھا۔۔۔کچھ پل لگے اسے حواس بحال کرنے میں۔۔۔آنکھوں کو چادر کے پلو سے رگڑ کر اس نے ارد گرد دیکھا تو پورا ہال خالی پڑا تھا۔۔۔خالی کرسیوں کا ڈھیر تھا جو آپس میں بے ڈھنگے انداز میں گتھم گتھا ہوئی پڑی

تھیں۔۔۔یوں جیسے انہیں کسی نے آڑ کے لئے ایسے رکھ دیا ہو۔۔۔۔اس کا دل ایک بار ڈوب کر ابھرا۔۔۔وہ ایک لمحہ بھی مزید ضائع کئے بغیر کھڑی ہوئی اور واپس دروازے کی طرف منہ پھیرا تو پیروں سے جان نکل گئی۔۔۔دروازہ بند تھا۔۔۔اور یقیناً غیر محسوس انداز میں باہر سے بند کیا گیا تھا۔۔نقاب کے پیچھے اس کے ہونٹ مارے خوف کے ایک دوجے سے چپک کر رہ گئے۔۔۔۔اسے خیال آیا کہ یہاں محض یہی ایک دروازہ نہیں ہے۔۔۔وہ تیزی سے دوسرے دروازے کی سمت آئی تو وہ بھی بند تھا۔۔تیسرا جو ہال کی پچھلی جانب تھا وہ ویسے ہی مستقل بند رہتا تھا۔۔۔۔اسے یقین ہو گیا کہ آج اس کی زندگی کا آخری دن ہو گا۔۔کیونکہ اگر اس کے ساتھ کسی کی بھی کچھ غلط کرنے کی پلاننگ تھی تو ایسا کچھ بھی ہونے سے پہلے وہ خود کو ختم کر لے گی۔۔۔۔اس کے شل ہوتے دماغ میں اس رانگ کالر لڑکے کی آواز لہروں کی مانند پھرنے لگی۔۔۔۔

"کوئی ہے۔۔۔۔۔۔مجھے یہاں سے نکالو۔۔۔شیما۔۔۔ربیعہ۔۔۔۔زرمین۔۔۔۔کوئی ہے۔۔۔۔؟"

وہ پورے زور سے چلائی۔۔۔۔ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے آنسو سیلاب بن کے امڈ پڑے۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ چلاتی، اس کے پیروں میں کوئی چیز زوردار آواز کے ساتھ آ کر گری۔۔۔۔

"پٹاخ۔۔۔۔۔۔!"

ایک اور۔۔پھر ایک اور۔۔۔۔اور پھر س کے پیروں میں مسلسل پٹاخے پھوٹنے لگے، وہ خود کو بچاتی، چیخیں مارتی کبھی ایک جانب اچھلتی تو کبھی دوسری طرف۔۔۔۔ایسی بدترین صورتحال کا وہ کبھی زندگی میں تصور نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔اس کی بدحواسی دھیرے دھیرے عقل سلب کر رہی تھی۔۔۔اس نے اپنے ڈھیلے ہوتے نقاب کو ٹھیک کیا اور ایک بار پھر دروازہ دھڑ دھڑانے لگی۔۔۔جلتے اچھلتے پٹاخوں کی پٹی یکدم کسی نے

اس کے پیروں کے بیچ اچھالی اور اب کے اس کی چیخیں آسمان سے باتیں کرنے لگی تھیں۔۔۔کوئی پل جاتا تھا کہ وہ گر کے بے ہوش ہو جاتی مگر اس کے مختل حواس جھنجھنا اٹھے جب اس کی لمبی چادر کے فرش کو چھوتے کونے پر یکے بعد دیگرے کئی پٹاخے آکر گرے اور ان کی چنگاریوں سے اس کی چادر نے آگ پکڑ لی ۔۔۔۔۔موت اس کی آنکھوں کے سامنے رقصاں تھی اور وہ بے بس سی خود اپنا ہی تماشا دیکھ رہی تھی۔۔۔اس کی نگاہوں کے سامنے سب گھر والوں کے چہرے پھرنے لگے۔۔۔خوف کی شدت نے آواز بھی بند کر دی تھی۔۔۔اس کے پاس محض چند لمحات تھے جن میں وہ فیصلہ کرتی، آیا اسے اپنی چادر تن سے الگ کر دینی چاہئے یا یونہی موت کو گلے لگا لے۔۔۔۔چادر اتار پھینکتی تو اسے بچانے اگر کوئی آتا بھی تو بے پردگی کی حالت میں دیکھتا۔۔اور کیا پتا کہ آنے والوں کی تعداد کتنی ہوتی۔۔۔۔؟چند پل لئے اس نے اور تمام حساب کتاب کر کے یہ فیصلہ کیا کہ یوں تو پھر یوں ہی سہی۔۔۔!

وہ سمٹ کر دیوار کی جڑ کے ساتھ لگ کر آنکھیں بند کر کے بیٹھ گئ۔۔۔آگ تیزی سے اس کی چادر کا پلو جلاتی اوپر بڑھتی آ رہی تھی۔۔۔اس نے گھٹنوں میں چہرہ چھپالیا اور آنکھوں کو بہنے دیا۔۔۔۔

قدرت مہربان ہوئی اور چند سیکنڈز کے توقف پر ہال کا دروازہ زوردار آواز کے ساتھ کھل گیا۔۔۔۔یوں جیسے کسی نے دھکے مار مار کر اسے کھولا تھا۔۔۔۔اس نے چہرہ نہیں اٹھایا تھا، اس پر جیسے ہلکی سی غشی طاری ہو گئ تھی۔۔۔یکدم ارد گرد کئ آوازیں بلند ہونا شروع ہوئیں اور پھر کسی نے اس کی چادر کو لگی آگ کو اپنی جیکٹ اتار کر اس سے بجھانے کی کوشش کی، وہ جو کوئی بھی تھا ساتھ ہی ساتھ اپنے ہاتھوں کا بھی استعمال کر رہا تھا۔۔۔آرزو ابھی تک اسی پوزیشن میں بیٹھی تھی۔۔۔اس کے سن ہوتے دماغ نے اپنے ارد گرد

ڈیپارٹمنٹ ہیڈز اور بہت سے اسٹوڈنٹس کی آوازیں سنیں۔۔۔ سبھی اسٹوڈنٹس پر اشتعال آواز میں شور مچا رہے تھے۔۔۔۔

"ماریں انہیں۔۔۔۔ماریں سر۔۔۔۔ان لوگوں کی جرات کیسے ہوئی۔۔۔۔ مراد کشمیری ہائے ہائے۔۔۔۔ مراد کشمیری مردہ باد۔۔۔۔ماروانہیں۔۔۔۔!"

دھڑا دھڑ کرسیاں گھسیٹی جارہی تھیں اور وہ جو اوپر تلے پڑی کرسیوں کو دیکھ کر حیران ہوئی تھی تو ان کے پیچھے ہی وہ تمام آلہ کار چھپائے گئے تھے جنہوں نے اس کے ساتھ یہ مذموم حرکت کی تھی۔۔۔۔ان سب کو اسٹوڈنٹس زدوکوب کرتے باہر لے کر جارہے تھے۔۔۔۔۔وہ سب کو سن رہی تھی، سب باآواز بلند یہ کہہ رہا تھے کہ یہ سب کچھ مراد کشمیری اور اس کے چیلوں کی حرکت ہے۔۔۔۔انہی میں سے کسی نے زرلالہ بلوچ کا نام بھی لیا تھا۔۔۔۔ مگر وہ اس قدر خوفزدہ تھی کہ سر اٹھا کر سب کو دیکھنے تک کی ہمت کھو چکی تھی۔۔۔۔۔ یہ صدمہ الگ تھا کہ اس کے ساتھ آخر یہ سب کیا کیوں گیا۔۔۔۔؟ اس نے کسی کو کیا کہا تھا۔۔۔۔؟

"ایکسکیوزمی۔۔۔۔۔مس آرزو۔۔۔۔!آپ اٹھئے پلیز۔۔۔۔آپ اب سیف ہیں۔۔۔۔میں آپ کو گھر پہنچانے کا انتظام کرتا ہوں۔۔۔۔پلیز اٹھیں۔۔۔۔۔!"

عباد لودھی اس کے قریب بیٹھے نرمی سے کہہ رہے تھے مگر اس کے وجود میں کوئی جنبش نہیں ہوئی۔۔۔۔۔۔ انہیں سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اسے کیسے مخاطب کریں۔۔۔۔۔

"اللہ نے آپ کی حفاظت فرمائی ہے۔۔۔۔ آپ پر شکر واجب ہے۔۔۔۔گھر جاکر آپ یہ کام لازم کیجئے گا۔۔۔۔۔!"

اتنی مہربان اور نرم آواز پر آرزو کا دل موم بن کر آنکھوں سے بہنے لگا۔۔۔اس نے زاروزار روتے ہوئے گھٹنوں پر سے سر اٹھایا اور عباد کو دیکھا۔۔۔نیلگوں سمندر میں طلاتم زوروں پر تھا اور عباد لودھی کا دل بری طرح ڈول گیا۔۔۔اس کی نیلی آنکھیں اتنی خوبصورت تھیں کہ کوئی بھی ان کی گہرائی میں اتر کر ابھر نا سکے۔۔۔۔آنکھوں کا وار تھا اور عباد لودھی کے لئے کاری رہا تھا۔۔۔۔وہ دھیرے سے لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ کھڑی ہوئی تو اس کی چادر جو آدھی سے زیادہ جل چکی تھی،اسی کا ایک جلا ہوا کونا پیر کے نیچے آ گیا۔۔۔ذراسا کھچاؤ آیا اور نقاب سرک کر چاہ ذقن تک اس کے نقوش کی جھلک دکھلا گیا۔۔۔۔عباد نے ایک جھلک دیکھی اور فوراآنکھیں میچ کر چہرہ پھیر لیا۔۔۔۔کہکشاؤں کے اسرار۔۔۔تاروں کی تابناکی۔۔۔چاند کا اجلاپن۔۔۔دن کا اجالا اور شبنم کے قطرے کی پاکیزگی۔۔۔یہ تمام استعارے یکجا ہو جائیں تو آرزو خان کے حسن کی تشریح ہوتی تھی۔۔۔۔!

آرزو نے فورا اپنا نقاب ٹھیک کرنے کے بعد تاسف اور صدمے سے اپنی چادر کی حالت دیکھی۔۔۔۔وہ گھر کیسے جائے گی۔۔۔کیا کہے گی۔۔۔؟یہ سوال اس کی ذہنی حالت کو مزید مخدوش کر گیا۔۔۔اس نے ایک ہاتھ سے اپنا ڈولتا سر تھاما اور لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔۔عباد کو اس کی سچویشن کا اندازہ تھا۔۔۔انہوں نے اپنی جیکٹ اس کے حوالے کی اور بولے۔۔۔

"فی الحال یہ پہن لیں۔۔۔چادر اتنی زیادہ جل چکی ہے کہ آپ اس سے خود کو مکمل نہیں ڈھانپ سکتیں اس لئے آپ اپنا چہرہ ڈھکیں اور میری یہ جیکٹ پہن لیں۔۔۔۔کم از کم آسانی سے گھر چلی جائیں گی۔۔۔۔!"

آرزو نے ایک نظر اس تاڑ سے لمبے مرد کو دیکھا اور دوسری نگاہ جیکٹ پر ڈالی تو اسے تسلی ہوئی۔۔۔اتنی بڑی جیکٹ تھی کہ اس میں وہ کیا،اس جیسی دو اور آجاتیں۔۔۔۔جیکٹ پہن کر وہ عباد کے ساتھ ہی اس سے دو

قدم پیچھے چلتی ہال سے باہر آگئی۔۔۔۔اسے لگا جیسے قبر سے نکلی ہو۔۔۔پچھلا پونا گھنٹہ اس کی زندگی کا خوفناک ترین وقت تھا۔۔۔۔اب وہ کچھ مطمئن تھی اور سہل قدموں سے چلتی کاریڈور عبور کر رہی تھی جب اسے سامنے سے زرلالہ بلوچ آتی دکھائی دی۔۔۔اس کی چال میں غضب کا اعتماد تھا۔۔۔روروکے آرزو کی آنکھیں دھندلائی ہوئی تھیں یا پھر اس کی بصارت دھوکہ کھا رہی تھی۔۔۔اسے زرلالہ کے پیچھے خان اللہ یار خان اور ولی محمد کے چہرے دکھائی دے رہے تھے۔۔۔۔موت سے پہلے کوئی نہیں مرتا لیکن موت کو محسوس کرنا کیا ہوتا ہے، یہ آرزو نے جان لیا تھا۔۔۔۔زمین اب کسی کے لئے شق تھوڑی نا ہوتی ہے ورنہ دنیا کی آدھی بیٹیاں خود دفن ہو چکی ہوتیں۔۔۔!

خان اللہ یار خان قریب آکر ٹھہر گئے۔۔۔انہوں نے بے حد سرد اور سپاٹ نظروں سے عباد لودھی کو دیکھا۔۔عباد اندر ہی اندر اس صورتحال پر پریشان ہو اٹھے تھے۔۔۔یہ سب تو اس کے حق میں بھی اچھا نہیں تھا۔۔۔اسے آنے والوں کے تیور بہت کچھ باور کرا رہے تھے۔۔۔۔ادھ موئی آرزو کا جی چاہا کہ بھاگ کے اپنے داجی کے گلے لگ جائے اور ان کے سینے میں منہ چھپا کے خود پہ بیتی ساری افتاد کہہ ڈالے۔۔۔وہ ایک قدم آگے بڑھی لیکن خان اللہ یار خان کا ہاتھ رکاوٹ کے طور فضا میں کھڑا ہوا اور اس کے پاؤں منوں وزنی ہو گئے۔۔۔اس نے زرلالہ کے چہرے کو جانچا تو وہاں رقصاں شیطانی مسکراہٹ اس کی کارکردگی کا پتا دے رہی تھی۔۔۔خان صاحب نے تنفر سے بیٹی کے بے حال وجود پر اک نگاہ ڈالی۔۔۔انہیں یقین ہو گیا کہ اب سے ایک گھنٹہ پہلے انہیں فون پر جو اطلاع دی گئی تھی وہ بلکل درست تھی۔۔۔ناسازئ طبع کے باعث آج وہ گھر پر ہی موجود تھے۔۔۔انہوں نے اسفند کو کالج سے چھٹی کروا کے فیکٹری بھیجا تھا۔۔۔۔ولی محمد کو معلوم ہوا تو ماں کے ساتھ ان کی عیادت کے لئے گھر پہنچا۔۔۔ہونے والے داماد اور بھتیجے کو دیکھ کر ویسے ہی

ان کا خون بڑھ جاتا تھا۔۔۔۔وہ سب بے حد اچھے ماحول میں باتیں کر رہے تھے جب فون کی بیل ہوئی۔۔۔خان صاحب کے کال اٹینڈ کرنے پر آگے سے کسی لڑکی کی آواز سنائی دی۔۔۔

"ہیلو انکل۔۔۔دیکھیں۔۔۔آپ مجھے نہیں جانتے۔۔۔لیکن میں آپکی خیر خواہ ہوں۔۔۔آپ کی بیٹی اس وقت آڈیٹوریم میں کسی لڑکے کے ساتھ بند ہے۔۔۔اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے، آپ پلیز یونیورسٹی آ جائیں اور اپنی عزت بچالیں۔۔۔میں اپ کو خود گیٹ پر ریسیو کر کے وہاں تک لے جاؤں گی۔۔۔یہ لڑکا آرزو کے ساتھ سنجیدہ نہیں ہے، بس پاگل بنا رہا ہے۔۔۔۔اس سے پہلے کہ پانی سر سے گزر جائے آپ یہاں آجائیں۔۔۔!"

یہ کال نہی تھی۔۔۔خان اللہ یار خان کی موت کا مژدہ تھا۔۔۔جو بیٹی ان کا غرور تھی، وہی ان کا شملہ آڈیٹوریم کے بند دروازوں کے پیچھے اچھال رہی تھی۔۔۔ان کی آنکھیں یکدم خون رنگ ہوئیں۔۔۔جسم میں طیش کی وجہ سے کلکپاہٹ اس قدر تھی کہ دو قدم اٹھانے بھی دشوار محسوس ہو رہے تھے۔۔۔۔ولی محمد کو صورتحال کا کچھ کچھ اندازہ ہو گیا تھا، اس نے ان کا ہاتھ تھام کر گاڑی میں بٹھایا اور خود ڈرائیو کرتا ہوا یونیورسٹی پہنچا۔۔۔وہاں گیٹ پر ہی انہیں زرلالہ مل گئی جو انہیں بخوبی یہاں تک لے آئی تھی۔۔۔۔کیونکہ پلان کے مطابق اگر عباد یہاں نا آتے تو ساری یونیورسٹی کے سامنے بے حجاب آرزو خان اور مراد کشمیری ہال میں سے برآمد ہوتے۔۔۔جو اپنے یار دوستوں کے ساتھ کرسیوں کے ڈھیر کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا۔۔۔جس وقت آرزو ہال میں داخل ہوئی، زرلالہ نے بنا آواز باہر سے دروازہ بند کر دیا۔۔۔اس سے پہلے فزکس ڈیپارٹمنٹ کی ام ہانی کے ذریعے جھوٹ کہلوا کے وہ آرزو کے سارے گروپ کو لائیبریری کی طرف روانہ کر چکی تھی کہ وہاں آرزو ان کا انتظار کر رہی ہے اور آرزو کو یہ کہلوایا کہ اس کا گروپ آڈیٹوریم میں اس کا منتظر

ہے۔۔۔یوں بڑی مہارت سے زرلالہ، آرزو کو وہاں لانے میں کامیاب ہو چکی تھی۔۔۔مراد کشمیری اور اس کے ساتھیوں نے آرزو پر پٹاخے پھینک کر اسے بری طرح ہراساں کیا اور پھر آخری حربے کے طور پر مراد نے پٹاخوں کی پٹی اس کی چادر پر اچھال دی۔۔۔اسے یقین تھا کہ بوکھلائی ہوئی آرزو کسی بھی لمحے اب اپنی چادر اتار پھینکے گی مگر اگلے ہی پل اس نے آرزو کی آنکھوں میں مصمم ارادے کی چمک دیکھی۔۔۔وہ ڈھیلی ہو کر وہیں دیوار کے ساتھ کندھا ٹیکے، گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھتی چلی گئی۔۔۔مراد کشمیری مارے غضب کے بل کھا کر رہ گیا۔۔۔اتنا کھڑاگ کیا تھا اور اب کیا اس حسن کی مورت کو دیکھتا بھی نا۔۔۔وہ خود اس کی چادر نوچ لینے کے ارادے سے اس کے قریب جانے ہی والا تھا۔ مگر عباد لودھی کی بے وقت آمد نے مراد کشمیری کا سارا مزہ کرکرا کر دیا تھا۔۔۔آرزو خان کو دیکھنے کی حسرت بھاپ بن کے اڑ گئی۔۔۔عباد کے پیچھے اسٹوڈنٹس اور پروفیسرز کا جتھا تھا۔۔اس کے ایک ساتھی نے باہر سے دوسری طرف کا دروازہ کھولا اور وہ اپنے ساتھیوں کو وہیں چھوڑ کر خود تیزی سے پچھلے دروازے سے بھاگ نکلا۔۔۔مگر زرلالہ کا کھیل ابھی باقی تھا۔۔اس کے سارے مہرے نہیں پٹے تھے۔۔۔۔اور اب وہ آرزو خان اور عباد لودھی کے سامنے اپنی آخری چال لیئے کھڑی تھی۔۔۔۔!

عباد چند قدم آگے بڑھے اور خان اللہ یار خان کو صفائی میں کچھ کہنا چاہا مگر اس سے پہلے ہی انہوں نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ آج شام تک اپنے گھر کے بڑوں کو لے کر نکاح خواں کے ساتھ میرے گھر آؤ اور اپنا گند سمیٹ کے لے جاؤ۔۔۔ورنہ کل صبح کا سورج تم دونوں کو دیکھنا نصیب نہیں ہو گا۔۔۔۔!"

اتنا کہہ کر انہوں نے ولی محمد کو اشارہ کیا اور بولے۔۔۔"اسے لے کر آؤ ولی محمد۔۔۔شکر کرنا کہ یہ غلاظت تمہارا مقدر نہیں بنی۔۔۔۔۔!"

خان اللہ یار خان واپس مڑے اور تیز قدموں سے چلتے چلے گئے۔۔۔پیچھے پتھر ہوئی آرزو کچھ دیر پہلے خود پر بیتے اتنے بڑے سانحے پر ہوش و خرد سے بیگانہ نہیں ہوئی تھی مگر باپ کے الفاظ نے اس کے بدن سے روح نوچ لی تھی جیسے۔۔۔۔۔اس کے داجی نے اسے گند کہا تھا۔۔۔غلاظت بولا تھا۔۔۔لیکن کیوں۔۔۔؟اس نے کیا ہی کیا تھا آخر۔۔۔۔۔؟اس کے تھکے ہارے اعصاب کے لئے یہ وار کاری تھا لہذا وہ قدم بہ قدم دور ہوتے خان اللہ یار خان کی پشت کو تکتی زمین بوس ہو گئ تھی۔۔۔۔اپنی جگہ ساکت و بے یقین کھڑے عباد لودھی نے ایک نظر بے ہوش پڑی آرزو پر ڈالی اور دوسری ولی محمد پر، جو خود سر دونوں ہاتھوں میں گرائے پریشانی کے عالم میں بنچ پر بیٹھا تھا۔۔۔۔۔عباد کا دماغ ماؤف ہوا جا رہا تھا۔۔۔یہ کیسی کایا پلٹی تھی یکدم۔۔۔اچھی بھلی پر سکون زندگی ہچکولوں کی زد پر آ گئ تھی۔۔۔۔بھلا کوئی باپ یوں بھی کرتا ہے۔۔۔۔ناصفائی کا موقع دیا اور نا اس سے وضاحت مانگی، بس انا فانا سولی چڑھانے کا فیصلہ صادر کر کے چلتے بنے۔۔۔۔وہ بے بسی سے آرزو کے لاچار وجود کو تک رہا تھا اور اس کی پشت پر زر لالہ بلوچ ششدر سی آنکھیں پھاڑے کھڑی تھی۔۔۔ایسا تو اس کے پلان میں شامل ہی نہیں تھا کہ آرزو خان کو عباد لودھی سے ہی بیاہ دیا جائے۔۔۔وہ عباد لودھی جو اس کا خواب تھا۔۔۔وہ عباد لودھی جو اس کی پہلی اور آخری خواہش تھا۔۔۔۔اس نے تو سوچا تھا کہ آرزو کے بابا اس صورتحال پر حواس باختہ ہو کر اس کا نکاح ہنگامی بنیادوں پر اس کے منگیتر سے ہی کر دیں گے یا دوسری صورت میں مراد کشمیری دل تھال میں رکھے بیٹھا تھا آرزو کے

لئے۔۔۔۔ مگر عباد کو کھو دینے کا تو اس نے گمان بھی نہیں کیا تھا۔۔۔۔ بھلے سے وہ اسے نہیں چاہتا تھا مگر کب تک۔۔۔۔! اسے یقین تھا کہ ایک نا ایک دن بلاآخر وہ اسے رام کر ہی لے گی۔۔۔۔!

یقین کی جڑ میں خلوص کو سینچنا پڑتا ہے تب کہیں جا کر محبت کی کونپل پھوٹتی ہے۔۔۔۔ اور زر لالہ بلوچ کو محبت تھی ہی کب۔۔۔۔ عباد لودھی بھی اس کی ضد تھا اور آرزو خان بھی۔۔۔۔ آرزو کو راہ سے ہٹانے کے چکر میں آج اس نے عباد لودھی کو ہمیشہ کے لئے کھو دیا تھا۔۔۔۔۔۔!

کیلیفورنیا کی شام اپنے ساتھ دھند کی دبیز تہہ لے کر اتری تھی۔۔۔۔ یسار نے آتش دان کو مزید سلگانے کے لئے اس میں چھوٹی چھوٹی لکڑیاں ڈالیں اور دوبارہ سے واپس اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ ابھی ابھی وہ تیسری بار کافی بنا کر لایا تھا۔۔۔۔ عباد لودھی نے آج ماضی کی پرت پرت اس کے آگے کھول کر رکھ دی تھی۔۔۔۔ پنوں پر پڑی دھول جھاڑی جائے تو گلے میں خراش آ جاتی ہے۔۔۔۔ عباد لودھی کے لئے آج بھی وہ وقت یاد کرنا اسی قدر تکلیف دہ تھا جتنی اذیت انہیں اس سمے محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔ ان کی سالوں کی نیک نامی کو پل بھر میں دھول چٹا دی گئی تھی۔۔۔۔ لمحوں میں خان اللہ یار خان کا فیصلہ، خبر بن کر پوری یونیورسٹی میں بازگشت کرنے لگا۔۔۔۔ سبھی جانتے تھے کہ وہ دونوں بے قصور ہیں مگر پھر بھی انہیں سب کی نظروں میں سوال دکھائی دے رہے تھے۔۔۔۔ بہت سے پروفیسرز اور وائس چانسلر نے اس معاملے کو خود آرزو کے گھر جا کر نمٹانے کی آفر کی مگر عباد نے ایسا کرنے سے روک دیا۔۔۔۔ وہ خان صاحب کے اطوار سے جان چکا تھا کہ وہ اپنے فیصلے سے ٹس سے مس نہیں ہوں گے۔۔۔۔ اور اسی شام عباد اپنی والدہ، عماد اور نکاح خواں کو ساتھ لے کر آرزو کے گھر پہنچ گئے تھے۔۔۔۔ خان اللہ یار خان نے ان کے استقبال کے لئے باہر آنے کی بھی زحمت گوارا نہیں

کی۔۔۔ان تینوں کولان میں رکھی کرسیوں پر بٹھادیا گیااور اگلے آدھے گھنٹے میں آرزو کے بھائی اسفند کی موجودگی میں عباد اور آرزو کا نکاح پڑھوادیا گیا۔۔۔اسفند اس موقع پر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روتا رہا تھا۔۔۔اس کی اتنی لاڈلی خور یتیموں کی طرح اس تاحیات بندھن میں بندھ گئی تھی۔۔۔۔وہ بار بار عباد کا ہاتھ تھام کر کچھ کہنے کی کوشش کرتا مگر گلے میں اٹکے آنسوؤں کے پھندے کے کارن کچھ بول نہیں پارہا تھا۔۔۔پوری کوٹھی جیسے سوگ میں ڈوبی تھی۔۔۔کونے کھدروں میں کھڑے ملازم بھی انسو بہارہے تھے۔۔۔چند منٹ بعد اسفند سر تاپا سفید چادر میں ملفوف کوئی لاش سی ساتھ لگائے گھسیٹتا آیا۔۔۔اس نے بہن کا سر کئی بار چوما۔۔۔سینے سے لگایا۔۔۔وہ رورو کر معافیاں مانگتا تھا مگر بے اختیار تھا۔۔۔آرزو کے منجمد وجود میں رتی جنبش نہیں ہوئی اور وہ اتنی ہی خاموشی کے ساتھ عباد کے سنگ رخصت ہوگئی۔۔۔جس گھڑی عباد کی والدہ نے اسے محبت سے تھام کر گاڑی میں بٹھایا تھا، عین اسی پل کوٹھی کے اندر سے تیز زنانہ چیخ کی آواز سنائی دی۔۔۔کوئی عورت بلک بلک کر آرزو کو پکار رہی تھی۔۔۔اتنے وقت میں واحد یہ گھڑی ایسی تھی جو آرزو کے مردہ تن پر اثر انداز ہوئی تھی۔۔۔عباد نے گود میں دھرے اس کے مرمریں شفاف ہاتھوں پر پلکوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے دیکھے تھے۔۔۔۔انہیں شدید اذیت ہوئی۔۔۔قسمت نے ان دونوں کے ساتھ عجب ہی کھیل کھیلا تھا۔۔۔۔انہوں نے چپکے سے اپنا ہاتھ آرزو کے سرد ہاتھ پر رکھ کر دبایا، یوں جیسے دلاسہ دیا ہو۔۔۔آرزو نے اپنا ہاتھ واپس نہیں کھینچا تھا کیونکہ اس کی تمام کشتیاں جل چکی تھیں۔۔۔۔اب جو تھا یہی تھا۔۔۔جیسا تھا گوارا تھا اور سہارا تھا۔۔۔۔"!

عباد لودھی نے ایک طویل سانس بھری اور سر صوفے کی پشت سے ٹیک کر آنکھیں موندتے ہوئے آسودہ سے گویا ہوئے۔۔۔۔

"یہ تھاوہ چھل جس کا شکار تمہارے نانا ہوئے اور انہوں نے اپنی سب سے قیمتی متاع میری جھولی میں ڈال دی اور یقین مانو مائی سن کہ تمہاری ماں کو پاکر مجھے احساس ہوا کہ یہ حور اللہ نے چونکہ مجھے دنیا میں ہی دینا تھی اس لئے وہ سب کچھ ہوا، ورنہ دوسری صورت میں تو آرزو مجھے کبھی مل۔ ہی نہیں سکتی تھی۔۔۔میری کسی نیکی کا انعام ہے آرزو۔۔۔۔میری ہر آرزو کی آرزو ہے آرزو۔۔۔یہ چھل میری کل زیست کا پھل ہے۔۔۔۔!" وہ شرارت سے بولتے یسار کو بڑے پیارے اور نٹ کھٹ سے لگے۔۔۔اس نے باپ کا ہاتھ تھام کر ہتھیلی کی پشت کو عقیدت سے چوم لیا۔۔۔۔

" آئی لو یو بابا۔۔۔فار ایوری تھنگ یو ڈُو فار یور فیملی۔۔۔۔!" (میں آپ سے پیار کرتا ہوں، ہر اس بات کے لئے جو بھی آپ نے ہمارے لئے کیا۔۔۔۔) یسار اپنی پیشانی ان کے ہاتھ سے رگڑتا ہوا بولا۔۔۔عباد لودھی نے آگے جھک کر اس کا گھنے بالوں والا سر چوما اور محبت سے بھینچ لیا۔۔۔

"بابا۔۔۔داجی تو چلیں ناراض ہو گئے تو کیا ماموں اور نانی نے بھی ماما سے رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔۔۔!" اس نے یکدم سر اٹھا کر سوال کیا۔۔۔

"ہم جب تک پاکستان میں رہے، تمہارے ماموں نے ایک دوبار رابطہ کیا تھا لیکن تمہاری نانی، تمہارے نانا کے حکم کی پابند تھیں، وہ بیٹی کو یاد کر کر کے روتی تھیں۔۔۔زینیہ کی پیدائش پر کسی کے ہاتھ چوری چھپے بہت سا سامان بجھوایا تھا تمہاری نانی نے مگر تمہاری ماما نے واپس کر دیا۔۔۔اس کے بعد وہاں سے دوبارہ کوئی نہیں آیا۔۔۔پھر ہم یہاں آ گئے۔۔۔۔میں نے بھی پیچھے ایسا کوئی رشتہ نہیں رہنے دیا تھا جس کی تڑپ مجھے واپس پاکستان پلٹنے پر مجبور کرتی۔۔۔تمہاری دادی ہمارے ساتھ ہی آئی تھیں اور کچھ ہی ماہ بعد تمہارے چاچو بھی اپنی جاب چھوڑ کر یہیں آ گئے، یوں بہت سے چیپٹرز کلوز تو ہو گئے مگر یہ جو خونی رشتے ہوتے ہیں نا یہ زندگی کے

سلیبس کا وہ حصہ ہوتے ہیں جو ہر ٹرم میں انکلیوڈ ہوتے ہیں۔۔۔۔ ذرا سا وقت گزرتا ہے تو ان کی کشش انسان کو بے حال کر دیتی ہے۔۔۔ تمہاری ماما یہاں آنے کے بعد بھی اکثر اکیلے میں رویا کرتی تھیں۔۔۔ تمہارے ماموں اسفند بہت پیارے انسان تھے اور آرزو سے بے حد پیار کرتے تھے۔۔۔ انہوں نے کسی طرح یہاں کا نمبر حاصل کر لیا مگر تمہارے نانا کو یہ بات معلوم ہو گئی۔۔ انہوں نے تمہارے ماموں کو قسم دے کر آرزو سے رابطہ کرنے سے منع کر دیا۔۔۔ لیکن اسفند نے آخری دفعہ آرزو کو کال کر کے ساری بات بتا دی۔۔۔ پھر اس کے بعد وہ کبھی کال نا کر سکا۔۔۔ تمہاری ماما یہاں سے دن میں کئی کئی بار پاکستان اپنے گھر فون کرتی تھیں اور کبھی تمہاری نانی اٹھا لیتیں، کبھی نانا تو ان کی آواز سن کر فون رکھ دیتی تیں۔۔۔۔۔ یوں بہت سا وقت گزرتا چلا گیا یہاں تک کہ آج تمہارے ماموں اسفند کے مرنے کی خبر مل گئی مگر انا کا پرچم اتنا ہی سر بلند ہے جتنا پہلے دن تھا۔۔۔ کتنا کچھ ہو گیا۔۔۔ میرا بھائی نا رہا، آرزو کا بھائی چلا گیا اور اب جب اپنا بھی وقت سر پر کھڑا ہے تب بھی یہ رنجشیں ویسی ہی ترو تازہ ہیں۔۔۔ ان کی ہریالی نے خون سفید کر دئے۔۔۔ زیادہ دکھ تو اس بات کا ہے کہ تمہارے نانا نے ساری عمر کے لئے ایک غلط فہمی کے پیچھے بیٹی جیسے پیارے رشتے کو دور کر دیا۔۔۔۔!"

عباد صاحب نے بات مکمل کر کے آنکوں کو ملا جن سے تھکاوٹ صاف جھلک رہی تھی۔۔۔۔ انہوں نے بے حد آزردہ دلی سے صوفے سے سر ٹیک کر نیم دراز ہوتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔ یسار جانتا تھا کہ کبھی بھولے سے بھی عماد چاچو کا ذکر ہو جاتا تو وہ یونہی پل بھر میں جیسے نچڑ جاتے تھے۔۔۔۔ آج سے قریبا تیرہ سال پہلے عماد لودھی اپنی بیوی اور دو بچوں کے ساتھ ائیر کریش حادثے میں ہلاک ہو گئے تھے۔۔۔۔ عماد کی بیوی مراکش سے تعلق رکھتی تھیں اور وہ دو چھوٹے بچوں کے ساتھ اپنی بیوی کو ان کے ماں باپ سے ملوانے

مراکش لے جارہے تھے جب ان کا طیارہ لینڈنگ سے پہلے ہی غفلت کا شکار ہو کر کریش ہو گیا۔۔۔۔سب پیسنجر زمارے گئے تھے۔۔۔۔حسان، عماد لودھی کا ہی بڑا بیٹا تھا جو فائینل ایگزامز کی وجہ سے ان کے ساتھ نہیں تھا۔۔۔وہ اپنے بڑے بابا کے گھر ٹھہرا ہوا تھا۔۔۔یسار اور وہ ایک ہی سکول اور کلاس میں تھے۔۔۔اور تب کا ان کے گھر آیا حسان لودھی پھر کبھی واپس نہیں جا سکا تھا۔۔۔وہ اتنے بڑے حادثے کے بعد جیسے گونگا ہو گیا تھا۔۔۔شاک کے زیر اثر وہ کئی ماہ تک سب سے کٹ کر کمرے میں بند رہا کرتا تھا۔۔۔عماد کی موت عباد صاحب کے لئے جانکاہ صدمہ تھی مگر انہوں نے حسان کو اس فیز سے نکالنے کے لئے بڑی محنت کی۔۔۔۔آرزو اور دونوں بچوں نے بھی ان کا بھرپور ساتھ دیا۔۔۔آرزو اسے اپنی اولاد کی طرح پہلے بھی چاہتی تھیں اور اب تو مزید اس پر ممتا نچھاور کرنے لگی تھیں۔۔۔زینیہ اور یسار گھر میں حسان کی اہمیت سے خائف ہونے کی بجائے جی جان سے اس کا دل بہلائے رکھتے۔۔۔۔یوں کچھ وقت لگا مگر حسان اس ٹراما سے باہر نکل آیا۔۔۔۔یسار اور حسان کی بہت بنتی تھی۔۔۔وہ دونوں ایک دوسرے پر جان نچھاور کرتے تھے۔۔۔ان دونوں نے رفتہ رفتہ ایک دوسرے کے شوق تک اپنا لئے تھے۔۔۔یسار کو جنون کی حد تک باسکٹ بال پسند تھا، حسان نے بھی کرکٹ چھوڑ کر باسکٹ بال کھیلنا شروع کر دیا۔۔۔۔حسان کو ہائیکنگ کا شوق تھا، اس کی دیکھا دیکھی یسار نے بھی یہ شوق پال لیا۔۔۔دونوں کے مزاج میں تضاد ہونے کے باوجود وہ ایک دوسرے کے مزاج کو خود پر اوڑھے ہوئے تھے۔۔۔۔!

یسار بیٹھا بیٹھا سوچ کا گھوڑا دوڑاتا کہاں سے کہاں نکل گیا تھا۔۔اس نے ایک نظر عباد لودھی پر ڈالی تو وہ صوفے کی بیک سے سر ٹیکے اونگھ رہے تھے۔۔۔وہ دبے پاؤں اٹھا اور اندر سے جا کر ہلکا سا کمفرٹر اٹھا لایا۔۔۔ان کی ٹانگوں پر اوڑھانے کے بعد وہ خود کچھ دیر کے لئے اپنے روم میں چلا آیا۔۔۔دل کو عجیب سی

بے چینی تھی۔۔۔اسے اپنے نانا پر بے حد غصہ بھی آ رہا تھا۔۔ آج ان کی بے حسی کی وجہ سے اس کی ماما بیمار تھیں۔۔۔ کیا تھا جو انہیں اکلوتے بھائی کے مرنے کی اطلاع دے دی جاتی۔۔۔یکدم اسے پھر سے سلسبیل پر تاسف ہوا۔۔۔ کم از کم وہ تو بتا سکتی تھی۔۔۔ جیسا بھی شدید صدمہ ہو، رشتے داروں کو بھی تو فون کر کر کے اطلاع کی جاتی ہے تو کیا وہ اس کے لئے اتنا سا بھی اہم نہیں کہ ایک چھوٹا سا میسج ہی چھوڑ دیتی۔۔۔وہ جو سوچ بیٹھا تھا کہ اس کے دل میں جگہ بنا چکا ہے تو وہ غلط تھا۔۔۔ پھر کیوں وہ اسے حاصل کرنے کا خواب پالے ہوئے ہے۔۔۔وہ فطری طور پر یک طرفہ تعلق داری نبھانے کا قائل نہیں تھا۔۔۔۔ کچھ سوچ کر وہ لیپ ٹاپ کھول کر بیٹھ گیا۔۔۔ سلسبیل کے لئے میسج ٹائپ کیا اور اس کے میسنجر پر سینڈ کر دیا۔۔۔۔ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے، خالی خالی نظروں سے چند پل اسکرین دیکھتا رہا اور پھر آف لائن ہو گیا۔۔۔ مگر دل کو مزید بے قراری نے لپیٹ میں لے لیا تھا۔۔۔وہ بے زاری سے اٹھا اور بیڈ پر اوندھا لیٹ کر تکیہ سر کی پشت پر رکھ لیا۔۔۔ تکیے کے نیچے اس کی بند آنکھوں میں نمی سی تیر رہی تھی۔۔۔۔!

آج مسلسل تیسرا دن تھا، یسار زبردستی داجی کو وہیل چیئر پر بٹھا کر باہر لے جاتا تھا۔۔۔۔ پہلے دن تو انہوں نے شدید مزاحمت کی مگر یسار نے اپنی کر کے دم لیا۔۔۔۔ رضا بھی اس کار خیر میں اس حد تک شریک ہوتا کہ وہیل چیئر پر بٹھانے میں مدد کرتا۔۔۔ خان اللہ یار خان خاصے لحیم شحیم تھے۔۔۔ بیماری کے باوجود ان کا دم خم قائم تھا۔۔۔ یسار انہیں خاصی دیر باہر کی ہوا کھلانے کے بعد واپس لاتا تھا۔۔۔ رضا کی مدد سے انہیں بیڈ پر منتقل کرتا اور پھر خود اپنے ہاتھوں سے ناشتا کرواتا۔۔۔ رضا نے بخوشی اسے یہ ذمہداری سونپی تھی کیونکہ وہ

خود تو جتنی دیر انہیں کھلاتا رہتا، ان کے عتاب کا نشانہ بنتا رہتا۔۔۔اس لئے اس نے پورے جوش سے یسار کو گلے لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

"یسار بھائی۔۔۔اس عظیم منصب کو سنبھالنے کے بعد مجھ پر واجب ہو گیا ہے کہ دا جی کے جملہ حقوق ۔۔۔میرا مطلب ہے دیگر ذمہ داریاں بھی آپ کے حوالے کر دوں۔۔!"

اور یسار جی کھول کر ہنس دیا تھا۔۔۔سیڑھیاں اتر کر نیچے آتی سلسبیل نے ایک کڑوی نگاہ اس پر ڈالی اور بظاہر رضا سے بولی مگر درپردہ وہ یسار کو سنا رہی تھی۔۔۔۔

"تم نادان کے نادان ہی رہنا رضا۔۔۔کچھ لوگ ذمہ داریاں اٹھا تو لیتے ہیں مگر نبھانے کے گر انہیں نہیں آتے۔۔۔جتنی تیزی سے وہ اپنے قدم آگے بڑھاتے ہیں، اس سے زیادہ تیزی سے وہ ہاتھ جھاڑ کر پیٹھ دکھاتے ہیں۔۔۔۔!"

رضا بہن کی بات پر خفت سے بغلیں جھانکنے لگا۔۔۔۔یسار بھی اس کی بات پر متعجب تھا۔۔۔وہ بھلا اسے ایسی باتیں کیوں سنا رہی تھی۔۔۔۔ایک پل کو تو اس کا دل کیا کہ سلسبیل کو روک کر پوچھے کہ آخر اس کا پرابلم کیا ہے۔۔۔یا پھر اس کے ساتھ اسے کیا پرابلم ہے مگر اس وقت وہ ایسی پوزیشن میں نہیں تھا اس لئے اس الجھن کو سلجھانے کا کام پھر کبھی پر ڈال کر وہ دا جی کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔دو دن سے اس نے ان کی فزیکل ایکسر سائز اور تھراپی کی ذمہ داری بھی اٹھالی تھی۔۔۔وہ حسب دستور گرج کے چپ ہو رہے تھے مگر یسار نے قدم پیچھے نہیں ہٹائے تھے۔۔۔وہ جس مقصد کے لئے یہاں آیا تھا اسے ہر حال میں پورا کرنا تھا ۔۔۔کمرے کے باہر پہنچ کر اس نے ہلکے سے ناک کیا اور اندر داخل ہو کر سب کو مشترکہ سلام کرتا بلکل سیدھ میں چلتا ان کی پائینتی آ کھڑا ہوا۔۔۔ہنی بیڈ کے قریب چیئر رکھے دا جی کو اخبار سنا رہی تھی۔۔۔زہرہ

خاتون بیڈ کی دوسری طرف بیٹھی خان صاحب کے لئے پھل کاٹ رہی تھیں۔۔۔یسار کو دیکھ کر ان کے چہرے پر فرحت انگیز تاثر ابھرا۔۔۔اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ شوہر سے مخاطب ہوئیں۔۔۔

"خان۔۔۔نواسا آیا ہے آپ کو ایکسرسائز کروانے۔۔۔!"ان کا انداز جتانے والا تھا۔۔۔یسار کو وہ ان کے سامنے ہمیشہ آپ کا نواسا کہہ کر بلاتی تھیں جیسے رشتہ باور کرا کے وہ دل پر پڑی بے حسی کی گرد جھاڑنے کی کوشش کرتی ہوں۔۔۔

"ہنی۔۔۔چل بھاگ لے بچہ یہاں سے۔۔۔بھیا کو جگہ دے اور ماں سے کہو تین کپ چائے بھجوا دیں یہاں۔۔۔!"انہوں نے ہنی کو بھگایا۔۔۔یسار نے ایک گہری نظر خان صاحب کے چہرے پر ڈال کر ان کی ٹانگوں سے نرمی کے ساتھ کمبل ہٹایا۔۔۔خان اللہ یار خان آنکھیں موندے یوں لیٹے تھے جیسے اس کی آمد سے یکسر لاعلم ہوں۔۔۔مگر پلکوں کی جنبش ان کے دل کی ہلچل کا پتا دیتی تھی۔۔۔یسار کے لئے یہی کافی تھا کہ ان کی مزاحمت میں کمی آتی جارہی تھی۔۔۔اس نے نرم ہاتھوں سے خان صاحب کی داہنی ٹانگ کو مخصوص انداز میں حرکت دی اور بولا۔۔۔

"انیابی۔۔۔ماما بتاتی تھیں کہ جب وہ چھوٹی تھیں تو ایک دفعہ چھت پر کھیلتے ہوئے وہ کونے پر بنے کاٹھ کباڑ والے کمرے میں بند ہوگئیں تھیں اور کسی کو پتا نہیں تھا کہ وہ وہاں ہیں۔۔۔۔!"اس نے ادھوری یاد دہرا کر خان صاحب کے چہرے کے تاثرات جانچے۔۔۔۔وہ ویسے ہی تھے سرد اور سپاٹ۔۔۔!

"ہاں ہاں بلکل بیٹا۔۔۔اففففف بڑا سخت وقت تھا۔۔۔ساری کوٹھی چھان ماری تھی لیکن آرزو کا کچھ پتا نہیں تھا۔۔۔خان تب دوسرے شہر گئے ہوئے تھے۔۔۔انہیں اطلاع دے دی گئی۔۔۔قریبا دو ڈھائی گھنٹے بعد خان بھاگم بھاگ گھر پہنچے اور آتے ہی ایک پل بھی بیٹھے بغیر خود ہی سارا گھر چھاننے لگے۔۔۔مانو اس دن ہمارا

گھر ادھڑ کر رہ گیا۔۔۔۔ گندم سے بھرا بھڑولا سارا صحن میں الٹ دیا تھا انہوں نے۔۔۔۔ پریشان حال خان وہیں صحن میں بیٹھ گئے۔۔۔۔ میں نے اس دن پہلی بار خان کو روتے دیکھا۔۔۔۔ پھر یکدم انہیں اللہ جانے کیا ہوا، اٹھے اور چھت پر چلے گئے۔۔۔۔ وہاں کونے میں ایک کوٹھری سی بنی ہوئی تھی جو ہمیشہ بند رہا کرتی تھی۔۔۔۔ بہت پرانا اور فالتو کاٹھ کباڑ وہاں بند تھا۔۔۔۔ انہیوں نے کمرے کا کنڈا کھول کر اندر جھانکا۔۔۔۔ آرزو ایک سائیڈ پر دھول مٹی میں نیم بے ہوش سی گری پڑی تھی۔۔۔۔ ملازموں کے بچوں کے ساتھ چھت پر کھیل رہی تھی نا جانے کون شرارت میں کمرے میں بند کر گیا۔۔۔۔ چہرے پر بے تحاشا رونے سے آنسوؤں کی لکیریں بنی ہوئی تھیں۔۔۔۔ نا جانے کب سے چلا رہی تھی جو گلا بھی بیٹھ چکا تھا۔۔۔۔ اتنی بڑی کوٹھی میں بھلا اوپری کمرے سے اس کی آواز کیسے سنائی دیتی۔۔۔۔ خان وہیں سجدے میں گر گئے اور چھے سال کی آرزو کو گود میں بھر کر نیچے لے آئے۔۔۔۔!" زہرہ خاتون سارے واقعے کو جزئیات سمیت بتاتے ہوئے آبدیدہ ہو گئیں۔۔۔۔ "اس کی ہر تکلیف پر یہ ایسے ہی تڑپ اٹھتے تھے۔۔۔۔ میں ماں ہو کر اس کے من کی بات اتنی جلدی نہیں سمجھ پاتی تھی جتنی جلدی انہیں پتا چل جاتا تھا۔۔۔۔ اس میں جان بند تھی ان کی۔۔۔۔!" زہرہ خاتون خان صاحب کے غصے سے بے نیاز اپنی دھن میں بولے جا رہی تھیں وگرنہ یسار کی آمد سے پہلے آرزو کا نام ہی سب بھول چکے تھے۔۔۔۔۔

یسار نے ناقابل فہم سی نگاہ خان صاحب کے چہرے پر ڈالی اور ہتھیلی کو لوشن سے تر کرنے کے بعد ان کی پنڈلی کا مساج کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

"اونہوں۔۔۔۔!یہ بات میں نہیں مان سکتا انیابی۔۔۔۔اگر جان بند تھی تو اپنی ہی جان کو کوئی ادھ موا کرتا ہے کیا۔۔۔۔؟اگر ان کی ہر تکلیف پر یہ تڑپ اٹھتے تھے تو وہ پچھلے ستائیس سالوں سے ماں باپ سے دوری کا کرب سہہ رہی ہیں، تب انہیں محسوس کیوں نا ہوا۔۔۔۔!"

"خانم۔۔۔۔اسے کہو مجھے تھکن ہو رہی ہے، جائے یہاں سے۔۔۔۔!" بلآخر خان صاحب کا صبر جواب دے ہی گیا۔۔۔۔وہ بولے تو ان کی آواز میں نا محسوس سی بے بسی تھی۔۔۔۔۔زہرہ خاتون کچھ بھی نا بولیں بس خاموشی سے آنکھیں پونچھ لیں۔۔۔۔مگر یسار کو جیسے کوئی فرق نہیں پڑا تھا،وہ مسلسل مشاقی سے مساج کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"انیابی۔۔۔ماما کہا کرتی تھیں کہ کاش وہ اس دن اس کوٹھری میں مر چکی ہوتیں۔۔۔۔اگر انہیں پتا ہوتا کہ اپنی باقی زندگی انہیں روز جینا روز مرنا ہے تو کاش وہ مر چکی ہوتیں۔۔۔۔اور کبھی کبھی میں ڈر جاتا ہوں انیابی کہ ان کی ساری زندگی کی مانگی گئی بدعا قبول ہونے کی گھڑیاں سر پر ہی نا منڈلا رہی ہوں۔۔۔۔وہ اب کے مر ہی نا جائیں کہیں۔۔۔۔۔!"

یسار نے جیسے جسم سے ہڈیوں کے گودے سمیت جان کھینچ لی تھی۔۔۔۔زہرہ خاتون نفی میں زور زور سے سر ہلاتے ہوئے شدت سے رو دیں۔۔۔۔یسار نے ہاتھوں کو ٹاول کی مدد سے صاف کیا،،، نظریں مسلسل خان اللہ یار خان پر جمی تھیں۔۔۔۔وہ ان کے سیلف کنٹرول کو داد دئے بغیر نا رہ سکا۔۔۔۔کسی قسم کا تغیر، حرام ہے جو ان کے چہرے پر نمودار ہوا ہو۔۔۔۔اس کے دل سے ہوک سی اٹھی اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔کمبل کو ان کی ٹانگوں پر سلیقے سے برابر کیا اور مڑ کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔زہرہ خاتون چہرہ چادر میں چھپائے رو

رہی تھیں۔۔۔انہیں اندازہ بھی نا ہو سکا کہ ان کے پہلو میں لیٹے خان اللہ یار خان کی آنکھوں سے آنسو بہتے کنپٹی میں جذب ہو رہے تھے۔۔۔۔۔!

یسار نے سوئے ہوئے حسان کے سر پر صبح صادق کے وقت ہی دھمال ڈالنا شروع کر دیا تھا۔۔۔اس کا ارادہ آج ماما بابا کے لئے ناشتہ خود تیار کرنے کا تھا اور حسان کے بغیر یہ ممکن نہیں تھا۔۔۔۔

"اٹھ سانی۔۔۔۔ابے اٹھ، ورنہ ڈالنے لگا ہوں تیرے گندے منہ پر پانی۔۔۔۔۔!" وہ گہری نیند سوئے حسان کے کان کے پاس چلایا۔۔۔جواباً اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا چھوٹا سا ڈیکوریشن پیس بند آنکھوں سے ہی یسار کی جانب اچھال دیا جو اس نے کیچ کر کے واپس وہیں دھر دیا۔۔۔

"تیرا دماغ خراب ہے کیا۔۔۔ابھی ٹوٹ جاتا تو۔۔۔تجھے پتا ہے ناجیری نے گفٹ کیا تھا مجھے۔۔۔!"

"ہاں۔۔۔تیرے ہزار بار مانگنے پر۔۔۔بھکاری۔۔۔!"

"ہاں تو کیوں نا مانگتا۔۔۔کتنے گفٹس دئے تھے اسے میں نے۔۔۔ایک سوکس کا پئیر۔۔۔ایک نیوٹیلا کا جار۔۔۔اس کی گھڑی کے لئے بیٹری۔۔۔ماما کی الیکٹرک کیٹل۔۔۔۔تیرا وہ پین جو تو ہر وقت اپنے سینے سے لگائے رکھتا تھا، وہ بھی اس چڑیل کو دے دیا میں نے۔۔۔وہ ڈائری جو مدت سے پیک کی پیک تیری وارڈروب میں پڑی تھی اور میرے منتیں کرنے پر بھی وہ تو نے مجھے نہیں دی تھی۔۔۔میں نے جیری کو دے دی۔۔۔اب اور کیا کیا بتاؤں۔۔۔۔!"

"تو اب کچھ نا بتا۔۔۔اب میری باری۔۔۔۔!" آنکھیں موندے بڑے ضبط سے سنتا حسان یکدم چھلانگ لگا تا لحاف سے نکلا اور یسار کی گردن دبوچ لی۔۔۔۔ایک مکا اس کے پیٹ میں مارا جسے ہاتھ کی آڑ سے یسار نے روک لیا۔۔

"تُو۔۔۔۔زمانے بھر کا فقیر۔۔۔۔میری اتنی قیمتی چیزیں اس جیری کی بچی کو دیتا رہا جس نے انہیں آگے آکشن میں بیچ دیا ہو گا۔۔۔اسے تو میری ڈائری گفٹ کر آیا۔۔۔آج یار تو نہیں بچے گا۔۔۔۔۔مجھے گندے منہ والا بولا۔۔۔اپنا منہ دیکھا ہے کبھی۔۔۔کھڑکی میں کھڑا ہو جائے تو درختوں سے پرندے اڑ جاتے ہیں۔۔۔!"

وہ اسے مسلسل دبوچے اگلی پچھلی کسر نکال رہا تھا۔۔۔۔جب یکدم اسے احساس ہوا جیسے یسار کسی قسم کی مزاحمت نہیں کر رہا بلکہ اس کا بدن ڈھیلا ہو کر حسان کی بانہوں میں جکڑا ہوا تھا۔۔۔۔اس نے فکرمندی سے یسار کی گردن آزاد کی اور اسے احتیاط سے بیڈ پر لٹا کر آوازیں دیتے ہوئے اس کا چہرہ تھپتھپانے لگا۔۔۔۔۔

"اوئے۔۔۔یار اٹھ۔۔۔اٹھ یار آنکھیں کھول۔۔۔۔!" وہ روہانسا ہو چلا تھا۔۔۔"یار آنکھیں کھول ۔۔۔کیا ہوا تجھے۔۔۔دیکھ میں مذاق کر رہا تھا۔۔۔تو جو مرضی جی میں آئے، جیری کو دے دے یار مگر آنکھیں کھول۔۔۔میری طرف دیکھ۔۔۔میری ہر چیز تیری ہے۔۔۔تو جو مانگے گا میں تجھے دوں گا مگر میری طرف دیکھ یار۔۔۔!"

"تو اپنا گرین چیسٹر اور رولیکس کی گھڑی شرافت سے مجھے دے دے۔۔۔چل شاباش۔۔۔!"

یسار یونہی چت پڑا کسی روبوٹ کی طرح بولا تو حسان کی جان میں جان آئی۔۔۔اور اتنی آئی کہ پھر صحیح معنوں میں وہ اس پر پل پڑا۔۔۔اور اب کہ وہ اسے مار نہیں رہا تھا بلکہ اس کے اوپر بیٹھ کر گدگدی کر رہا تھا۔۔۔یہ

ایسا ہتھیار تھا جسے حسان ایسے ہی کسی وقت کے لئے تیار رکھتا تھا۔۔۔۔گدگدی یسار کی کمزوری تھی۔۔۔اسے دو فٹ دور سے بھی کوئی گدگدانے کا اشارہ کرتا تو وہ ہنسنے لگتا تھا۔۔۔۔اور اب صبح کے سوا پانچ خاموش ماحول میں یسار کے قہقہے گونج رہے تھے۔۔۔کھڑکی سے باہر ہولے ہولے چھٹتے اندھیرے نے روشنی کی پہلی کرن کی انگلی تھام کر اسے کھڑکی کی چوکھٹ پر چھوڑا اور دونوں پر الوداعی نظر ڈال کر رخصت ہو گیا۔۔۔۔۔!

دن کا دوسرا پہر ختم ہونے کو تھا اور وہ کافی دیر سے کمرے میں بیٹھا کتاب پڑھ رہا تھا۔۔۔اس نے کبھی اردو فکشن نہیں پڑھا تھا مگر کل اتفاقاً وہ بیسمنٹ میں چلا گیا تھا۔۔۔اتنے دن ہو چکے تھے اسے یہاں آئے ہوئے مگر رضا کی آفر کے باوجود اس نے پورا گھر تفصیل سے نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔یہ کوٹھی اتنی بڑی تھی کہ اسے اچھے سے دیکھنے کے لئے بڑی فرصت اور شوق چاہئے تھا اور یسار عباد کے پاس دونوں کی کمی تھی۔۔۔مگر کل ایک اتفاق اسے اس کوٹھی کی بیسمنٹ کی طرف لے گیا تھا، وہاں کی آرائش اور ترتیب نے اسے بے حد متاثر کیا تھا۔۔۔دیگر دو بڑے بڑے کمروں کے ساتھ ملحق ایک وسیع اور کشادہ لائبریری نے اسے ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا۔۔۔دیوار گیر الماریوں کے شیلف سلیقے اور نفاست سے رکھی کتابوں سے سجے تھے۔۔۔وہ ایک پل کو سوچنے لگا کہ اتنا شوقین کون ہو سکتا ہے بھلا۔۔۔اور جبھی اس کی نگاہ اس کی عقبی دیوار پر لگے اسفندیار خان کے پورٹریٹ پر پڑی۔۔۔۔

"تو ہمارے ماموں یہ ذوق رکھتے تھے۔۔۔۔!"

وہ نرم نگاہی سے اپنی ماں کے ماں جائے کا سرخ و سفید چہرہ دیکھنے لگا جس پر سجے کھڑے نقوش، سرمئی آنکھیں اور عنابی ہونٹوں پر گھنی مونچھیں تھیں۔۔۔۔۔یقیناً یہ شخص بے حد ہینڈسم تھا۔۔۔اور جوان بھی۔۔۔۔!

اس نے آزردگی سے ایک طویل سانس چھوڑا اور پھر آنکھیں سکوڑ کر پورٹریٹ کے نچلے کنارے پر لکھا پینٹر کا نام پڑھا۔۔۔۔"سلسبیل"۔۔۔۔اوہ تو یہ ہنر ان کے ہاتھوں کا ہے۔۔۔۔۔وہ بڑبڑاتا پلٹ کر کتابوں کا جائزہ لینے لگا۔۔۔۔بوریت دور کرنے کا بہترین ذریعہ تھا۔۔۔گو کہ اب سے پہلے اس نے کبھی بھی اتنی ضخیم کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا تھا مگر وہ خود کو روک بھی نہیں پا رہا تھا۔۔۔۔ایک ریک میں اسے انگریزی ادب کی بہت سی کتب مل گئی تھیں۔۔۔وہ دونوں زبانوں میں تین چار کتابیں نکال کر اپنے کمرے میں لے آیا تھا۔۔۔یہ رات پچھلے دو ماہ میں پہلی ایسی رات تھی جب اس نے کمرے کے چکر کاٹ کر صبح نہیں کی تھی۔۔۔۔دن میں وہ محض دا جی کو لے کر باہر گیا تھا اور پھر واپسی پر ان کے کمرے میں ان کی ایکسرسائز اور تھراپی پر وقت صرف کیا تھا۔۔۔۔اور اب ساری دوپہر کتاب پڑھنے کے بعد وقت دیکھا تو چونک گیا۔۔۔چار بجنے والے تھے۔۔۔وہ انگڑائی لے کر اٹھا اور کھڑکی کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔سارے لان پر طائرانہ نگاہ ڈالتے ہوئے اس نے ایک کونے میں بنی مصنوعی آبشار کو دیکھا اور اس سے پہلے کہ وہ نظر پھیرتا، اس آبشار سے کچھ فاصلے پر ایزل اور کینوس لئے کھڑی سلسبیل کو دیکھ کر وہ ٹھٹک گیا۔۔۔لائٹ لیمن کلر کے کرتے اور دوپٹے کے ساتھ سفید رنگ کی سگریٹ پینٹ پہنے وہ بڑے انہماک سے برش سے اسٹروکس لگا رہی تھی۔۔۔آف وائیٹ سوئیٹر پر سیاہ سلکی بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنا رکھا تھا اور جوڑے میں پینٹ برش پھنسا رکھے تھے۔۔۔۔یسار کو ہنسی آ گئی۔۔۔اس نے ایک پل کو کچھ سوچا اور پھر ہاتھ میں تھامی کتاب بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر وہ نیچے لان میں چلا آیا۔۔۔۔دبے پاؤں چلتا اس کے پیچھے آ کر خاموشی سے کھڑا ہو کر اس کی

پینٹنگ کا جائزہ لینے لگا۔۔۔درختوں کے درمیان سے کہیں کہیں سے نکلتی سورج کی کرنیں اور ان کے سامنے وسیع و عریض گھاس کے قطعے پر اٹھکیلیاں کرتے ہرن اور ہرنی۔۔۔دور ایک درخت کی آڑ میں گھات لگائے، تیر سے نشانہ باندھے کھڑا شکاری۔۔۔۔ہرنی کی سر مستی سے بھری آنکھیں ہرن کو لبھانے کے لئے تھیں جبکہ ہرن چوکنا کھڑا بظاہر ہرنی کی جانب متوجہ تھا مگر جیسے اس نے خطرے کی بو سونگھ لی تھی۔۔۔۔بڑا خوبصورت تھیم تھا۔۔۔رنگوں کا استعمال بڑی مہارت سے کیا گیا تھا۔۔۔وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا
۔۔۔۔۔

"چوری چھپے کئے جانے والا کوئی بھی کام، کرنے والے کی وقعت واضح کر دیتا ہے۔۔۔چاہے وہ پینٹنگ دیکھنا ہو یا کسی کی ذاتی لائبریری سے بغیر پوچھے کتابیں اٹھانا۔۔۔۔۔!"

سلسبیل کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو وہ یکدم چونک گیا۔۔۔اس کی ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔۔وہ اسے اتنا باخبر نہیں سمجھتا تھا۔۔۔وہ چند قدم چلتا ہوا اس کے بلکل سامنے آ کھڑا ہوا۔۔۔دونوں ہاتھ سینے پر باندھ رکھے تھے۔۔۔۔کندھوں پر ہلکی سی گرم شال تھی۔۔۔

"میری وقعت کا اندازہ بس انہی دو باتوں سے لگا سکیں ہیں آپ۔۔۔۔؟حیرت ہے۔۔۔میں آپ کو اتنا کم عقل نہیں سمجھتا تھا۔۔۔۔!"

"مت بھولئے آپ اپنے میزبان کو کم عقل کہہ رہے ہیں۔۔۔۔!"

"مت بھولئے کہ ابھی دو منٹ پہلے آپ نے اپنے مہمان کو چور کہا ہے۔۔۔!"

"چور کو چور ہی کہیں گے نا۔۔۔بھلے سے کسی کو برا لگے۔۔۔!"

"آپ ہمیشہ مرچیں چبائے رہتی ہیں یا میرے ساتھ کوئی پرانی دشمنی ہے۔۔۔!"

جواب میں سلسبیل نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا کہ وہ مفہوم نا سمجھتے ہوئے بھی نظریں چرا گیا۔۔۔ سلسبیل سر جھٹک کر دوبارہ رنگوں سے کھیلنے لگی تھی، اسے مکمل نظر انداز کر کے۔۔۔۔وہ کچھ پل یوں ہی کھڑا اس کے چہرے کو دیکھتا رہا جسے سورج کی نرم گرم کرنیں چھو کر یقیناً نازاں ہوتی ہوں گی۔۔۔اس کے گالوں کا گلابی پن نظر کو گرفت میں لیتا تھا۔۔۔بائیں رخسار کی ہڈی کے ابھار پر چھوٹا سا تل تھا۔۔۔باریک کھڑی ناک میں چھوٹی سی نتھلی پہن رکھی تھی جس میں ایک ننھا سا موتی جگمگا رہا تھا۔۔۔گلابی ہونٹوں کے نیچے ٹھوری پر ڈمپل تھا۔۔۔اسے خیال آیا کہ ایسا ہی ڈمپل اس کی ماما کی ٹھوری پر بھی ہے بلکہ اس نے محسوس کیا کہ سلسبیل کی اس کی ماما سے گہری مشابہت ہے۔۔۔۔وہ دو قدم آگے بڑھ کر اس کے ایزل کے قریب آیا اور رسان سے بولا۔۔۔۔

"اگر آپ کو میرا یہاں آنا اچھا نہیں لگا تو فکر نا کریں۔۔۔جس کام کے لئے آیا ہوں وہ جیسے ہی مکمل ہو جائے گا ،میں چلا جاؤں گا۔۔۔!"

"اچھی بات ہے۔۔۔۔ویسے بھی آپ کی شخصیت میں ٹک کر رہنے کی خاصیت موجود نہیں۔۔۔۔اچھا ہے وہیں لوٹ جائیں جہاں سے آئے ہیں۔۔۔بھلا یہاں آپ کی دلچسپی کا سامان ہی کیا ہے۔۔۔!"

اپنے اتنے نرم لہجے کے جواب میں اس کے ٹھنڈے ٹھار جواب پر یسار کا دل کیا کہ قریبی اسٹول پر رکھی پانی کی بوتل اٹھائے اور اس پر انڈیل دے۔۔۔بھلا ایسا کیا قصور کیا تھا اس نے جو یہ لڑکی اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کر رہی تھی۔۔۔وہ ناراض سا واپس جانے کے لئے مڑا مگر یکدم رک گیا، پلٹ کے اس کے قریب آیا، اس کے جوڑے میں اٹکا برش نکالا، اسے پیلٹ میں پڑے سرخ رنگ میں لتھیڑا اور کینوس کے وسط میں برش پھیرتے ہوئے اس کے کان کے قریب دھیرے سے بولا۔۔۔۔

"جس طرح ایک غلط اسٹروک پوری پینٹنگ کی خوبصورتی تباہ کر دیتا ہے بلکل اسی طرح ایک غلط فہمی پوری زندگی کی خوشیاں نگل سکتی ہے۔۔۔۔مجھے اس کا تجربہ ہے۔۔۔۔۔ آپ کو اب ہو جائے گا۔۔۔۔!" وہ آنکھ سے پینٹنگ کی اور اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔برش کو دوبارہ اس کے ریشمی جوڑے میں اٹکایا اور واپس مڑ گیا۔۔۔وہ حق دق سی کھڑی یہ سب دیکھتی رہ گئ۔۔۔۔اس کی پینٹنگ کے عین وسط میں چوڑی سی سرخ لکیر پوری پینٹنگ غارت کر چکی تھی۔۔۔۔اس کی آنکھیں بے اختیار بھر آئیں۔۔۔۔اس نے تنفر سے جاتے ہوئے یسار کی پشت کو دیکھا۔۔۔۔ناجانے یہ شخص کیوں اس کے لئے اذیت کا سبب بن جاتا تھا۔۔۔۔وہ سچ میں بے خبر تھا یا بے نیاز۔۔۔۔؟

وہ پیلٹ گھاس پر پھینک کر خود بھی وہیں بیٹھ گئ۔۔۔۔پینٹنگ کا دکھ اپنی جگہ مگر ذہن میں مسلسل یسار کا کہا آخری جملہ چکرانے لگا تھا۔۔۔۔۔۔!

کل سے آرزو بہت بہتر تھیں۔۔۔۔۔اتنے دنوں کی یاسیت کے بعد وہ کچھ حد تک اس خول سے نکل آئی تھیں۔۔۔۔رات کا کھانا عباد صاحب نے باہر سے آرڈر کروایا تھا اور ان سب نے لیٹ نائیٹ خوب خوش گپیاں کی تھیں۔۔۔۔تینوں ہی آرزو کا دھیان بٹانے میں بلآخر کامیاب رہے تھے اور اب یسار حسان کو منہ اندھیرے زبردستی اٹھا کے کچن میں لایا تھا، بابا اور ماما کے لئے سرپرائز ناشتہ تیار کرنے کے لئے۔۔۔۔حسان کو یقین تھا کہ اس سارے میں سرپرائز رہ جانا ہے ناشتہ کہیں نہیں ملنا۔۔۔۔کچن کی حالت الگ لمحہ بہ لمحہ بگڑتی جا رہی تھی۔۔۔۔

"سانی۔۔۔۔۔!انڈے دے۔۔۔۔!" یسار نے مصروف انداز میں حسان سے کہا۔۔۔

"ابے اوئے۔۔۔بے شرم بے حیا۔۔۔میں کیسے دوں، کہاں سے دوں۔۔۔؟" حسان سنک کا نل بند کر کے غرایا۔۔۔

"فریج سے دے ذلیل آدمی۔۔۔ تیری سوچ ہی گندی ہے گندے۔۔۔تجھے بھی پتا ہے کہ میں کیسے تجھے انڈے دینے کا کہہ سکتا ہوں۔۔۔حالانکہ میڈیکل سائینس اتنی ترقی کر چکی ہے کہ انڈہ دینا بچوں کا کھیل ہو گیا اب تو۔۔۔!" اسپرنگ اونین چوپ کرتے ہوئے وہ بے حد سرسری انداز میں بولے جا رہا تھا۔۔۔حسان فرصت سے دونوں بازو سینے پر باندھ کر کاؤنٹر سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔۔۔

"اچھا۔۔۔تو چل شاباش۔۔۔تُو دے انڈہ۔۔۔چل دے۔۔۔۔۔پُچ۔۔۔!" وہ اسے پچکار رہا تھا۔۔۔یسار بے حد سنجیدگی سے کام۔ چھوڑ کر مڑا۔۔۔چند قدم اس کی طرف چلتا ہوا آیا مگر بیچ میں ہی ایک جھٹکے سے فرج کی طرف گھوما۔۔۔اسے کھولا اور انڈہ نکال کو حسان کی ہتھیلی پر رکھا اور بولا۔۔۔

"یہ لے دے دیا انڈا۔۔۔بس اتنی سی فرمائش سانی۔۔۔یہ تو انڈا تھا تو جان مانگتا وہ بھی دے دیتا پگلے۔۔۔۔!"

اس کی جاندار ایکٹنگ پر حسان کے مارے رشک سے اشک بہہ اٹھے۔۔۔وہ فدویانہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"سو کمینے مرے تو ایک میرا یار پیدا ہوا۔۔۔۔جس دن تو پیدا ہوا تھا، ہاسپٹل کے باہر سڑک میں گھڑے پڑ گئے تھے۔۔۔درخت لہرا لہرا کے زمین بوس ہو گئے تھے۔۔۔ان سب نے تجھے سلامی دی تھی انفیکٹ۔۔۔واہ۔۔۔تو مہا گریٹ ہے یار۔۔۔۔!" حسان بول رہا تھا اور یسار چھاتی پھلاتے ہوئے فخریہ مڑا اور چکن کے سالن والے کیسرول کو مائیکروویو اوون میں رکھ کر تین منٹ پر چلا کر اسی شان سے واپس

پلٹا۔۔۔حسان نے بڑے کمینی مسکراہٹ کے ساتھ اسے گھورااور ایک ہوائی بوسہ بھی دیا۔۔۔یسار گردن اکڑاتے ہوئے واپس چاپنگ بورڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ٹھیک دومنٹ بعد حسان کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی۔۔۔۔۔

"ویسے تیری گریٹ نیس کی انتہا ابھی کچھ دیر میں بڑی ماما آکر بتائیں گی جب انہیں اپنافیورٹ کیسرول ادھڑی حالت میں ملے گا۔۔۔کیونکہ جسے توبڑے اسٹائل سے اوون میں رکھ کر آرہاہے ناوہ اس میں رکھ کر گرم نہیں کیاجاسکتا۔۔۔۔۔اب دے گا بیٹاتُو اوریجنل انڈے۔۔۔۔۔!"

" تیری تو۔۔۔۔۔"یسار چلایا"اوئے میرے پیدائشی دشمن۔۔۔۔پہلے نہیں بتاسکتا تھا کیا۔۔۔۔۔!"وہ بوکھلا کر تیزی سے اوون کی طرف بھاگا۔۔۔اسے آف کیااور آنکھیں بند کرکے اس کاڈور کھولا۔۔۔اندر سے ہلکا ہلکادھواں باہر آیااور شدید بدبو بھی۔۔۔۔کیسرول کابیڑہ غرق ہوچکا تھا۔۔۔۔۔وہ غراتے ہوئے حسان پر جھپٹا۔۔۔۔

"تُونے۔۔۔تُونے جان بوجھ کر کروایاہے یہ سب،تاکہ مجھے ماماسے جوتے پڑیں۔۔۔۔آج میں تجھے روسٹ کردوں گاسانی۔۔۔تُو بچ مجھ سے۔۔۔۔!"

اس نے ہتھیار کے طور پر دراز سے فورک نکالا۔۔۔حسان نے فوراًلکڑی کی ڈوئی ہاتھ میں تھام کے لہرائی۔۔۔اوراب دونوں اپنے اپنے ہتھیاروں سے تلواروں کی طرح لڑرہے تھے۔۔۔

"بتا۔۔بتا کیوں کیاتُونے میرے ساتھ ایساغدار۔۔۔؟"یسارنے حسان کی ڈوئی کوایسے کانٹاچبھویاجیسے غبارہ پھاڑنے کے لئے سوئی چبھوئی جاتی ہے۔۔۔۔۔

"میں غدار نہیں ہوں۔۔۔۔میں وفادار ہوں لیکن بڑی ماماکا۔۔۔۔۔!"

حسان نے ڈوئی اس کے گال پر ماری۔۔۔"چھپ" کی آواز آئی، یسار نے گال پر ہاتھ رکھ کر سہلایا اور پھر چلایا۔۔۔

"کمینے یہ آئلی تھا۔۔۔!"

"ہاں۔۔۔۔میں نے پین سے ہی تو اٹھایا ہے اور ابھی کچھ دیر پہلے تم نے ہی اس میں آئل کا دریا بہایا تھا۔۔۔ یاااااا! حملہ۔۔۔۔۔!" حسان نے اسے اطلاع دیتے ہی فورا دوسرے گال پر ویسی ہی آواز والا ایک اور نشان ثبت کیا۔۔۔۔یسار نے جوابا کانٹا چھوڑ کر بیلن اٹھایا اور حسان کے بازو کی پھڑکتی مچلی پر رکھ کر مارا۔۔۔

"میں ماما کو کہہ دوں گا تم نے کیا ہے یہ کیسرول خراب۔۔۔۔۔!"

"آہاہاہا۔۔۔!انہیں فورا پتا چل جائے گا کہ یہ کرتوت تمہاری ہے۔۔۔۔!"

"تیری ہے۔۔۔۔!"

"ہرگز نہیں۔۔۔۔ تیری ہے۔۔۔۔!"

دونوں نے ایک دوسرے کی گردنیں دبوچ لی تھیں جب کچن میں آرزو کی اینٹری ہوئی۔۔۔ وہ حق دق سارا بکھر اوا اور ان دونوں کو گتھم گتھا دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔ یہ کچن کا کیا حشر کر ڈالا ہے تم دونوں نے۔۔۔ اور یہ عجیب سے اسمیل کیسی ہے۔۔۔ کیا جلا ہے۔۔۔۔؟" ایک ہی سانس میں سارے سوالات پوچھتی وہ ناک سکیڑ سکیڑ کر سونگھتی ہوئی اوون کی طرف بڑھیں۔۔۔۔یسار اور حسان دونوں اسی پوزیشن میں اسٹیچو بنے آرزو کے ری ایکشن کے لئے

خود کو تیار کرنے لگے۔۔۔۔ آرزو نے اپنے فیورٹ کیسرول کا یہ حشر دیکھا تو غصے سے پلٹیں لیکن ان کے کچھ بھی پوچھنے سے پہلے حسان بول پڑا۔۔۔

"سوری بڑی ماما۔۔۔۔! یہ مجھ سے ہو گیا غلطی سے۔۔۔ یار مجھے اسی بات پر جھڑک رہا تھا۔۔ آئی نو یہ آپ کو بہت پسند تھا۔۔ بس مجھے اندازہ ہی نہیں ہو سکا کہ اسے اوون میں نہیں رکھنا۔۔۔!"

یسار نے فدا ہو جانے والی نظروں سے حسان کو دیکھا جو سارا الزام اپنے سر لے کر چلتا ہوا آرزو کے قریب آیا، انہوں نے بڑی محبت سے اس کی پیشانی سے بال ہٹائے اور بولیں۔۔۔

"اٹس اوکے بیٹا۔۔۔ سوری کرنے کی کیا ضرورت ہے میری جان۔۔۔ پھر کیا ہوا۔۔ خراب ہونے والی چیز تھی سو ہو گئی۔۔۔۔!"

"نہیں بڑی ماما۔۔۔ مجھے احتیاط کرنی چاہیئے تھی۔۔۔ میں بہت گلٹی فیل کر رہا ہوں۔۔۔!"

"نہیں میرے بچے۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ دفع کرو اب۔۔۔ میں تمہارے بڑے بابا سے ایسا ایک اور منگوا لوں گی۔۔۔!"

حسان نے آرزو کے ہاتھ کی پشت کو محبت سے بوسہ دیا اور دوسرے ہاتھ سے منہ کھولے، دیدے پھاڑے کھڑے یسار کو الٹا انگوٹھا دکھایا جس کا مطلب "ٹائیں ٹائیں فش" تھا۔۔۔

"لو بتاؤ بھلا۔۔۔ کتنا کمینہ ہے سانی۔۔۔ ماما نے تو کچھ بھی نہیں کہا۔۔۔ خامخواہ میں مجھے ڈرا رہا تھا۔۔ ابھی بتاتا ہوں اس ٹرٹل کو۔۔۔" وہ دل میں بڑبڑاتا ہوا فوراً آگے بڑھا اور آرزو کے گلے میں بازو ڈال کر بڑے لاڈ سے بولا۔۔۔۔

"ماما۔۔۔ سوسوری۔۔۔ یہ مجھ سے ہوا ہے۔۔۔ سانی تو بس مجھے بچانے کے لئے خود کے سر لے رہا تھا۔۔۔ ورنہ انفیکٹ یہ کیسرول میں نے ہی رکھا تھا اوون میں۔۔۔!"

"تم کبھی انسان نہیں بن سکتے یسار۔۔۔۔!" آرزو کے یکدم تیور بدلے تھے۔۔ "تم ہو ہی لاپرواہ۔۔۔ جانتے بھی تھے کہ میں کبھی کیسرول کو مائیکرو میں ہیٹ اپ نہیں کرتی.، پھر بھی تم نے اسے رکھ دیا۔۔۔ افففف تم کبھی کوئی کام ڈھنگ سے نہیں کر سکتے۔۔۔!" وہ اسے غصے سے گھورتی ہوئی مائیکروویو اوون کی طرف بڑھیں اور افسوسناک نظروں سے اس کا جائزہ لینے لگیں۔۔۔ پیچھے کھڑا یسار بیچارگی سے بولا۔۔۔

"کیا ماما۔۔۔!۔ سانی کو تو آپ نے کچھ نہیں تھا کہا۔۔۔ اس کا تو "میرا بچہ، میرا چندا" بول کر مزید دماغ خراب کر دیا اور مجھے اتنی باتیں سنا دیں۔۔۔!"

"ہاں تو تمہیں کون سا میں نے پیٹ ڈالا ہے۔۔۔ حسان تو اتنا پیارا بچہ ہے کہ سال میں کوئی ایک آدھا برتن ہی اس کے ہاتھوں ٹوٹا ہو گا جبکہ آپ جناب کچن میں وارد ہو جائیں تو برتن دہائی دینے لگتے ہیں۔۔۔ ہر دو دن بعد تو مگ یا گلاس تمہارے ہاتھوں فوت ہو جاتے ہیں میرے نالائق بیٹے۔۔۔ اس لئے اس کیسرول کو خراب کرنے کے لئے کیا میں تمہیں ڈانٹوں بھی نا۔۔۔۔۔!"

وہ ہاتھ میں گلوز پہنے اوون سے کیسرول کو باہر نکالتے ہوئے مصروف لہجے میں بولیں۔۔۔ یسار نے خونخوار نظروں سے حسان کو دیکھا جو دونوں ہاتھ پیٹ پر رکھے بنا آواز جھٹکے کھا کھا کر ہنسنے کی ایکٹنگ کر رہا تھا۔۔۔۔

"تجھے تو میں واش روم میں بند کر کے ماروں گا سانی۔۔۔ باکس روم میں لاک کر کے کوٹوں گا اور۔۔۔۔"

اس کی دھمکی بیچ میں ہی رہ گئ تھی۔۔۔ آرزو نے اس کے کندھے پر چپت لگاتے ہوئے گھر کا۔۔۔۔

"کیوں ماروگے اس بیچارے کو تم۔۔۔ایک تو غلطی کرتے ہو اوپر سے اکڑتے ہو۔۔۔چلو اب نکلو دونوں یہاں سے۔۔۔جاکر اپنے بابا کو اٹھاؤ۔۔تب تک میں کچن کی حالت سدھار کر ناشتہ تیار کرتی ہوں۔۔۔اور آئندہ سے تم دونوں مجھے کچن میں دکھائی بھی نادو۔۔۔لے کر کام بڑھادیتے ہو میرا۔۔۔۔چلو بھاگو۔۔۔۔!"

آرزو نے ان دونوں کو کچن سے باہر دھکیلا۔۔۔حسان نے لاؤنج کی طرف دوڑ لگادی۔۔۔یسار اس کے پیچھے بھاگا اور کارنر والے صوفے پر اسے جالیا۔۔۔گھمسان کا رن پڑ چکا تھا۔۔۔کشنز ایک دوسرے کو مارے جانے لگے تھے۔۔۔کوئی وقت جاتا تھا کہ اس کے اندر سے روئی کے نرم گالوں جیسا فر نکل نکل کر سارا لاؤنج کپاس کا کھیت بنادیتا جب اپنے کمرے سے نکلتے عباد لودھی نے یہ منظر دیکھا۔۔۔۔دونوں کی کشتی دیکھ کر انہوں نے ایک نظر اچک کر کچن کے دروازے کی جانب دیکھا اور پھر زوردار آواز میں "حملہ۔۔" بولتے ان کے درمیان کود پڑے۔۔۔ہر جانب سے کشن چل پڑے اور اس تڑاتڑ میں تینوں باپ بیٹوں کے بے ہنگم قہقہے صبح صبح چھت پھاڑ رہے تھے۔۔۔۔اندر کچن میں کام کرتی آرزو کو سب خبر تھی کہ باہر کیا غدر مچا ہوا تھا مگر انہوں نے مداخلت نہیں کی۔۔۔پھیلاوے کا کیا تھا، آخر سمٹ ہی جاتا مگر آج بہت دن بعد ان کے گھر میں پہلے جیسا ماحول تھا اور وہ یہ شور کچھ دیر رہنے دینا چاہتی تھیں۔۔۔اگر انہیں اندازہ ہوتا کہ یہ شور وہ آخری بار سماعت کررہی ہیں تو وقت کی نبض تھام لیتیں۔۔۔لمحوں کی ڈور باندھ لیتیں۔۔۔پل پل کو پرو کر مالا بنالیتیں۔۔۔۔مگر یہ حادثے۔۔۔۔۔!

وہ خان اللہ یار خان کے کمرے سے نکلا تو اسے راہداری کے بلکل سامنے والے کمرے کا دروازہ کھلا نظر آیا۔۔۔جس دن سے وہ آیا تھا اس نے، اس کمرے کو بند ہی پایا تھا۔۔۔۔رضا اور ہنی نے اسے بتایا تھا کہ یہ آرزو پھوپھو کا کمرہ ہے جسے صرف زہرہ خاتون یا فاطمہ مامی ہی صفائی وغیرہ کے لئے کھلواتی تھیں۔۔۔اس کے قدم بے اختیار اس کمرے کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔دل کی دھڑکن منتشر ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ اس نے کمرے کے اندر جھانکا۔۔۔۔سامنے ہی فاطمہ مامی ملازمہ کے ساتھ مل کر بیڈ شیٹ بچھا رہی تھیں۔۔۔۔خوبصورت جالی کی فرل والی ہلکے کاسنی رنگ کی بیڈ شیٹ دیکھ کر اسے حیرت ہوئی تھی۔۔۔۔سارا کمرہ یوں نکھرا ستھرا تھا جیسے وہاں ہمیشہ سے کوئی بستا ہو۔۔۔۔۔بڑی مدھم اور نسوانی سی خوشبو سارے کمرے میں چکرا رہی تھی۔۔۔۔وہ اندر داخل ہو کر بڑے بے خود انداز میں ہر چیز کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔۔دروازے کے بلکل سامنے سنگل بیڈ بچھا تھا جس کے ساتھ چھوٹی سی سائڈ ٹیبل رکھی تھی۔۔۔اس کے اوپر ہلکے کاسنی رنگ کا لیمپ تھا جس کا شیڈ اسی کا ہم رنگ تھا۔۔۔لیمپ کی بغل میں فریم تھا جس میں آرزو کی جوانی کی تصویر جڑی تھی۔۔۔۔اس تصویر میں آرزو نے صرف حجاب لیا ہوا تھا، نقاب نہیں تھا۔۔۔۔یہ وہ فوٹو تھی جو انہوں نے شناختی کارڈ کے لئے بنوائی تھی۔۔۔وہی تصویر انلارج کروا کے فریم میں لگی تھی۔۔۔۔کاسنی رنگ کے جالی دار پردوں کے پس منظر وسیع و عریض لان کا نظارہ بہت دلفریب تھا۔۔۔۔ماحول پر کاسنی رنگ چھایا ہوا تھا اور اسی کی وجہ سے کمرہ بے حد روشن اور ہوادار محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔فرش پر تھوڑا گہرے رنگ کا قالین چھب دکھا رہا تھا۔۔۔۔سارا کمرہ کسی کے ذوق کی نازکی کی مکمل تشریح کر رہا تھا۔۔۔۔!

فاطمہ ممانی چادر سلیقے سے بچھانے کے بعد پلٹیں تو اسے کھڑا دیکھ کر مسکراتے ہوئے دائیں طرف اشارہ کیا۔۔۔۔وہاں زہرہ خاتون ڈریسر کے ساتھ رکھی سیٹی پر پرانا البم لئے بیٹھی تھیں۔۔۔۔فاطمہ مامی ملازمہ کو

ساتھ لئے صاف صفائی کا سامان اٹھوا کر باہر چلی گئیں اور وہ زہرہ خاتون کے پاس آ بیٹھا۔۔۔اسے دیکھ کر وہ یکدم چونکی تھیں وگرنہ وہ البم میں اتنی کھوئی ہوئی تھیں کہ اس کے آنے کو محسوس نہیں کر پائی تھیں۔۔۔یسار نے دیکھا ان کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔۔۔اس نے ذرا سا آگے جھک کر البم پر نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"یہ کس کی تصویریں ہیں آنیابی۔۔۔کیا ماما کی؟"

"اس کمرے میں جو بھی ہے سب اسی سے تو وابستہ ہے۔۔۔وہ یہاں سالوں سے نہیں ہے مگر اس کی خوشبو جیسے ہر چیز نے چوس رکھی ہے۔۔۔!"زہرہ خاتون البم پر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں۔۔۔یسار نے ایک لمبی سانس بھری اور بولا

"داجی کو کتنا وقت لگے گا ماننے میں۔۔۔۔؟اگر ان کے ماننے سے پہلے کوئی انہونی ہو گئ تو۔۔۔۔؟"

"ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔۔"!ان کے خلاف توقع جواب پر اسے حیرت ہوئی۔۔"میں نے گزرے سالوں میں اللہ سے یہی ایک دعا کی ہے کہ مجھے مرنے سے پہلے میری بچی سے ملوادے۔۔۔میری سانس تب تک نہیں نکلے گی جب تک آرزو کو ان آنکھوں سے دیکھ نا لوں۔۔۔۔میں نے جوان بیٹا کھویا ہے اور اس پر صبر کیا ہے،مجھے یقین ہے کہ میرا رب مجھے ویسا ہی غم نہیں دے گا۔۔۔۔!"

یسار ان کے اس قدر یقین پر محض انہیں دیکھ کر رہ گیا۔۔کیا ہو اگر وہ انہیں پتا چلے کہ جس بیٹی کو ملنے کی دعائیں مانگتی ہیں وہ اس وقت ہوش وخرد سے بیگانہ سات سمندر پار زندہ لاش کی طرح پڑی ہے۔۔۔۔۔اسے بے اختیار جھرجھری آ گئ۔۔۔اس نے فوراً دھیان بٹانے کو البم کا رخ ذرا سا اپنی طرف کیا اور ہر تصویر کے بارے میں پوچھنے لگا۔۔۔سارا البم آرزو کے بچپن کی تصویروں سے بھرا پڑا تھا۔۔۔ایک ایک پل کی

شرارت، ہنسی، رونا سب یہاں قید تھا۔۔ وہ دونوں بڑی محبت سے دیکھ رہے تھے جب کسی نوزائیدہ بچے کی تصویر دیکھ کر یسار بے ساختہ اس کے بارے میں پوچھ بیٹھا۔۔۔

"ارے تم خود کو نہیں پہچانتے۔۔۔ یہ تمہی تو ہو۔۔ زینیہ کی پیدائش یہاں کی تھی لیکن تم وہاں جا کر پیدا ہوئے تھے۔۔۔ اسفند کو معلوم ہوا تو اس نے کسی طرح تمہارے بابا سے رابطہ کر کے تمہاری تصویر منگوائی تھی۔۔۔ تب تمہارے بابا نے یہ بھیجی تھی۔۔۔ اور پھر جب تم پانچ سال کے ہوئے اور پہلی بار سکول گئے تب عباد بیٹے نے خود ہی اسفند کو یہ والی تصویر بھیجی۔۔۔ یہ دیکھو۔۔۔"

وہ البم پلٹتے ہوئے اسے اس کے بچپن کی تصویر دکھانے لگیں۔۔۔۔ رنگین تصویر تھی۔۔۔ بڑی بڑی سبزی مائل نیلی آنکھوں والا بچہ جس کے پھولے پھولے گالوں پر لالی چیخ رہی تھی۔۔۔ ٹھوڑی کے پاس نمایاں تل اور ٹھوڑی پر پڑتا ڈمپل۔۔ (چاہ زقن)... ہو بہو آرزو کے جیسا تھا۔۔۔۔۔ زہرہ خاتون محبت سے تصویر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں۔۔

" تم بلکل میری آرزو جیسے ہو۔۔ ویسی ہی رنگت۔۔۔ نین نقش۔۔۔ ویسی ہی۔۔۔۔" بولتے بولتے ان کی آواز مدھم ہوئی اور پھر بلکل چپ ہو گئیں۔۔۔ غور سے تصویر کو دیکھتی رہیں اور پھر یسار کو دیکھا جس کے ماتھے پر اس سردی میں بھی پسینے کے قطرے چمک اٹھے تھے۔۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ہوئے تھیں اور اگلے لمحے ان کا ہاتھ میکانکی انداز میں اٹھا اور اس کی آنکھوں کو چھو کر ٹھوڑی کے پاس آکر ٹھہر گیا۔۔۔ یسار گھبرا کے ایک دم اٹھ کھڑا ہوا اور بنا مڑے وہ کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔۔۔۔!

"ابے اٹھ یار۔۔۔۔ آجکل تجھے کیا ہوتا جارہا ہے۔۔۔۔ایک دم سستی سی بھر گئ ہے تم میں۔۔۔۔اور بڑے دن ہو گئے تم نے اپنے ماموں کی بیٹی کا ذکر کر کے کان نہیں کھائے میرے۔۔۔۔۔!"

یسار اوندھے منہ تکیے میں سر گھسائے پڑا تھا جب حسان ٹریک سوٹ میں اس کے سر پر سوار ہوا۔۔۔ آج دونوں کا آف تھا اس لئے گھر پر دکھائی دے رہے تھے۔۔۔

"ماموں کی بیٹی کا ذکر مین نے ہمیشہ کے لئے لپیٹ کر رکھ دیا ہے۔۔۔۔!" یسار کی آواز میں اداسی تھی ۔۔۔۔ حسان نے زبردستی اسے کندھے سے پکڑ کر سیدھا کیا اور اچنبھے سے وجہ پوچھی تو اس نے عباد لوسھی سے ہونے والی گفتگو کی مکمل تفصیل مع اپنی آخری کرتوت کے اسے کہہ سنائی۔۔۔۔ساتھ ہی فیس بک پر سلسبیل کا میسنجر کھول کر اپنا کیا ہوا آخری میسج بھی پڑھا دیا۔۔۔ حسان کا میٹر گھوم گیا۔۔۔اس نے طیش سے اس کے شانے پر ایک مکا جڑا اور بولا۔۔۔

"یار تم۔۔۔۔ تم اتنے پاگل ہو۔۔۔؟ مطلب تم نے اسے میسج کر دیا کہ اب تمہارے اور اس کے بیچ کوئی تعلق نہیں نا بن سکتا ہے کیونکہ تم اگر مجھ سے فیئر ہوتی تو اپنے بابا کی ڈیتھ کے بارے میں ضرور بتاتی۔۔۔۔وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔۔!" وہ اس کے موبائل پر اس کا ٹائپ کیا ہوا میسج پڑھتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔۔"واہ سوپر۔۔۔۔ کیا کمال کی عقل ہے تمہاری یار۔۔۔۔ تم کب سے اتنے جلد باز ہو گئے۔۔۔۔مانا جذباتی تم ہمیشہ سے تھے مگر کوئی اسٹیپ اتنی تیزی سے اٹھاتے میں تمہیں پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔یعنی کہ تم نے قصہ ہی تمام کر دیا۔۔۔بڑے بابا سے ماضی کی کہانیاں سنتے تم اتنے آپے سے باہر ہو گئے اور یہ سوچے بغیر کہ اس وقت پاکستان میں تمہارے ماموں کی فیملی پر کیا گزر رہی ہو گی۔۔۔۔۔ تمہارے اتنے ینگ ماموں محض فورٹی فور کی اتج میں چل بسے، اتنی بڑی آفت ٹوٹ پڑی ان لوگوں پر اور تم ایکسپیکٹ کر رہے ہو کہ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر سب

سے پہلے تمہیں اطلاع دیتی۔۔۔ چلو مان لیا کہ وہ ایسا کر سکتی تھی مگر اب اس نے نہیں کیا تو تم یہ مان لو نا یہ اس کے لئے ممکن نہیں ہو گا اس وقت۔۔۔۔ افففففف! تیرا کچھ نہیں بننا یار۔۔۔!"

"اب کیا کروں سانی۔۔۔ اس نے میسج ریڈ کر لیا ہوا ہے مگر آگے سے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔!" یسار پژمردہ لہجے میں سر دونوں ہاتھوں سے جکڑتے ہوئے بولا۔۔ کاش وہ اس وقت اپنے جذبات پر قابو پا لیتا۔۔۔ اسے بے حد پچھتاوا ہو رہا تھا۔۔۔ اس دن سے لاکھ کوشش پر بھی کہیں دل نہیں لگ رہا تھا ہر گھڑی دھیان سلسبیل کی اور لگا رہتا تھا۔۔۔

"اب کرنا کیا ہے۔۔۔ مٹی ڈال اور کیا۔۔۔ تُو نے کیا نمک ڈالنا ہے مزید۔۔۔!" حسان اسے صاف چڑا رہا تھا۔۔۔ یسار کی شکل مزید اتر گئی۔۔۔ وہ دوبارہ دھپ سے واپس تکئے میں منہ گھسا کے لیٹ گیا۔۔۔ حسان کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔

"اب اس طرح لیٹ کر میرا سوگ نا منا۔۔۔ واپس سوری کا میسج کر اسے۔۔۔۔ اور اسے کہہ کہ جلد ہی پاکستان آؤں گا جہاز پر بیٹھ کر کیونکہ گھوڑے پر بیٹھ کر آیا تو قیامت کو ہی پہنچوں گا۔۔۔!" حسان کے اس طرح کہنے پر یسار کو ہنسی آ گئی۔۔۔ وہ فوراً لیٹے سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور حسان کا منہ چٹاچٹ چومتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔۔

"تو نا ہوتا سانی تو پتا نہں میرا کیا ہوتا۔۔۔ تیرے چلے ہوئے کارتوس جیسے مشورے بھی ٹھیک نشانے پر لگتے ہیں۔۔۔!"

"سب سے پہلے تو یہ اپنی منحوس پپیاں اپنے پاس رکھ۔۔۔!" حسان اسے پرے دھکیلتے کر گال صاف ہوئے بولا "قسم سے مجھے مارک کا کتا بڈی یاد آ گیا۔۔۔ بلکل ایسے ہی چوما چاٹی کرتا ہے مارک کی۔۔۔۔!"

"نہیں کبھی کبھی مارک بھی بڈی کو ایسا ہی پیار کرتا ہے جیسے ابھی میں نے تجھے کیا۔۔۔۔!" یسار نے سکون سے جواب دیا۔۔۔ حسان کو بات کی سمجھ آنے تک وہ اس کی رینج سے دور ہو گیا تھا۔۔۔۔ وہ پھر کبھی پر رکھتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

"آج باسکٹ بال کا میچ ہے سائمن اور رینڈل کی ٹیم کا۔۔۔ میں نے رینڈل کو کہا تھا کہ ہم دونوں بھی کھیلیں گے۔۔۔ بولا پورے تین بجے پہنچ جانا باسکٹ بال کورٹ میں۔۔۔ اب تم بھی اٹھو تیاری پکڑو، جم کے کھیلیں گے آج۔۔۔ سائمن سے پرانا ادھار چکانا ہے پچھلی ہار کا۔۔۔ یاد ہے آخری پوائینٹ اس نے بے ایمانی سے جیتا تھا۔۔۔۔!"

"یار وہ ایک نمبر کا خبیث ہے۔۔۔ تم دیکھ لینا آج بھی وہ آخر میں ایسا ہاتھ دکھائے گا کہ سب ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔۔۔!"

"دکھائے گا تو منہ کی کھائے گا یار۔۔۔ اس بار نہیں چھوڑیں گے اسے۔۔۔۔ تم تیار ہو کر نیچے آؤ، تب تک میں بڑے بابا کو بھی بتا دوں۔۔۔۔!" حسان کہتے ہوئے دروازے کی سمت بڑھا۔۔۔

"ہمممم۔۔۔ چلو، آتا ہوں مگر پہلے میں سلسبیل کو ٹیکسٹ کر لوں۔۔۔۔!"

یسار کے قطعیت سے کہنے پر حسان سر جھٹکتا باہر نکل گیا۔۔۔ یسار نے موبائل سے ٹیکسٹ کرنے کی بجائے لیپ ٹاپ آن کیا۔۔۔ سلسبیل کا انباکس اوپن کیا۔۔۔۔ ایک لمبا چوڑا سا معذرتی میسج ٹائپ کیا اور سینڈنگ ایرو پر کلک کر کے فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔ اپنا جمپر وارڈروب سے نکالا اور سیل فون جیب میں ڈال کر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔ یہ دیکھے بغیر کہ اس کا میسج ٹائپ ضرور ہوا مگر کلک کرنے کے باوجود سینڈ نہیں ہو سکا، وہیں ٹائپنگ بار میں پڑا کا پڑا رہ گیا تھا۔۔۔۔۔!

موسم میں خنکی کا اثر زائل ہو رہا تھا۔۔۔ اتنے دن ہو چکے تھے اسے یہاں آئے ہوئے اور جس مقصد کے لئے وہ یہاں آیا تھا، اسے ابھی تک حل نہیں کر سکا تھا۔۔۔ کبھی کبھار لگتا جیسے خان اللہ یار خان، آرزو کی باتیں کرنا چاہتے ہوں مگر جب یسار ان کا ذکر چھیڑ دیتا تب وہ سنگی مجسمہ بن جاتے۔۔۔۔ عباد لودھی ہر روز اسے کال کرتے تھے اور ان کی باتوں میں ایک ہی سوال آس کا رنگ چرائے اس کے جواب کا منتظر ہوتا تھا لیکن وہ ابھی تک انہیں کوئی مثبت جواب نہیں دے پایا تھا۔۔۔۔!

ہنی نے میٹرک بورڈ کے ایگزامز میں بہت اچھے نمبرز لئے تھے۔۔۔ سارے گھر میں وہ چھلانگیں لگاتی پھر رہی تھی۔۔۔ خان اللہ یار خان نے بہت عرصے بعد کسی بات پر خوشی کا اظہار کیا تھا ورنہ وہ اسفندیار کی موت کے بعد سے مسکرانا تک بھول چکے تھے۔۔۔ بدلاؤ تو یسار ان میں لے ہی آیا تھا۔۔۔ وہ جو ایک مخصوص سا کھچاؤ تھا ان دونوں کے بیچ، اس تناؤ میں واضح فرق محسوس ہوتا تھا۔۔۔ زہرہ خاتون نے بھی صبح ناشتے کے وقت اور تھراپی کے لئے انہیں یسار کا انتظار کرتے دیکھا تھا۔۔۔ منہ سے کچھ نہیں کہتے تھے مگر نظریں بار بار دروازے پر ٹھہر جاتی تھیں اور جس وقت وہ کمرے میں داخل ہوتا، اسی وقت وہ اپنے چہرے کے تاثرات سرد کر لیتے یوں جیسے اس کی شکل سے بھی بیزار ہوں۔۔۔ جبکہ یسار کی یہ حالت تھی کہ وہ جلد از جلد آرزو کے لئے اس گھر کے دروازے کھلے دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔ جو حالات وہ کیلیفورنیا میں چھوڑ کر آیا تھا، اس حساب سے لمحہ لمحہ قیمتی تھا۔۔۔ ہنی کے پاس ہونے پر وہ خود رضا کے ساتھ جا کر بیکری سے بہت سا سامان اٹھا لایا۔۔۔ لان میں ملازمہ سے کہہ کر ٹیبل سیٹ کی۔۔۔ فاطمہ ممانی کی مدد سے برتن اور کھانے پینے کی چیزیں سجا کر وہ سب کو بلا لایا۔۔۔ خان اللہ یار خان کو بھی جس وقت وہیل چیئر پر بٹھا کر رضا باہر لایا تو وہاں خوب سماں بندھا

تھا۔۔۔لان میں آتے ہی آن کے ماتھے پر تیوریاں پڑ گئ تھیں۔۔۔وہ ناراض دکھنے کی بھرپور کوشش کر رہے تھے مگر کامیاب نہیں ہو پا رہے تھے۔۔۔۔ان کے اندر کا وہ پہلے سا دم خم بے جان ہوتا جارہا تھا۔۔۔یسار کو دیکھ کر منہ بھی نہیں پھیرا تھا بس گردن اکڑائے پوتی کو چہکتے دیکھتے رہے۔۔۔۔فاطمہ مامی نے رضا کو سلسبیل کو بلانے کا کہا مگر وہ اسی اثناء میں خود ہی چلی آئی۔۔۔۔فیروزی اور سرخ کامبی نیشن کے خوبصورت لباس میں وہ اس قدر دل نشیں لگ رہی تھی کہ یسار کی نگاہ ایک پل کو جم سی گئ۔۔۔اسے اندازہ لگانا مشکل ہو رہا تھا کہ آیا اس کے چہرے کی دلکشی کو فیروزی رنگ نے مہمیز کر رکھا تھا یا سرخ نے۔۔۔۔۔!اس نے گڑبڑا کے نگاہ کو قابو کیا اور ہنی کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔سلسبیل دا جی کے پہلو میں ان کی وہیل چیئر کی بیک پر ہاتھ رکھے کھڑی ہو گئ تھی۔۔۔۔

اس کے چہرے پر اذیت سی رقم تھی۔۔۔رضا اور ہنی کے خوب سارے شور میں اس نے پاس ہونے کی خوشی میں کیک کاٹا اور باری باری سب کا منہ میٹھا کرایا۔۔۔سب سے پہلے وہ دا جی کے پاس آئی تھی اور ان کے منہ میں محبت سے کیک کا ٹکڑا ڈال کر ان سے لپٹ گئ تھی۔۔۔۔خان صاحب نے فرط محبت سے اس کی پیشانی چومی اور زہرہ خاتون کو اشارہ کیا، جنہوں نے اس کے ہاتھ پر ڈھیر سارے نوٹوں کا تحفہ دھر دیا۔۔۔۔پھر اس نے سلسبیل کو کیک کھلایا، جس نے اسی کیک پیس میں سے ایک ٹکڑا توڑ کر دو حصوں میں تقسیم کیا اور باری باری ہنی کے منہ میں ڈالتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"یہ ایک میری طرف سے اور ایک بابا کی طرف سے جو آج ہوتے تو سب سے زیادہ خوش ہوتے کیونکہ وہ تمہیں ہمیشہ چھیڑا کرتے تھے کہ ہنی اگر تم نے میٹرک کلئیر کر لیا تو یہ تمہارا نہیں بلکہ تمہاری خوراک کا کمال ہو گا۔۔۔۔۔!"

وہ نم آلود ہنسی ہنستے ہوئے سب کو اداس کر گئی۔۔۔۔ماحول یکدم سے بے حد بوجھل اور اداس ہو گیا۔۔۔۔زہرہ خاتون کو تو بہانہ چاہئے ہوتا تھا اپنی دونوں اولادوں کو یاد کر کے رونے کا اور خان اللہ یار خان آج اس حال میں تھے تو یہ اسفند کی جوان موت کا غم ہی تھا جو ان جیسے تناور درخت کی جڑوں میں بیٹھ کر اسے ساری عمر کے لئے بے ثمر کر گیا تھا۔۔۔فاطمہ مامی کے چہرے پر بھی اذیت دراڑیں ڈالنے لگی تو انہوں نے بچوں کی دل شکستگی کے ڈر سے فوراً چہرے پر مسکراہٹ کا لیپ کیا اور سلسبیل سے کہا۔۔۔

"سلسبیل بیٹا آؤ ادھر سب کو پلیٹس میں ڈال کر سرو کرو۔۔۔۔چھوٹی بہن کی بڑی خوشی ہے بیٹا ۔۔۔۔تمہارے بابا ہوتے تو وہ اس سے بھی زیادہ شاندار انداز میں سیلیبریٹ کرتے۔۔۔۔آؤ شاباش، یہاں آ کر میری ہیلپ کرواؤ۔۔۔۔۔!"ان کے سادے سے لہجے میں مبہم سی تنبیہ بھی تھی کہ ماحول کو مزید سوگوار ہونے سے بچایا جائے۔۔۔۔سلسبیل مرے مرے قدموں سے چلتی ٹیبل کے قریب چلی آئی۔۔۔یسار کی نگاہ اس کے پیروں پر پڑی۔۔۔سرخ اور کالی پٹی کی گھریلو چپل میں اس کے پاؤں موم سے گھڑے لگ رہے تھے۔۔۔۔خوبصورت ہاتھ اور پاؤں شروع سے اس کی توجہ جذب کرتے آئے تھے۔۔۔سلسبیل باری باری سب کو سرو کرنے کے بعد جب اس کے قریب آئی تو ماتھے پر ان گنت تیوریاں پڑی تھیں۔۔۔۔یسار کو ناگواری کے شدید احساس نے لپیٹ میں لے لیا اور جس وقت سلسبیل نے اس کے ہاتھ میں پلیٹ تھمائی، یسار نے پلیٹ تھامتے ہوئے اس کے نیچے دبی سلسبیل کے ہاتھ کی انگلیوں کو مسل ڈالا۔۔۔ایک مدھم سی سسکی اس کے منہ سے خارج ہوئی اور اس نے کاٹ کھانے والی نظروں سے یسار کو دیکھا مگر کہہ کچھ نہیں سکی۔۔۔۔وہ مزہ لینے والے انداز میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بولا۔۔۔۔

" آئندہ مجھے دیکھتے ہوئے تمہارے ماتھے پر شکنیں پڑیں تو یقین مانو سب کے سامنے ہاتھ پکڑ لوں گا اور تم اندازہ کر سکتی ہو کہ میں ایسا کر گزروں گا۔۔۔۔!" سلسبیل نے شکوہ کناں نگاہ اس پر ڈالی اور تنفر سے ناک سکوڑ کر جھٹکتی مڑنے ہی لگی تھی جب اس کا حکمیہ لہجہ اسے دوبارہ آگ لگا گیا۔۔۔۔

" مجھے کافی چاہیئے۔۔۔ وہ بھی تمہارے ہاتھ کی۔۔۔ پانچ منٹ میں بنالاؤ ورنہ میں وہ کر گزروں گا جس کے لئے نا یہ جگہ مناسب ہے اور نا وقت۔۔۔۔!"

ایک پل میں سلسبیل کے چہرے کی رنگت اڑی تھی۔۔۔ وہ نا جانے کیا سمجھی۔۔۔ الٹے قدموں مڑ کر ماں کے کان میں کچھ کہا اور اندر جانے کے لئے مڑ گئی۔۔۔ یسار کا دل کیا اونچی آواز میں قہقہہ لگائے۔۔۔ اس نے تو ایویں ڈرانے کے لئے ایسا کہا تھا اور وہ سچ میں ہواس باختہ سی اندر گئی تھی۔۔۔۔ ہنی نے رضا کے چہرے پر کیک مل دیا تھا اس لئے سب کا دھیان ان دونوں کی طرف تھا جہاں اب رضا ہنی کا چہرہ لیپنے کے لئے بے چین اس کے پیچھے بھاگ رہا تھا اور ہنی داجی کی وہیل چیئر کے گرد چکر لگاتی ان سے مدد طلب کر رہی تھی۔۔۔ یسار نے خان اللہ یار خان کے چہرے کی اور دیکھا جو ہنستے ہوئے اتنا نرم تاثر دے رہا تھا کہ اس کا جی کیا وہ یونہی انہیں دیکھتا رہے۔۔۔ صرف۔ زہرہ خاتون تھیں جن کی نم آنکھیں یسار کا طواف کر رہی تھیں۔۔۔۔ ان کے چہرے پر ایسی لاچاری تھی کہ یسار نے ایک نظر کے بعد دوسری ڈالنے سے گریز کیا تھا۔۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ ان کا دل چھلنی ہے مگر ابھی وہ خود کو ان سے زیادہ بے بس محسوس کرتا تھا۔۔۔ اسی اثنا میں اس کے موبائل پر تھرتھراہٹ ہوئی۔۔۔۔ اس نے پینٹ کی پاکٹ سے سیل نکالا۔۔۔ زینیہ لاس اینجلس سے ویڈیو کال کر رہی تھی۔۔۔ موقع اچھا تھا، اس نے کال پک کر کے اس سے دو چار باتیں کیں اور چلتا ہوا سب کے بیچ آ کھڑا ہوا۔۔۔۔

"لو زینیہ۔۔۔۔ آنیابی سے بات کرو۔۔۔۔ بلکہ اس وقت یہاں سبھی اکھٹے ہیں۔۔۔۔ تم کہہ رہی تھی نا کہ سب کو دیکھنا چاہتی ہو۔۔۔ لو ملو سب سے۔۔۔۔۔!" وہاں زینیہ اس کی بات ہر ہکا بکا بیٹھی تھی اور یہاں وہ موبائل کو ٹیبل پر گلاس کی سپورٹ دیتا سکون سے سب کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔۔۔ موبائل کی اسکرین پر نظر آتا زینیہ کا چہرہ سبھی اشتیاق سے یوں دیکھ رہے تھے جیسے یہی کرنے یہاں بیٹھے ہوں۔۔۔ زہرہ خاتون سے آنسوؤں کی یورش میں بولنا محال ہو رہا تھا اور خان اللہ۔یار خان کی نظریں زینیہ کے چہرے سے چپک کر رہ گئ تھیں۔۔۔!

" آرزو" یہ نام ان کے لبوں سے نیم سر گوشیانہ انداز میں بے ساختہ ادا ہوا اور پیچھے کھڑے یسار نے سماعت کیا۔۔۔۔ زینیہ کے چہرے میں آرزو کی شباہت بے تحاشا تھی۔۔۔ یسار نے ایک طویل سانس فضا کے سپرد کی ۔۔۔۔ انا کی چٹان میں دراڑیں پڑ چکی تھیں، قدرت کی طرف سے چند ضربیں پڑنے کی دیر تھی، ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتی۔۔۔۔ اس نے آنکھیں سکوڑ کر سامنے کے خوشنما منظر پر نظر ڈالی جہاں ہنی اور رضا اچھل اچھل کر زینیہ کو اپنے درشن کروا کے تعارف کے مراحل پورے کر رہے تھے۔۔۔ زہرہ خاتون جھجھکتے ہوئے اور کن اکھیوں سے خان صاحب کو دیکھتے ہوئے اشارتاً سبھی کا خال احوال پوچھ رہی تھیں۔۔۔۔ ان کے لہجے سے آس اور حسرت بیک وقت ٹپکتی تھی۔۔۔۔ زینیہ نے اپنے بیٹے کو گود میں اٹھا کر سامنے کیا اور دا.جی کو مخاطب کر کے انہیں ان کا پڑنواسا دکھایا۔۔۔۔ خان اللہ یار خان کی آنکھیں اس ننھے سے کلکاریاں مارتے بچے کو دیکھ کر نم ہو گئیں اور یہ پہلا موقع تھا جب انہوں نے خود پر قابو پانے کی کوشش نہیں کی۔۔۔۔ وہ زینیہ سے باتیں کر رہے تھے اور سب حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔ جو کام ابھی تک یسار نہیں کر پایا تھا وہ اتنی دور بیٹھی نواسی نے کر دکھایا تھا۔۔۔ یا شائد خان صاحب لاشعوری طور پر زینیہ میں آرزو کو ڈھونڈ رہے تھے۔۔۔۔ زہرہ خاتون کی۔ آواز میں بھی چہکار تھی۔۔۔ فاطمہ مامی نے بھی اپنے مخصوص دھیمے اور متبسم

لہجے میں زینیہ سے بات کی۔۔۔۔یسار کو یکدم کافی کی طلب پہلے سے زیادہ شدت سے جاگ اٹھی یا اس کا دل دوبارہ سلسبیل سے ماتھا پھوڑنے کو کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔اس نے ان سب کو یونہی وہاں چھوڑا اور دبے پاؤں اندر کارخ کیا۔۔۔!

باسکٹ بال کورٹ میں میچ زور وشور سے جاری تھا۔۔۔۔حسان اور یسار رینڈل کی ٹیم میں تھے۔۔۔یسار منجھا ہو اپلئیر تھا اور سائمن کا پرانا حریف بھی۔۔۔لیکن سائمن کو یسار سے خار تھی۔۔۔اس ان چاہی دشمنی کا آغاز سائمن کی جانب سے ہی ہوا تھا۔۔۔وہ یسار کی باسکٹ بال میں مہارت سے خائف تھا اور اب یہ جذبہ شدید ترین حسد کا روپ دھار چکا تھا۔۔۔۔پچھلے میچ میں یسار کی ٹیم جیت چکی تھی جب بلکل آخری پوائینٹ پر سائمن نے بے ایمانی سے بال باسکٹ میں پھینک کر پوائنٹ گین کر لیا تھا۔۔۔اس کے بعد شدید ہنگامہ شروع ہو گیا تھا جسے مشکل سے رفع دفع کیا گیا۔۔۔لیکن یسار نے اس دن کے بعد سائمن کے مقابل ناکھیلنے کا فیصلہ کر لیا۔۔۔پھر کافی عرصہ جاب کی مصروفیت کی بنا پر وقت نہیں مل سکا مگر سبھی جانتے تھے کہ یسار کے ہتھیار کند نہیں ہوئے۔۔۔وہ اب بھی کمال کھیلتا تھا اور لانگ ڈسٹینس شاٹ میں اس کا کوئی ثانی نہیں تھا۔۔۔حسان اس کھیل کا شوق ضرور رکھتا تھا مگر وہ یسار جیسا ماہر کھلاڑی نہیں تھا۔۔۔۔لیکن یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ کوئی بھی کام ایک دوسرے کے بغیر کر گزریں۔۔۔اس لئے وہ دونوں کورٹ میں تھے اور جی جان سے کھیل رہے تھے۔۔۔۔تماشائیوں میں خوب ہو ہاؤ مچی ہوئی تھی۔۔۔کچھ دیر پہلے تک سائمن کی ٹیم تین پوائینٹس سے آگے تھی مگر اب رینڈل کے ایک اور یسار کے یکے بعد دیگرے دو بہترین شاٹس دونوں ٹیموں کے پوائینٹس برابر کر گئے تھے۔۔۔سائمن کی کینہ توز نظریں یسار کو دیکھ رہی تھیں،اس کا بس نہیں چل رہا

تھا وگرنہ وہ آگے بڑھ کر یسار کی گردن دبوچ لیتا۔۔۔۔اس بار اسے کورٹ مینیجمنٹ کی طرف سے سخت وارننگ ملی تھی لہذا وہ سارا غصہ بال پر نکال رہا تھا اور نتیجتاً مزید ایک بھی پوائینٹ نا بنا سکا اور یسار نے مزید ایک گول کر کے
فتح اپنے نام کر لی تھی۔۔۔۔زوردار شور اٹھا اور رینڈل کی ٹیم جمگھٹا بنائے یسار کے گرد جمع ہو گئی۔۔۔حسان نے اسے کندھے پر اٹھایا اور گول گول گھومنے لگا۔۔۔۔تماشائی اپنی جگہوں سے کھڑے ہو کر داد دے رہے تھے۔۔۔۔سائمن اور اس کے کھلاڑیوں نے کچھ دیر شدید طیش کے عالم میں یہ سب دیکھا پھر یکدم سائمن نارمل۔ہوتا چلا گیا۔۔۔یہاں تک کہ پہلی بار اس نے آگے بڑھ کر رینڈل کو مبارکباد بھی دی اور یسار کے پاس بھی آیا۔۔۔یسار کے لئے یہ خاصے اچنبھے کی بات تھی کہ اس بار سائمن نے بغیر کوئی ہنگامہ کئے اپنی ہار کو قبول کیا تھا بلکہ وہ اور اس کی ٹیم باری باری سب مخالف ٹیم کے کھلاڑیوں سے ہاتھ ملاتی ہوئی کورٹ سے باہر جا رہی تھی۔۔۔!

حسان نے یسار کو پکڑا اور رش کو چیرتا ہوا اسے نکال کر باہر لے گیا۔۔۔اب باقی کا وقت ان دونوں کا تھا۔۔۔ایسی ہر کامیابی وہ دونوں اکیلے سیلیبریٹ کرنا پسند کرتے تھے۔۔۔۔شام ابھی پوری طرح ڈھلی نہیں تھی۔۔۔۔وہ دونوں وہاں سے سیدھا بیچ پر گئے تھے۔۔۔وہاں سمندر کی لہروں سے کھیلنا ابھی باقی تھا۔۔۔نیلے پانی کی وسعتیں ان دونوں کو بانہوں میں لئے ہلکورے کھا رہی تھیں۔۔۔یسار کا تمتماتا چہرہ اس کی اندرونی خوشی کا غماز تھا۔۔۔اس کی سبزی مائل نیلی آنکھیں سمندر کے نیلے پانیوں کا عکس چرائے زندگی اور شرارت سے بھرپور آج عام دنوں سے زیادہ چمک رہی تھیں۔۔۔حسان کو اس پر بے تحاشا پیار آ رہا تھا۔۔۔وہ اس کا دوست، اس کا بھائی، اس کا غمخوار سبھی کچھ تھا۔۔۔جب وہ خوش ہوتا تھا تو حسان کو ساری

کائنات اس کی خوشی میں شریک محسوس ہوتی تھی۔۔۔وہ گھٹنے گھٹنے پانیوں میں چلتا ہوا ایسار کے قریب آیا، اس کے کندھے پر اپنا بازو پھیلایا اور پھر اس کے لب دوستی کا قصیدہ کہنے لگے۔۔۔

"میری جیت، تیری جیت

تیری ہار، میری ہار

سن لے میرے یار

تیرا غم، میرا غم

تیری جاں، میری جاں

ایسا اپنا پیار

جان پہ بھی کھیلیں گے، تیرے لئے لے لیں گے

سب سے دشمنی۔۔۔۔۔۔

یہ دوستی، ہم نہیں چھوڑیں گے

توڑیں گے، دم مگر

تیرا ساتھ نا چھوڑیں گے۔۔۔۔۔

اردگرد نہاتے، ہنستے بولتے گورے پاس اکٹھے ہونے لگے تو سماں بندھ گیا۔۔۔۔حسان کی آواز غضب کی تھی اور جب کوئی جذب سے گا رہا ہو تو اڑتے پنچھی بھی دم سادھ لیتے ہیں۔۔۔وہاں انگریزوں کو اس کی زبان کی شدھ بدھ بھلے نا ہو مگر اس کا انداز، آواز کا اتار چڑھاؤ اور سب سے بڑھ کر یسار کو چاہت اور وارفتگی سے تکتی اس کی آنکھیں سب کو مفہوم سمجھانے میں کامیاب تھیں۔۔۔وہ سب جھوم جھوم کر داد دے رہے

تھے۔۔۔ہلکی ہلکی تالیاں گیت کا ردھم بنائے ہوئے تھیں۔۔۔حسان کی اتنی محبت پر یسار کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔۔۔وہ یکدم اس کے سینے سے آلگا۔۔۔دونوں نے ایک دوسرے کو یوں بھینچ لیا جیسے رواں رواں ایک دوسرے کا لمس ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لینا چاہتا ہو۔۔۔۔۔یسار نے چند پل حسان کی پتلیوں میں اپنا عکس تراشا اور پھر تھکان زدہ لہجے میں بولا۔۔۔

"چل کافی پلا۔۔۔۔آج تھکن اتنی ہے کہ جی کرتا ہے آنکھیں موند لوں۔۔۔!"

حسان اس کے سینے پر ہلکا سا مکا جڑتے اسے لئے کیفے چلا آیا۔۔۔۔کافی پیتے اور اسنیکس کھاتے اور ساتھ ڈھیروں باتیں کرتے وہیں شام ڈھل گئی تھی۔۔۔یسار نے آج ڈھیروں باتیں کی تھیں۔۔۔وہ حیران تھا کہ بچپن کے بے شمار قصے۔۔۔جو خود حسان کو بھی ٹھیک سے یاد نہیں تھے مگر اسے زیر زبر کے ساتھ ازبر تھے۔۔۔۔زینیہ اور اس کے بیٹے کی باتیں، عباد لودھی اور آرزو کی باتیں اور تو اور عماد چاچو کی باتیں۔۔۔پھر جب سب سے آخر میں سلسبیل کی باتیں۔۔۔اس کا خیال رکھنے کی اور اسے پانے کی خواہش ۔۔۔وہ اسے کانچ کی گڑیا سے تشبیہہ دیتا تھا اور اتنا ہی اس کے مزاج کی نازکی کا خیال رکھتا تھا۔۔۔یسار نے اسے بتادیا تھا کہ میچ کے لئے نکلنے سے پہلے اس نے سلسبیل کو سوری کا میسج کر دیا تھا، اور اسے یقین ہے کہ اس کی ناراضی ختم ہو جائے گی۔۔۔۔حسان اس کی چمکتی آنکھوں میں دیکھتا اس کی مہکتی باتیں سنتا رہا۔۔۔۔وہ ہمیشہ سے بہترین سامع رہا تھا اور یسار کو تو وہ چوبیس گھنٹوں میں سے اٹھارہ سنتے رہنے کا عادی تھا۔۔۔!

اور پھر جب رات بھیگنے لگی تو حسان گھڑی میں وقت دیکھ کر فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اسے بھی اٹھاتے ہوئے بولا۔۔۔

"یار اٹھ۔۔۔ دیکھ دس بجنے والے ہیں۔۔۔" ساتھ ہی اس نے پینٹ کی جیب سے موبائل نکال کر چیک کیا۔۔۔ "افففف شٹ! یہ تو بند ہے۔۔۔ پتا نہیں کب کی بیٹری ختم ہو چکی ہے اور بڑے بابا نے نا جانے کتنی کالز کی ہوں گی۔۔۔ آج تو بہت ڈانٹ پڑنے والی ہے یار۔۔۔ اپنا سیل چیک کر ذرا۔۔۔۔۔!"

"میں نے تو کب کا سیل خود ہی آف کر دیا ہوا ہے سانی۔۔۔ آج میں سچ میں تجھ سے ڈھیروں باتیں کرنا چاہتا تھا اور تو فکر نا کر ماما بابا ہمیں کچھ نہیں کہیں گے۔۔۔ پکی بات!"

وہ مخمور لہجے میں کہتا حسان کو چونکا گیا تھا۔۔۔ وہ اسے زبردستی اٹھاتا کیفے سے باہر نکلا۔۔۔ ان دونوں کو رینڈل نے پک کیا تھا اس لئے ان کی گاڑی ان کے پاس نہیں تھی۔۔۔ حسان نے کیب کو رکنے کے لئے اشارہ دینا چاہا مگر یسار نے ضد کی کہ وہ آج پیدل چل کر گھر جائیں گے۔۔۔ حسب معمول حسان اس کی مانتے ہوئے سر جھٹک کر اس کے ساتھ ہو لیا۔۔۔ تمام راستہ یسار بے تکان بولتا آیا تھا۔۔۔ اب تو حسان نے عاجز آ کر اس کے آگے ہاتھ بھی جوڑ دیئے تھے مگر اس کی زبان کو بریک لگنے کا نام نہی لے رہی تھی۔۔۔

"سانی۔۔۔ دیکھ غصہ نا کرنا۔۔۔ اگر مجھے کبھی بھی کچھ ہو جائے نا تو تُو وعدہ کر کہ ماما بابا کو چھوڑ کر نہیں جائے گا۔۔۔ شادی کے بعد بھی ان کے ساتھ رہے گا۔۔۔ بول وعدہ۔۔۔؟" وہ ہاتھ پھیلائے برابر چلتے حسان سے عہد لے رہا تھا۔۔۔ حسان نے یکدم غصے سے اسے دیکھا اور بولا

"تم پھر ٹریک سے اترنے لگے ہو نا یار۔۔۔ میرا میٹر بیچ سڑک کے مت گھماؤ ورنہ ایسا پنچ ماروں گا کہ منہ گھوم جائے گا۔۔۔۔!"

حسان نے خفا ہوتے ہوئے چلنے کی رفتار تیز کی تو یسار ایک دم سے اس کے سامنے آ کر الٹے پاؤں چلتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

"تو پنچ مار یا جان سے مار مگر آج مجھ سے وعدہ کر۔۔۔ کہ میرے ماما بابا کا خیال رکھے گا اور زینیہ کو بھائی کی کمی محسوس نہیں ہونے دے گا۔۔۔۔!"

"یسار۔۔۔۔!" حسان نے اسے یار کی بجائے یسار پکارا۔۔ یہ اس کی ناراضی کی علامت تھی۔۔۔ اس کے باوجود یسار نے اپنا ہاتھ اس کے سامنے پھیلائے رکھا۔۔

"وعدہ کر پہلے۔۔۔!"

"وعدہ۔۔۔!" حسان نے زچ ہوتے ہوئے جان چھڑانے کے لیے اس کے ہاتھ کو دو انگلیاں سے چھو کر پرے کر لیا۔۔۔

"ایک اور وعدہ کر۔۔۔۔" یسار ابھی بھی باز نہیں آیا تھا۔۔ "اگر مجھے کبھی کچھ ہو گیا تو تُو پاکستان جائے گا۔۔ میرے نانا کو راضی کرے گا اور میری ماما کو ان سے ملوائے گا اور۔۔۔ اور سلسبیل کو اکیلا نہیں چھوڑے گا۔۔۔۔ وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔۔۔۔ تُو۔۔۔ تُو اس سے شادی کرے گا۔۔۔۔!"

"تُو کیوں میرا دماغ چاٹ رہا ہے یار۔۔۔۔!" حسان نے بے تحاشا زچ ہوتے ہوئے مسکین صورت بنائے یسار کا کالر جھپٹ لیا۔۔۔ قریب تھا کہ وہ اس کی دھلائی شروع کر دیتا جب چند کوس کے فاصلے پر ان کے کانوں میں نامانوس سا شور پڑا۔۔۔ وہ دونوں چونک گئے۔۔۔ حسان کے سامنے الٹا چلتا یسار یکدم سیدھا ہوا اور آواز کا منبع تلاشنے لگا۔۔۔

"میرا خیال ہے کہ آواز کسی لڑکی کی ہے سانی اور یہ سامنے والی اسٹریٹ سے آرہی ہے۔۔۔۔ چل چل کر دیکھتے ہیں۔۔۔۔!"

"رک یار۔۔۔۔ ہمیں پہلے کاپ کو کال کر دینی چاہئے، ناجانے کیا صورتحال ہو۔۔۔ اپنا موبائل دے۔۔۔۔!"

بات حسان کی ٹھیک تھی مگر یسار نے رد کر دی۔۔۔۔

"کاپ کو بلایا تو ہمیں بھی پولیس اسٹیشن لے جائے گی۔۔۔ ایسے تو بابا شائد چھوڑ دیں مگر ویسے نہیں چھوڑیں گے اور چل کر دیکھین تو سہی پہلے کہ سچویشن کیا ہے اگر زیادہ مسئلہ ہوا تو تُو کال کر دینا۔۔۔۔!" یہ کہتے ساتھ ہی وہ تقریباً بھاگتا ہوا اس اسٹریٹ کے کنارے تک گیا اور سائڈ پر پڑے کوڑے کے ڈرم کی آڑ سے جھانکنے لگا۔۔۔۔ حسان بھی بلکل اس کے پیچھے پنجوں کے بل بیٹھ کر جائزہ لینے لگا۔۔۔۔ یہ ایریا غلط کاموں کے لئے شہرت رکھتا تھا، اس اسٹریٹ کے اندر بنے ایک ایک کمرے کے غلیظ اپارٹمنٹس میں زیادہ تر ہپی اور جرائم پیشہ افراد رہتے تھے۔۔۔۔۔

"اومائی۔۔۔۔۔ یہ تو سائمن ہے۔۔۔۔ کسی لڑکی کو زبردستی ساتھ لے کر جا رہا ہے۔۔۔۔۔!" حسان نے سرگوشی کی۔۔۔۔ اسٹریٹ کے اندر کا منظر ملگجے اندھیرے کے باوجود واضح ہو رہا تھا۔۔۔۔ سائمن اور اس کے دوساتھی ایک لڑکی کو زبردستی سائیڈ پر بنی سیڑھیوں کی جانب دھکیل رہے تھے۔۔۔۔ مگر یسار سن ہی کب رہا تھا، اس کی نظریں تو بس لڑکی کے عبایہ اور حجاب پر ٹکی تھیں۔۔۔۔ وہ کوئی مسلمان تھی اور پردہ دار بھی۔۔۔۔۔ یہ تو اللہ جانتا تھا کہ اس وقت وہ ان کے ہاتھ کیسے لگی مگر یسار کی رگوں میں اینٹھن ہونا شروع ہو گئی تھی۔۔۔۔ زیادہ دن نہیں گزرے تھے جب اسے اپنی ماں کے ساتھ ماضی یں بیتے حادثے کا علم ہوا تھا۔۔۔۔ اس کی ماں کو بھی بے حجاب کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔۔۔۔ اور اس وقت بے بسی کی تصویر بنی آخری حد تک اپنا دفاع کرتی وہ لڑکی اس کے خون میں ابال کا سبب بنی تھی۔۔۔۔۔ اس کی نگاہوں میں زینیہ کا حجاب میں لپٹا خوبصورت چہرہ گوم گیا۔۔۔ آرزو کا اس عمر میں بھی مکمل پردے میں چھپا سراپا سر سرانے

لگا۔۔۔۔یہ لڑکی جو بھی تھی اسے بچانا فرض تھا۔۔۔یسار ایک دم جگہ سے اٹھا اور ڈرم کے پیچھے سے نکل کر سائمن کو للکارا۔۔۔حسان بھی اس کے ساتھ ہی کھڑا ہوا تھا۔۔۔سائمن اور باقی دونوں لڑکے حواس باختہ سے گھومے اور اسی اثنا میں اس لڑکی پر ان کی گرفت ڈھیلی پڑی۔۔۔وہ بجلی کی تیزی سے یسار اور حسان کی اور بھاگی اور ان کے قریب سے نکلتی چلی گئی۔۔۔۔یسار کے پاس سے گزرتے ہوئے اس کے منہ سے بے ساختہ "جزاک اللہ" نکلا تھا۔۔۔

سائمن، یسار اور حسان کو پہچان چکا تھا۔۔اس کی آنکھوں میں شیطانی چمک تو ہمیشہ سے تھی اسوقت وہ خباثت سے مسکرا بھی دیا۔۔۔تازہ تازہ ہار کا غم لگا تھا جسے غلط کرنے کے لئے ہی یہاں آئے تھے یہ تینوں۔۔۔یہ لڑکی انہیں ہاسپٹل سے نکلتی دکھائی دی تھی، وہیں سے اس کا پیچھا کرتے وہ مین روڈ تک آئے تھے۔۔۔وہاں پر کیب کے انتظار میں وہ کچھ دیر کھڑی رہی تھی جب تینوں نے اسے آس پاس منڈلا کر ہراساں کر دیا۔۔۔رفتہ رفتہ انہوں نے درمیانی فاصلہ بھی گھٹانا شروع کیا تو وہ لڑکی گھبرا گئی اور ایک سمت کو چل دی۔۔۔یہ تینوں اس کے پیچھے ہو لئے۔۔۔۔لڑکی ان کے شر سے بچنے کی خاطر اندھا دھند بھاگ کھڑی ہوئی مگر ان تینوں نے خباثت یہ کی کہ اسے دو الگ الگ راستوں سے گھیرا اور اس بند اسٹریٹ تک لے آئے۔۔۔۔۔اس کی قسمت اچھی تھی کہ یسار اور حسان غیبی مدد بن کر وہاں پہنچ گئے تھے اور اس لڑکی کو فرار ہونے کا موقع مل گیا تھا۔۔۔۔سائمن پہلے ہی بھرا اسانڈ بنا پڑا تھا اب تو مزید ڈکراتا ہوا ان دونوں کے سامنے آیا۔۔۔حسان کو نا جانے کیوں لگ رہا تھا کہ اسے کوپ کو کال کر دینی چاہیئے۔۔۔اسے سائمن کے اطوار اچھے نہیں لگ رہے تھے۔۔۔.تینوں بدقماشوں نے پی رکھی تھی مگر ہوش کھوئے نہیں تھے۔۔۔حسان نے طریقے سے سائمن سے بات کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔

"دیکھو سائمن۔۔۔ ہمارا تمہارے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں لیکن تمہیں کم از کم ایسی حرکت کرتے شرم آنی چاہئیے۔۔۔۔ میں نے پولیس کال دے دی ہے، بہتر ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ اور گھر جا کر آرام کرو تا کہ تمہارے دماغ کو سکون مل سکے۔۔۔۔!" حسان نے پولیس کا ڈراوا دینے کی کوشش کی تھی۔۔۔

"سائمن اس دن آرام نہیں کرتا جب وہ ہار جائے۔۔۔ اس دن وہ اپنی شکست کو بھلانے کے لئے وہی کرتا ہے جو آج اور ابھی کرنے والا تھا۔۔۔ مگر اس کی وجہ سے وہ لڑکی بھاگنے میں کامیاب ہو گئی۔۔۔!" سائمن کا اشارہ یسار کی طرف تھا جو ابھی بھی اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"یار۔۔۔ مجھے گڑبڑ لگ رہی ہے۔۔۔ میں ان کا دھیان بھٹکاتا ہوں، تم بھاگو۔۔۔ یار۔۔۔ سن رہا نا میری بات۔۔۔!" حسان نے سائمن کے تیور دیکھتے ہوئے یسار کے کان میں سرگوشی کی لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوا۔۔ حسان زچ ہوتے ہوئے دو قدم آگے آیا اور سبھاؤ سے سائمن کو بولا۔۔۔

"یہ تمہاری غلط فہمی ہے سائمن۔۔ ہم نے اس لڑکی کو نہیں بھگایا بلکہ ہماری جگہ کوئی بھی یہاں آجاتا تو اسے فرار کا موقع مل ہی جاتا۔۔۔!" اس نے دانستہ "ہم" کہا تھا تا کہ سائمن کا دھیان یسار سے ہٹ سکے مگر اس کی ایسا کرنے کی نیت ہی نہیں تھی۔۔۔ وہ اپنے

دونوں ساتھیوں کے کان میں کچھ کہتا ہوا ان کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔ حسان نے یسار کو دھکا دیا اور اپنی زبان میں بولا۔۔۔ "بھاگو یار۔۔۔ تمہیں پتا نہیں چل رہا کہ وہ تمہارا دشمن بنا ہوا ہے۔۔۔ بھاگو۔۔۔!"

"میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا سانی۔۔۔ جو ہو گا دیکھی جائے گی۔۔۔ آج اس کا قصہ بھی نمٹا لیتے ہیں۔۔۔!" یسار نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔۔۔ حسان کو اب شدت سے افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے پولیس کو بروقت کال کیوں نہیں کی۔۔۔

سائمن کے دونوں ساتھیوں نے انہیں ارد گرد سے گھیر لیا تھا۔۔۔۔وہ اور یسار بلکل الرٹ کھڑے تھے۔۔۔ مگر اگلے ہی پل جو ہوا وہ ان کی توقع کے برعکس تھا۔۔۔ سائمن نے جیب سے چوڑے پھل والا چاقو نکالا تھا اور اسے لہراتا ہوا یسار کی جانب بھاگا تھا۔۔۔ اس کے باقی دونوں ساتھی حسان پر پل پڑے تھے۔۔۔۔ حسان اتنا ہلکا نہیں تھا کہ اسے یونہی مار گراتے سو زبردست لڑائی شروع ہو چکی تھی۔۔۔ یسار، سائمن کے وار سے بچ کر اسے پنچ اور لاتیں رسید کر رہا تھا۔۔۔ سائمن یقینی طور پر چاقو سے اس پر جان لیوا حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر یسار ابھی تک اس کا ہر وار روکے ہوئے تھا بلکہ ایک زوردار کک اس کے جبڑے پر رسید کی تھی جس نے سائمن کے چودہ طبق روشن کر دئے تھے۔۔۔ اس کے ناک اور منہ دونوں خون آلود ہو چکے تھے۔۔۔ یسار اور حسان دونوں ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔ مگر حسان بیک وقت دو سے نبرد آزما تھا۔۔۔ ایک پل کی چوک ہوئی، حسان کی گردن پر لات پڑی اور وہ اوندھے منہ سڑک پر جا گرا۔۔ سائمن کے ساتھیوں نے موقع غنیمت جان کر یسار کو پیچھے سے آکر بازوؤں سے دبوچا اور سائمن نے ایک غلیظ قہقہہ لگاتے ہوئے فضا میں چاقو بلند کیا اور یسار کے پیٹ میں گھونپ دیا۔۔۔!

سب کچھ ساکت ہو گیا۔۔ پورے ماحول نے جیسے چپ کی بکل مار لی۔۔۔ یسار جو سائمن کے وار کرنے سے پہلے ہی کلمہ پڑھ کر آنکھیں میچ چکا تھا، اس نے ہولناک کراہوں کے بیچ دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔۔۔ اگلا پل اس کی روح فنا کر گیا۔۔۔ اس کے پیروں میں حسان خون سے لت پت ہوا پڑا تھا اور چاقو ابھی بھی اس کی پسلیوں کے پار گڑا پڑا تھا۔۔۔ اس کی بھینچی بھینچی دردناک آواز یسار کے حواس چھین لے گئی۔۔۔ ناجانے کس لمحے وہ اس کے آگے آیا تھا اور اس کی بلا اپنے سر لے لی تھی۔۔۔ سائمن اور اس کے حواریوں کے لئے یہ بلکل غیر متوقع تھا۔۔ حسان سے ان کی کوئی دشمنی نہیں تھی۔۔ مارنا وہ یسار کو

چاہتے تھے مگر عادی قاتل نہیں تھے۔۔۔غصے میں انتہائی حملہ تو کر دیا تھا پر اب خون میں تڑپتے حسان کو دیکھ کر وہ بری طرح بوکھلاتے ہوئے بھاگ نکلے تھے۔۔۔۔یسار پھٹی پھٹی آنکھوں لئے ایک جھٹکے سے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اور مدھم مدھم سانسیں لیتے حسان کا سر اپنی گود میں رکھ کر بچوں کی طرح حلق پھاڑ کر رونے لگا۔۔۔وہ چلا رہا تھا۔ مدد کے لئے آوازیں لگا رہا تھا مگر یہ ایریا ایسا نہیں تھا کہ یہاں پبلک اکٹھی ہو جاتی۔۔۔یسار نے تکلیف کی شدت سے آنکھیں میچے حسان کو کرلاتے ہوئے کہا۔۔۔

"سانی۔۔۔میری جان بے ہوش مت ہونا۔۔۔میں۔۔۔میں ابھی ایمبولینس کو کال کرتا ہوں، بس تم ہوش مت کھونا۔۔۔!"

اس نے فوراً جیبیں ٹٹولیں، اس کا سیل اس کے پاس نہیں تھا۔۔۔اسے یاد آیا حسان نے اس کا سیل لے لیا تھا۔۔۔یسار کانپتے ہاتھوں سے اس کی پینٹ کی پاکٹس کھنگالنے لگا جو خون سے تربتر تھیں مگر موبائل وہاں بھی نہیں تھا۔۔۔یقیناً ہاتھا پائی میں سیل فون کہیں گر چکا تھا۔۔۔۔وہ اٹھا، حسان کا سر نرمی اور عجلت میں نیچے رکھا اور سڑک کی اور بھاگا۔۔۔اونچی اونچی آواز میں ہیلپ، ہیلپ کی آوازیں لگاتا وہ اکا دکا گزرنے والی گاڑیوں کو بھی ہراساں کر گیا۔۔۔اس کے چہرے سے ٹپکتی وحشت دیکھ کر کوئی بھی گاڑی روکنے پر آمادہ نا ہوئی۔۔۔وہ آسمان کی طرف منہ کئے بلک اٹھا۔۔۔ایک بار پھر پلٹ کر فاصلے پر بے حس و حرکت پڑے حسان کو دیکھا اور اونچی آواز میں اسے پکارے گیا۔۔۔

"سانی۔۔۔مرنا نہیں۔۔۔مرنا نہیں میرے یار۔۔۔تیرا یار مر جائے گا۔۔۔تجھے اپنے یار کا واسطہ مرنا نہیں۔۔۔میں تجھے بچا لوں گا سانی۔۔۔مت جانا مجھے چھوڑ کر۔۔۔۔!"

اور عین اسی لمحے دور سے ایمبولینس سائرن بجاتی آتی دکھائی دی تھی۔۔۔شائد نہیں یقیناارد گرد کسی اپارٹمنٹ سے کال گئ تھی۔۔۔یعنی لوگ بے خبر نہیں تھے،بے حس تھے۔۔۔۔کوئی تو تھا جس نے سارا جھگڑا اپنی بالکونی میں کھڑے ہو کر انجوائے کیا تھا اور جب معاملہ ہاتھ سے نکل گیا تو ایمبولینس کو کال کر دی گئ تھی۔۔۔پولیس ابھی بھی نہیں آئی تھی۔۔۔یسارنے ایمبولینس کے آنے پر بے تابانہ شکر ادا کیا تھا۔۔۔ آنسوؤں کی دبیز تہہ لئے وہ دیوانہ وار بلکل سامنے سے آتی ایمبولینس کی جانب بھاگا جیسے اسے خدشہ ہو کہ وہ کہیں اور نا چلی جائے۔۔۔وہ بھاگتے ہوئے ایمبولینس کو دونوں بازو اٹھا اٹھا کر اشارہ کر رہا تھا اور جب وہ اس سے چند فٹ کے ہی فاصلے پر تھا تو دائیں طرف سے آتی تیز رفتار گاڑی کی زد میں آگیا تھا۔۔۔وہ گاڑی سے ٹکرایا اور فضا میں قلابازی کھاتا پوری طاقت سے اڑتا ہوا فٹ پاتھ پر گرا،اس کے کنارے لگی لوہے کی گرل سے اس کا سر ٹکرا گیا۔۔۔۔سر سے خون کا فوارہ نکلا تھا جو فٹ پاتھ کو تیزی سے رنگین کرنے لگا۔۔۔ایبولینس وہیں رک گئ تھی۔۔۔اس کی ماؤف ہوتی سماعتوں نے اپنی طرف آتے بھاگتے قدموں کی آوازیں سنی تھیں مگر اس کی بند ہوتی آنکھوں نے محض یہ دیکھ کر تسلی کر لی تھی کہ دور پڑے حسان تک بھی ایبولینس کا عملہ پہنچ چکا تھا۔۔۔۔اس کی ڈوبتی دھڑکنوں کو یہ آخری احساس تھا جو تقویت دے گیا تھا۔۔۔اس کے بعد اس نے سکون سے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔۔۔۔!

وہ گہری نیند سے ہڑبڑا کے جاگا تھا۔۔۔۔شائد کوئی خواب دیکھا تھا،ڈراؤنا خواب۔۔۔اس کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔سردی کے موسم میں بھی وہ پسینے میں بھیگ گیا تھا۔۔۔کافی عرصہ ہو گیا تھا وہ راتوں کو اکثر کسی بدصورت خواب کے زیر اثر گھبرا کے اٹھ جاتا تھا۔۔۔جس بھیانک حادثے سے دوچار

ہونے کے بعد وہ پاکستان آیا تھا، اس حادثے کی یاد خوف بن کر اب بھی اس کا پیچھا کرتی تھی۔۔۔اس کے اندر سے جینے تک کی رمق چھین لیتی تھی۔۔۔یہاں آنے کا مقصد بھلے ہی کچھ اور تھا مگر اس کی آڑ میں وہ اپنی یاداشت سے بیتے منظر بھی کھرچنا چاہتا تھا۔۔۔خان اللہ یار خان کے دل پر کمند ڈل چکی تھی۔۔۔وہ اس چٹانی چوٹی کو سر کرنے میں کامیاب بھی ہو رہا تھا مگر جوں جوں وہ نرم ہو رہے تھے اس کا دل سکڑ تا جا رہا تھا۔۔۔یہ سب کچھ اس سے ہینڈل کرنا مشکل ہو تا جا رہا تھا۔۔۔۔اس کا دم گھٹنے لگا تھا اس ماحول میں۔۔۔وہ اپنے سینے کو مسلتا ہوا بستر سے نکل کر کمرے کی کھڑکی کھول کر کھڑا ہو گیا۔۔۔باہر یخ ہوا چل رہی تھی مگر اسے خوشگواریت کا احساس ہوا۔۔۔۔چند لمبے لمبے سانس لینے کے بعد اس نے گردن اٹھا کر دھند میں لپٹی فضا کو دیکھا تو کیلیفورنیا کی کئی دھند آلود صبحیں ذہن کے پردے پر نمودار ہوئیں جن میں دو یاروں کی یاری اور جان لٹانے کی حد تک ایک دوسرے سے محبت کی گواہ تھیں۔۔۔وہ بے فکر قہقہے اور باسکٹ بال کی چھینا جھپٹی۔۔۔کچن میں نت نئے تجربے اور برتنوں کی آزمائش۔۔۔راتوں کو دیر سے گھر آنے پر دوسرے کا خاموشی سے انٹر کام سے لاک کھولنا۔۔۔ایک دوسرے کے حصے کی ڈانٹ کھانا اور پھر گدی پر رکھ کے چماٹ لگانا۔۔۔۔

"آہ۔۔۔۔!" ایک آنسو بے اختیار ہو تا اس کی آنکھ سے نکل کر بہتا ہوا ہونٹوں کی درز میں آرکا۔۔۔وہ مرد تھا، بہت کم رویا تھا مگر جب سے اس کا یار اس سے بچھڑا تھا وہ روز روتا تھا۔۔۔اس کا دل بے طرح اداس ہو گیا۔۔۔گھڑی میں وقت دیکھ کر اس نے کیلیفورنیا عباد لودھی کو ویڈیو کال کی تھی۔۔۔۔اس وقت اسے صرف اور صرف انہی کی ضرورت تھی۔۔۔۔بھری دنیا میں ایک وہی تھے جو اس کا درد بانٹ سکتے تھے۔۔۔۔!

پورچ میں ہنی نے آسمان سر پر اٹھا رکھا تھا۔۔۔ آج اس کا کالج کا پہلا دن تھا اور رضا سے گاڑی اسٹارٹ نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ انجن میں کوئی گڑبڑ تھی۔۔۔ قریب ہی سلسبیل بھی سپاٹ چہرہ لئے کھڑی تھی، اسے بھی اپنے کالج سے دیر ہو رہی تھی مگر وہ اتنی بے چین نہیں تھی یا شائد اس کے تاثرات ہی سرد ہو چکے تھے۔۔۔ جب بار بار کوشش سے بھی گاڑی اسٹارٹ نہیں ہوئی تو رضا جھنجھلا کے اسٹئیرنگ ویل پر ہاتھ مارتا باہر نکل آیا۔۔۔ اسی پل چوکیدار نے گیٹ کھولا تو یسار ہاتھ میں ایک آدھ شاپرز پکڑے اندر آیا۔۔۔ سلسبیل کی نگاہ اٹھی اور اسی پر ٹھہر گئی۔۔۔ سفید شلوار قمیض کے اوپر نیوی بلو جیکٹ پہنے اور آستینیں اوپر چڑھائے وہ بہت کیثول اور ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔۔ سلسبیل ایک ٹک اسے دیکھے چلی گئی۔۔۔ یسار نے اس کی محویت بھانپ کر بمشکل مسکراہٹ دبائی اور چلتا ہوا ان کے پاس آ کھڑا ہوا۔۔۔۔ ہنی نے فورا سکون کا سانس لیا اور شکر ادا کرتے ہوئے بولی۔۔۔

"بڑے نیک وقت آ گئے آپ یسار لالہ۔۔۔۔ یہ گاڑی کو پتا نہیں رضا لالہ نے کیا کر دیا، میرا کالج میں فرسٹ ڈے ہے اور میں پہلے ہی دن لیٹ ہوں۔۔۔۔!"

ہنی رضا کو لالہ کہتی تھی اور اب یسار کو بھی۔۔۔ سلسبیل کو اس کا ایسا کہنا بلکل نہیں بھاتا تھا۔۔۔ یسار نے اس کی بات سن کر بھویں اچکاتے ہوئے رضا سے دریافت کیا۔۔۔

"اینی پرابلم رضا۔۔۔ یہاں کیوں کھڑے ہو سب۔۔۔؟" اس نے بنظر غائر سبھی کو دیکھا تو اکتاہٹ کا مارا رضا روہانسا ہوتے ہوئے بولا۔۔۔

"یسار بھائی گاڑی نہیں اسٹارٹ ہو رہی۔۔۔اور یہ ہنی کی چخ چخ نے سر درد لگا دیا مجھے۔۔۔ سلسبیل آپی الگ لیٹ ہو رہی ہیں۔۔۔بلکہ ہم سب ہی لیٹ ہو رہے ہیں۔۔۔۔مجھے داجی نے آدھے گھنٹے میں فیکٹری نکلنے کے لئے کہا ہے، میرا وہاں پہنچنا بھی بہت ضروری ہے۔۔اب ان لوگوں کو چھوڑتا ہوں پہلے تو خود کبھی بھی ٹائم پر نہیں پہنچ سکوں گا اور اگر ایسا ہوا تو داجی مجھے چھوڑیں گے نہیں۔۔پہلے ہی وہ کاروباری معاملات کو لے کر بے حد پریشان ہیں۔۔۔۔!" اتنی تفصیل میں سوائے آخری بات کے یسار کو قابل توجہ کوئی دوسری بات نہیں لگی تھی مگر اس بارے میں پوچھنے کا ارادہ کسی اور وقت پر ٹال کر وہ ہاتھ میں تھامے شاپر رضا کو تھماتے ہوئے خود بونٹ کھول کر اس پر جھک گیا۔۔۔

"ان میں داجی کی دوائیاں ہیں، باہر جا رہا تھا سوچا خود ہی لے آؤں۔۔۔تم انہیں اندر پہنچا دو۔۔۔!"

بونٹ پر جھکے جھکے ہی اس نے رضا سے کہا تو رضا نے چوکیدار کو اشارے سے بلا کر شاپرز اس کے حوالے کئے اور اندر بھیجنے کو کہا۔۔۔وہ سر ہلاتا چلا گیا۔۔۔مزید دو تین منٹ بعد یسار نے سر اٹھا کر رضا سے گاڑی اسٹارٹ کرنے کو کہا۔۔۔رضا نے اگنیشن میں چابی گھمائی تو وہ یکدم اسٹارٹ ہو گئی۔۔۔مارے خوشی کے ہنی اچھل پڑی۔۔رضا بھی شکر کا کلمہ بولتا باہر نکلا اور اس کا شکریہ ادا کرنے لگا۔۔۔یسار نے نظر بچا کر داد طلب نظروں سے سلسبیل کو دیکھا تو اس نے نخوت سے زیر لب ہونہہ کہہ کر منہ پھیر لیا۔۔۔یسار کا جی چاہا کہ اس لڑکی کو گاڑی میں پٹخے اور قریبی نہر میں بہا آئے۔۔۔وہ اب اس کے صبر کا بے حد امتحان لینے لگی تھی۔۔۔رضا نے التجائیہ یسار سے کہا۔۔۔

"یسار بھائی پلیز آپ ہنی اور آپی کو کالج چھوڑ دیں، میں فیکٹری جاتا ہوں ورنہ بہت گڑبڑ ہو جائے گی۔۔۔پلیز۔۔۔!"

سلسبیل کی تنبیہی نظروں سے نظر چراتے ہوئے رضا نے گاڑی کی چابی یسار کے ہاتھ میں تھمائی اور خود گھر کے اندر ضروری کاغذات لینے چلا گیا۔۔۔رضا کے پاس ہیوی بائیک تھی اور وہ زیادہ تر اسی پر آتا جاتا تھا۔۔۔ہنی فورا اندر بیٹھ گئ مگر سلسبیل ٹس سے مس نا ہوئی۔۔۔یسار نے اسے استفہامیہ نظروں سے دیکھا اور بیٹھنے کا اشارہ کیا تو اس نے بھی جوابا چڑ کر نا بیٹھنے کا اشارہ کر دیا۔۔۔۔(ایک تو اس شخص کو ہر دوسری بات اشاروں میں کہنے کی عادت ہے۔۔۔)

"دیکھو۔۔۔میں پاگل تو ہوں نہیں کہ تم جیسی پلی پلائی کو ہیرو بنتے ہوئے گاڑی میں اٹھا کے بٹھا دوں کیونکہ اتنا وزن اٹھانے سے میں خود بیٹھ سکتا ہوں۔۔۔مگر یہ ضرور ہے کہ تم اگر شرافت سے نا بیٹھی تو اس دن ایک پینٹنگ خراب کی تھی اب کے تمہاری ایگزیبیشن میں رکھی جانے والی ساری پینٹنگز کے کمرے کی چابی اتفاق سے میرے ہاتھ کل ہی لگی ہے اور اتفاق سے مجھے پتا ہے کہ کیروسین آئل اگر پینٹنگز پر گر جائے تو ان کا بیڑہ غرق بھی ہو جاتا ہے اور اتفاق سے اگر تیل گرا کر ان کو شعلہ دکھایا جائے تو وہ بلکل تمہاری طرح بھڑک بھی اٹھتی ہیں۔۔۔۔۔!"

اتنا کہہ کر یسار ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا اور ہارن پر ہاتھ رکھ دیا۔۔۔۔سلسبیل کو تو سوجھ نہیں رہا تھا کہ وہ اس کے نازک وجود کو پلا پلایا کہنے پر اس کا سر پھاڑے یا اس کی پینٹنگز غرق کرنے کی دھمکی پر۔۔۔۔زچ ہوتے ہوئے وہ پیر پٹختی گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھی اور اس شدت سے دروازہ مارا کہ یسار نے ایک پل کو آنکھیں میچ کر اسے دوبارہ دیکھا۔۔۔اسے لگا یہ دروازہ اس کے ہی منہ پر مارا گیا ہے لیکن سلسبیل کا تپا تپا سرخ و سفید چہرہ دیکھ کر وہ اپنی مسکراہٹ روک نہیں سکا تھا۔۔۔۔۔یہ لڑکی بلاٹنگ پیپر کی طرح اس کی توجہ جذب کرتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔!

ہنی کو کالج کے باہر اتار کر وہ سلسبیل کے کالج کے روٹ پر گاڑی ڈال کر گاہے بگاہے اس کے چہرہ دیکھنے لگتا تھا۔۔۔۔ سلسبیل اس کی نظریں اپنے چہرے پر صاف محسوس کرتی زچ ہو رہی تھی مگر رخ پھیر کر اسے دیکھا نہیں تھا۔۔۔یسار نے ہاتھ بڑھا کر ڈیک آن کیا تو ایک چیختا چنگھاڑتا انگریزی گانا گاڑی میں گونجنے لگا۔۔۔یہ رضا کی تھرڈ کلاس چوائس کے عین مطابق تھا۔۔۔بھلے اسے خود بھی یہ گانا سماعت پر سخت ناگوار گزر رہا تھا مگر وہ سلسبیل کے چیرے کے بگڑتے زاویوں سے حظ اٹھا رہا تھا۔۔۔اس نے ہاتھ بڑھا کر والیوم کم کیا، یسار نے پھر تیز کر دیا۔۔۔دوبارہ پھر سہ بارہ یہی عمل دہرایا گیا تو سلسبیل نے سی ڈی نکالی اور شیشہ کھول کر باہر اچھال دی۔۔۔۔یسار دل ہی دل میں "سوپر لیڈی" کہہ کر رہ گیا۔۔۔۔گاڑی میں اب قدرے سکون تھا مگر یسار اتنی سست روی سے چلا رہا تھا کہ سلسبیل دعوی سے کہہ سکتی تھی کہ اس سے جلدی وہ پیدل پہنچ سکتی ہے۔۔۔

"اب اگر تمہارا ارادہ خود کو باہر پھینکنے کا ہے تو یہ غلطی مت کرنا۔۔۔کیونکہ اگر تم نے ایسا کیا تو تم یقین کرو کہ میں سچ میں کچھ نہیں کروں گا۔۔۔۔!"اس کے چہرے سے اس کا ارادہ بھانپ کر یسار نے اسے اپنے بھی ارادے سے آگاہ کیا تو وہ جی جان سے جل گئی۔۔۔

"میں خود کو کیوں پھینکوں گی۔۔۔آپ کو نا دھکا دے دوں۔۔۔لیکن سوری۔۔۔۔۔"اپنے ماتھے کو متافسانہ ذرا سا چھو کر بولی"میں بھول جاتی ہوں کہ آپ کو اپنی زندگی سے لوگوں کو فالتو سامان سمجھ کر پھینک دینے کی عادت ہے۔۔۔۔!"

اس کی بات پر یسار کی تیوریوں پر بل پڑ گئے۔۔۔اسے بہت برا لگا تھا اس کا ایسا کہنا۔۔۔اس نے ایک شکایتی نظر اس پر ڈالی مگر وہ گاڑی سے باہر ٹریفک دیکھنے میں مگن ہو چکی تھی۔۔۔آف وائٹ اسکارف کے ہالے میں

اس کا سفید اور گلابی چہرہ موتیئے کے تھال میں رکھا گلاب کا پھول دکھتا تھا۔۔۔وہ فسوں خیز حسن کی مالک تھی،یسار نے دل سے اعتراف کیا۔۔۔۔ مگر اس کی بات کے رد عمل میں غصے کا اظہار لازمی سمجھتے ہوئے بولا۔۔۔

"آج مجھے بتا ہی دو لڑکی کہ میں آخر ایسا کیا جرم کر بیٹھا ہوں کہ جس دن سے میں یہاں آیا ہوں تم ہر وقت ہتھیار تیز کئے مجھ پر آزمانے کو تیار رہتی ہو۔۔۔۔۔!"

اس نے گاڑی کالج کے گیٹ کے آگے روک دی تھی مگر جواب کا منتظر تھا

"یہ تو آپ خود سے پوچھیں۔۔۔ ضمیر نام کی کوئی شے اندر ہو گی تو فوراً جواب مل جائے گا۔۔۔۔!"وہ بے رخی سے کہتی گاڑی سے اترنے لگی تو دوپٹے کو جھٹکا لگنے سے واپس سیٹ پر گری۔۔۔۔

"اپنی حد میں رہیں۔۔۔۔۔"وہ تلملاتے ہوئے کہتے کہتے چپ ہوئی تھی۔۔۔اسے لگا تھا کہ یسار نے اس کا پلو کھینچا ہے مگر اس کے دوپٹے کا ٹسل سیٹ کے ساتھ الجھ گیا تھا جبکہ یسار دائیں کہنی دروازے کے شیشے سے ٹکائے ٹھوڑی سہلا رہا تھا،دوسرا بازو ساتھ والی سیٹ بیک پر پھیلا رکھا تھا۔۔۔وہ لطف لیتی نگاہوں سے اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا پھر ابروؤں سے ہی اسے دوپٹہ چھڑانے کا اشارہ کیا۔۔۔ سلسبیل نے غصے میں بے رحمی سے ٹسل کھینچنا چاہا مگر اس سے پہلے ہی یسار نے ایک طویل سانس خارج کر کے نرمی سے اس کا دوپٹہ چھڑایا اور چھوڑ دیا۔۔۔وہ سرد مہری سے اسے تکتی آواز کے ساتھ دروازہ بند کرتی چلی گئ۔۔۔۔یسار اس کے اوجھل ہونے تک اسے محویت سے تکتا رہا پھر یکدم اسے کوئی خیال آیا اور اپنا موبائل نکال کر اس نے فیس بک کا وہ اکاؤنٹ اوپن کیا جس میں سلسبیل ایڈ تھی۔۔۔ میسنجر اوپن کر کے اس نے میسجز دیکھنے شروع کیے تو

جیسے اس کا سر گھوم کر رہ گیا۔۔۔وہ آنکھیں پھاڑے لاسٹ میسج کو دیکھ رہا تھا جو اس اکاؤنٹ سے سلسبیل کو بھیجا گیا تھا۔۔۔

"مجھے جذبات کے اظہار میں بخل سے کام لینا کبھی اچھا نہیں لگا سلسبیل۔۔۔لیکن اب مجھے محسوس ہونے لگا ہے جیسے یہ تعلق یکطرفہ ہے،اسے نبھانے میں تمہیں نا کوئی دلچسپی ہے نا شوق۔۔۔وگرنہ مجھے اس قابل تو ضرور سمجھتی کہ ماموں کی ڈیتھ کی اطلاع دے دیتی۔۔۔تو آج میں تمہیں اس زبردستی کے احساسات سے عاری بندھن سے آزاد کرتا ہوں۔۔۔خوش رہو۔۔۔تمہارے لئے ہمیشہ دعاگو رہوں گا۔۔یسار عباد!"

دھت تیرے کی۔۔۔۔اسے یاد تھا کہ اس کے بعد سلسبیل کو منانے کے لئے معذرتی میسج بھی کیا گیا تھا مگر وہ اپیئر نہیں ہوا تھا مطلب کہ وہ ٹائپنگ بار میں ہی پڑا رہ گیا اور چونکہ کافی ماہ سے یہ اکاؤنٹ بند تھا اس لئے ڈیلیٹ بھی ہو گیا۔۔۔اب وہ بے بسی سے اپنے بکھرے سلکی بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے خاصا مضطرب لگ رہا تھا۔۔۔اسے کسی نا کسی طرح سلسبیل کی غلط فہمی دور کرنا ہی تھی۔۔۔کیسے۔۔۔؟ یہ سوچ کر ہی اس کے ماتھے پر اتنی خنکی میں بھی پسینے کے قطرے ابھر ائے تھے۔۔۔اس نے بند مٹھی کو ہونٹوں پر دو تین بار نرمی سے مارا اور کچھ طے کرتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کر کے بیک گئیر پر ڈال دی۔۔۔۔۔!

وہ لاؤنج میں داخل ہوا تو ملازماؤں کی ہلکی پھلکی چہل پہل تھی اور لاؤنج میں زہرہ خاتون اور خان اللہ یار خان بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔۔۔یہ اسی کا کمال تھا کہ خان صاحب اب نا صرف زیادہ تر سب کے ساتھ سب کے بیچ پائے جاتے تھے بلکہ کبھی کبھی وہ فرمائش کر کے شام میں بھی پارک تک جانے کا کہنے لگے تھے۔۔۔وہ کہتے رضا یا زہرہ خاتون سے تھے مگر یسار جانتا تھا کہ وہ اب اسی کے ساتھ جانا پسند کرتے تھے۔۔۔۔تمام رستہ وہ ان

سے آرزو کی باتیں کرتا رہتا تھا پہلے پہل وہ اسے سختی سے چپ کروادیا کرتے تھے مگر اب وہ خاموش رہ کر سنتے تھے اور کئی باریسار نے ان کی آنکھوں میں نمی چمکتی دیکھی تھی۔۔۔۔وہ دھیمی چال چلتا ان کے قریب آرہا تھا جب اس کے کانوں میں زہرہ خاتون کی آواز پڑی، وہ وہیں تھم گیا۔۔۔

"خان! آپ ایک بار ولی محمد کو گھر بلا کر پوچھتے کیوں نہیں۔۔۔ کیوں ہر دوسرے دن فیکٹری چلا جاتا ہے۔۔۔رضا ابھی بچہ ہے خان، وہ اس سے دب جاتا ہے اور ولی محمد ہے کہ دیدہ دلیری سے آپ کی فیکٹری میں اپنے احکامات نافذ کئے جا رہا ہے۔۔۔میرا دل گھبراتا رہتا ہے خان۔۔۔ مجھے یہ سب ٹھیک نہیں لگ رہا۔۔۔!"

"پریشان تو میں بھی ہوں خانم۔۔۔ مگر میں ولی محمد کو شیر نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ اگر اسے پتا چلا کہ میں بے خبر نہیں تو وہ بلکل نڈر ہو جائے گا۔۔۔۔سوچ رہا ہوں کہ جیسے ہی میری طبیعت میں تھوڑی مزید بہتری آتی ہے تو رضا کو کہوں مجھے لے جایا کرے ساتھ۔۔۔ ایک یہ حل ہے ولی محمد کر لگام ڈالنے کا۔۔۔۔!" خان اللہ یار خان کے لہجے میں ڈولتے تفکر نے یسار کی پیشانی پر لکیریں نمایاں کر دی تھیں۔۔۔۔وہ لاتعلق نہیں رہ سکتا تھا لہذا سکون سے چلتا ان کے سامنے آیا۔۔۔ سلام کر کے زہرہ خاتون کے گال پر پیار کیا اور خان صاحب کا ہاتھ تھام کر بوسہ دیا۔۔۔۔ نشست پر بیٹھنے کے بعد اس نے دونوں کے چہروں کو بغور دیکھا جو اس کے آتے ہی چپ ہو گئے تھے۔۔۔۔

"کیا بات ہے آنیابی۔۔۔ کوئی مسئلہ ہے۔۔۔؟ ابھی داجی آپ سے کیا کہہ رہے تھے۔۔۔ کون ہیں یہ ولی محمد۔۔۔۔!" اس نے رسان سے زہرہ خاتون سے ہوچھا جو نظر چراتے ہوئے خان صاحب کو دیکھنے لگیں جیسے

اجازت مانگ رہی ہوں کہ بتائیں یا نہیں بتائیں۔۔۔۔۔ان کی بجائے۔خان اللہ یار خان کڑک دار لہجے میں گویا ہوئے۔۔

"تمہیں مداخلت کی ضرورت نہیں ہے لڑکے۔۔۔۔چار دن کے لئے آئے ہو پھر چلے جاؤ گے۔۔۔۔اپنے سب معاملات ہمیں خود ہی دیکھنے دو۔۔۔۔!" ان کے لہجے میں بچوں جیسا شکوہ جھلک دکھلا رہا تھا۔۔۔۔یسار نے مسکراہٹ دباتے ہوئے آنکھ کے اشارے سے زہرہ خاتون سے پوچھا تو وہ ہمت کر کے بولیں۔۔۔۔۔

" کیسی باتیں کرتے ہیں خان آپ۔۔۔۔آپ خود ہی تو کہتے ہیں یسار بلکل گھر کے فرد کی طرح ذمہ داریاں نبھاتا ہے۔۔۔۔" خان صاحب نے بے یقینی سے بیوی کو یوں دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں۔۔ "ہیں۔۔کب...!" مگر زہرہ خاتون نے ان کی طرف دیکھنے سے گریز کیا اور ہاتھ میں تھامی تسبیح ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولیں۔۔۔۔

"ولی محمد ان کا بھتیجا ہے یسار۔۔۔۔اسفند کے جانے کے بعد جب اچانک تمہارے داجی کو فالج ہوا تو اس نے اپنا فرض سمجھتے ہوئے وقتی طور پر فیکٹری کی ذمہ داری سنبھال لی۔۔۔۔رضا کھلنڈرا سا لڑکا تھا اسے ابھی تک کاروبار کی سمجھ بوجھ نہیں تھی اس لئے خان نے بھی اعتراض نا کیا۔۔۔۔ادھر ہم سب ان کی بیماری میں الجھے رہے اور وہاں ولی محمد نے کاروبار معا۔ملات میں من مانی شروع کر دی۔۔۔۔پھر ایک دن تنگ آ کر سپر وائزر کے ساتھ ایک دوور کر آئے اور انہوں نے خان کو خبر دار کیا کہ اگر جلد ہی کچھ کیا نا گیا تو ولی محمد فیکٹری پر مکمل قبضہ جما لے گا۔۔۔۔وہاں بہت کچھ ہے جو وہ بدل چکا ہے لہذا خان نے رضا کو فیکٹری بھیجنے کا فیصلہ کیا۔۔۔سپر وائزر اور مینیجر کی مدد سے رضا تھوڑے ہی عرصے میں اس قابل ہو گیا کہ ولی محمد کو فیکٹری کی باگ دوڑ واپس اس کے حوالے کرنی پڑی مگر اس کی نیت میں فتور آ چکا تھا۔۔۔۔اس نے حیلے بہانے سے رضا کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔۔۔اس کے آگے وہ بچہ ہی تو تھا، گھبرا گیا مگر خان نے ہمت بندھائے رکھی۔۔۔۔لیکن اب

صورتحال یہ ہے کہ ولی محمد بے دید ہو کر ہر دوسرے دن فیکٹری چلا آتا ہے اور رضا کے کاموں میں مداخلت کرتا ہے۔۔۔خان سے اس نے فیکٹری میں سے حصہ بھی مانگا ہے، کہتا ہے چچا کی جائیداد میں حق ہے میرا۔۔۔رضا کی غیر موجودگی میں فیکٹری کا مال اٹھوا کے اپنے گودام میں بھر چکا ہے۔۔۔تمہارے داجی پریشان ہیں کہ اس معاملے سے کیسے نمٹا جائے۔۔۔!"

زہرہ خاتون خاموش ہوئیں تو یسار نے خان صاحب کو دیکھا جو دونوں کہنیاں ویل چیئر کی ہتھی پر ٹکائے، دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اپنی پیشانی پر دباؤ ڈالے بیٹھے تھے۔۔۔یسار ایک پل کو حیران ہوا کہ اتنی تفصیل سے خالص ذاتی معاملہ شئیر کرنے پر خان اللہ یار خان خاموش کیسے ہیں۔۔۔پس ثابت ہو چکا کہ وہ اس کا وجود تسلیم کر چکے۔۔۔اس کو اپنے گھر کا فرد مان چکے۔۔۔۔یسار نے دل میں اٹھتی خوشی کو دباتے ہوئے خان صاحب کے ایک چٹکی لی۔۔۔۔۔

" ہمممم۔۔۔۔معاملہ تو پیچیدہ ہے آنیابی۔۔۔اصل میں اسفند ماموں فوت ہو چکے اور ان کی نظر میں چونکہ ماما سے لاتعلقی کے بعد ایک وہی تو داجی کی اولاد تھے تو جب وہ نہیں رہے تو ان کا حصہ بنتا ہے اس جائیداد میں۔۔۔"

"میری ایک اولاد ابھی زندہ ہے لڑکے۔۔۔۔۔میری بیٹی اسی دنیا میں سانس لے رہی ہے۔۔۔ سمجھے۔۔۔اور پھر میرا پوتا اور پوتیاں۔۔۔۔ان کا کیا۔۔۔؟" خان اللہ یار خان یکدم بھڑک کر بولے تو زہرہ خاتون نے ان کا ہاتھ سہلاتے ہوئے یسار کو ایسی بات نا کرنے کا اشارہ کیا۔۔۔ مگر وہ گرم لوہے پر چوٹ مار کر ہٹنا چاہتا تھا۔۔۔۔

"آپ کو کیا خبر کہ وہ اس وقت زندہ بھی ہیں یا۔۔۔۔۔" بات ادھوری چھوڑ کر وہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھے گیا۔۔۔خان صاحب نے غصے میں زہرہ خاتون کو حکم دیا۔۔۔

"اس سے کہیں خانم کہ میری نظروں کے سامنے سے دور ہو جائے۔۔۔اتنی جرات آج تم کسی میں نہیں ہوئی جس قدر نڈر ہو کر یہ میرے آگے حجتیں کرتا ہے۔۔۔!"

"میں آپ کو صرف احساس دلاتا ہوں کہ ابھی وقت بچا ہے، کھوئے ہوئے ڈھونڈ لیجئے، روٹھے ہوئے منا لیجئے ورنہ پچھتانے کی مہلت بھی نہی ملے گی۔۔۔۔۔میرا یقین کیجئے۔۔۔!" وہ اٹھ کر خان اللہ یار خان کے گھٹنوں کے قریب بیٹھ گیا تھا۔۔۔خان صاحب نے اس کے چہرے کو جانچا، وہاں التجائیں سر پٹخ رہی تھیں۔۔۔ان کا دل ایک لمحے کو پسیج گیا مگر اس انا کا کیا کرتے جس کے سہارے وہ اتنا زمانہ گزار آئے تھے۔۔۔۔۔انہوں نے منہ پھیر لیا۔۔۔یسار ایک افسردہ سانس خارج کرتا کھڑا ہوا اور زہرہ خاتون کو دیکھا جو تاسف سے خان صاحب کو دیکھتی سر جھٹک رہی تھیں۔۔۔۔یسار نے انہیں مخاطب کیا۔۔۔

"آنیابی کل سے میں رضا کے ساتھ فیکٹری جاؤں گا۔۔۔۔آپ فکر نا کریں مجھے ایسے معاملات ہینڈل کرنا آتے ہیں۔۔۔۔اگر بات زیادہ خراب ہوئی تو ہم لیگل اسٹیپ لیں گے۔۔۔۔۔ذرا میں ان کو اپنے درشن بھی کروا دوں تاکہ انہیں یہ احساس ہو جائے کہ رضا اکیلا نہیں۔۔۔۔۔!"

خان اللہ یار خان منہ پھیرے خاموش رہے، اسے توقع تھی کہ وہ اسے فیکٹری جانے سے سے منع کر دیں گے مگر انہوں نے کچھ بھی نہیں کہا۔۔۔۔زہرہ خاتون نے فرط جذبات سے اس کا ماتھا چوما اور اس کے سینے پر سر رکھ کر روتے ہوئے سرگوشی کی۔۔۔۔

"یسار۔۔۔میری آرزو کو ملا دو اس کے باپ سے کسی طرح۔۔۔۔۔میری بے گناہ بچی کی سزا ختم کروا دو ۔۔۔۔۔!"

"آپ دعا کریں بس۔۔۔۔دعا کریں کہ واقعی ان کی سزا ختم ہو جائے۔۔۔۔۔جس تکلیف اور اذیت میں وہ مبتلا ہیں، اس کا خاتمہ ہو جائے۔۔۔۔۔بہت کڑی سزا ملی ہے انہیں آنیابی۔۔۔وہ اس کی مستحق نہیں تھیں۔۔۔۔۔!" گو کہ اس کی آواز بھی کسی سرگوشی سے زیادہ بلند نہیں تبی مگر خان اللہ یار خان کی تیز سماعتوں نے یہ الفاظ سن لئے تھے۔۔۔۔۔ان کی سرخ ڈوروں والی آنکھیں میں پانی کی لکیر سی ابھری جسے انہوں نے پلکیں میچ کر مٹانے کی سعی کی مگر جس طرح ان کی سماعت قابل رشک تھی ویسے ہی یسار کی بصارت کمال کی تھی۔۔۔اس نے وہ پانی تحلیل ہونے سے پہلے دیکھ لیا تھا۔۔۔۔اسے بس قدرت کی طرف سے ملنے والے ایک موقع کا انتظار تھا جو یکلخت سب کچھ ٹھیک کر دے۔۔۔۔۔!

کچھ یادیں اذیت ناک ہونے کے باوجود سرور دیتی ہیں۔۔۔کیونکہ ان سے جڑے احساسات انسان کے لئے بے حد قیمتی ہوتے ہیں۔۔۔۔۔

وہ اپنے موبائل پر گیلری کھولے پرانی تصویریں دیکھ رہا تھا۔۔۔ہر تصویر اس کی آنکھوں میں سرخی سی بھر دیتی تھی مگر پھر بھی وہ بار بار دیکھتا تھا۔۔۔۔گزرا ہوا ہر پل اذیت ناک ہونے کے باوجود اس کے لئے قیمتی تھا۔۔۔ایک تصویر میں وہ سب ساتھ کھڑے تھے۔۔۔عباد لودھی، آرزو، زینیہ، وہ اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ موبائل بیڈ پر رکھ کر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا حالانکہ ابھی کچھ دیر پہے ہی وہ اپنے کمرے میں آرام کی غرض سے آیا تھا۔۔۔آج کا سارا دن مصروف گزرا تھا۔۔۔وہ رضا کے ساتھ فیکٹری گیا تھا اور وہاں جا کر اسے

احساس ہوا کہ بہت سی چیزوں میں گھپلے ہو رہے ہیں۔۔۔ رضا کی ناتجربہ کاری فیکٹری کی ساکھ کو سخت نقصان پہنچا رہی تھی اوپر سے ورکرز کی من مانیاں اور ملازم ہوتے ہوئے بھی رضا پر دباؤ ڈالنا۔۔۔ یہ سب کس کی شہ پر ہو رہا تھا، سمجھنا مشکل نہیں تھا۔۔۔ اور پھر اس کی ملاقات ولی محمد سے بھی ہو ہی گئی۔۔۔۔ وہ رضا کے ساتھ مینوفیکچرنگ ایریا وزٹ کر رہا تھا جب اس نے سفید کڑ کڑاتے سوٹ میں کالی واسکٹ پہنے ایک رعب دار سے آدمی کو سامنے سے آتے دیکھا۔۔۔ بنا تعارف کے بھی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ شخصیت ولی محمد صاحب کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی۔۔۔ ان کے آتے ہی رضا پر ایک عجیب سی بوکھلاہٹ طاری ہو گئی تھی۔۔۔۔ یسار نے آگے بڑھ کر بے حد تپاک سے اپنا تعارف کرواتے ہوئے ہاتھ ملایا جسے ولی محمد صاحب نے نہایت نخوت سے دو انگلیوں سے چھو کر چھوڑ دیا۔۔ وہ اسے کینہ توز نظروں سے دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔

"خیریت تو ہے۔۔۔ کیا چچا کو پوتے کی مردانگی پر شبہہ پیدا ہو گیا جو آج اس کے ساتھ نواسے کو نتھی کر کے بھیجا ہے۔۔۔۔!"

ان کی بات سن کر رضا کے کان خفت کے مارے لال ہو چکے تھے۔۔۔ یسار کو بھی ان کا انداز بے حد غیر مناسب لگا مگر برداشت کرتے ہوئے نرمی سے بولا۔۔۔۔

"جی نہیں۔۔۔ ایسا نہیں ہے۔۔۔ بلکہ داجی کا کہنا تھا کہ مجھے بھی رضا کے ساتھ یہاں آکر کام سیکھنا چاہئے تاکہ کل کو جب یہ فیکٹری ہم دونوں کے نام ہو تو مجھے اس کی باگ دوڑ سنبھالنی آتی ہو۔۔۔۔!"

ولی محمد کے چاروں طراف آگ سی لگ گئی تھی یہ بات سن کر۔۔۔ وہ تو کچھ اور پلان کر کے بیٹھے ہوئے تھے اور یہاں الٹی آنتیں گلے چڑھنے کو بے تاب تھیں۔۔۔ وہ دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتے ہوئے رضا سے مخاطب ہوئے۔۔۔۔۔

"اپنے داجی سے کہنا کہ ان کی عمر اونچی اڑانیں اڑنے کی نہی رہی اور تمہیں بھی زیادہ اوپر جانے کی ترغیب نا دیں۔۔۔ان کے پر تو کمزور پڑ چکے ہیں اور تمہارے کٹنے میں دیر ہی کتنی لگے گی۔۔۔!"

"سچ کہا آپ نے۔۔۔۔"یسار نے فوراً بیچ میں کود کر ان کا دھیان اپنی اور مبذول کیا۔" مگر آپ ایک بات بھول گئے۔۔۔نانا جان کے پر کمزور ہو چکے۔۔۔رضا کے کٹ سکتے ہیں مگر میرے پروں کا کیا جن تک رسائی پانا کوؤں کا کام نہیں کیونکہ میں عقاب ہوں۔۔۔میں پلٹ کر جھپٹنا بھی جانتا ہوں اور جھپٹ کر پلٹنا بھی۔۔۔۔اور ایک وار میں دشمن کو اندھا کرنا بھی مجھے آتا ہے۔۔۔۔!"

اپنی حد پہچانو لڑکے۔۔۔!"وہ غرائے اور آواز دبا کر اسے دھمکاتے ہوئے بولے" جہاں سے آئے ہو وہیں واپس چلے جاؤ۔۔۔یہی تمہارے لئے بہتر ہے ورنہ ایسا نا کہ تمہاری ماں تمہاری بھی آواز سننے کے لئے ترس جائے۔۔۔۔!" اپنی بات مکمل کر کے انہوں نے زوردار قہقہہ لگایا اور واپس مڑ گئے۔۔۔یسار کے تن بدن میں خون آگ کی لپٹوں کی طرح۔ شراٹے بھرنے لگا۔۔۔بیتے ہوئے کچھ مناظر کی ہولناکی اس کی آنکھوں کے پردوں پر ابھری مگر وہ ضبط کرتا رضا کے ساتھ آفس کی طرف چل دیا۔۔۔۔اس شخص سے نمٹنے کے لئے زبان کافی نہیں تھی۔۔۔ضرورت پڑی تو وہ ہر طریقے سے دو دو ہاتھ کر لے گا۔۔۔۔۔وہ رضا کے ساتھ سارا دن گزار کر گھر واپس آیا تھا جس سے رضا کو بے حد تقویت ملی تھی۔۔۔ورکرز نے بھی یسار کے تیور دیکھتے ہوئے جون میں رہ کر کام کیا تھا۔۔۔گھر واپسی پر اس نے راستے سے دو گجرے لئے تھے، پتا نہیں کیوں مگر ان پھولوں کو دیکھ کر اسے سلسبیل کا ہی خیال آیا تھا۔۔۔حالانکہ اب سے پہلے اس طرح کی چیز لینے کا ذرا تجربہ نہیں تھا اور نا ہی اس کا ارادہ انہیں سلسبیل کو دینے کا تھا پھر بھی اس نے خرید کر احتیاط سے لیپ ٹاپ کے بیگ کی فرنٹ پاکٹ میں رکھ لئے تھے۔۔۔اور اس وقت وہ اس کی نظروں کے بلکل سامنے تر و تازہ

حالت میں ڈریسنگ پر پڑے تھے۔۔۔وہ چلتا ہوا ان تک آیا، اس نے ان دونوں کو تھام کر کرتے کی جیب میں ڈالا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔۔۔اس کے ہونٹوں پر بڑی میٹھی مسکراہٹ تھی۔۔۔وہ نظر بچاتا سلسبیل کے کمرے کی طرف آیا مگر وہ اندر نہیں تھی۔۔۔بیسمنٹ، لان، بیک یارڈ ہر جگہ وہ سرسری تاثرات چہرے پر سجائے اسے کھوج آیا مگر وہ کہیں دکھائی نہیں دی۔۔۔اس کا دل یکدم بوجھل ہوا تھا۔۔وہ سلسبیل سے بات کرنا چاہتا تھا، اس کے دل میں پچھلی بدگمانیاں مٹانا چاہتا تھا۔۔۔اس گھڑی نا جانے کیوں اس کے دل میں اداسی پوری طرح پر پھیلائے اتر آئی تھی۔۔۔اسے ماما بابا بے طرح یاد آنے لگے۔۔۔وہ یونہی بے خیالی میں چلتا پچھلی طرف سے چھت کو جاتی سیڑھیوں سے چڑھتا اوپر چلا آیا۔۔۔صاف شفاف آسمان اور کھلا چھت یکدم اس کے مزاج ہر اچھا اثر چھوڑ گیا۔۔۔۔ٹھنڈی یخ ہوا جسم سے ٹکراتی تو اسے بے ساختہ کوئی یاد آ جاتا۔۔۔وہ سر جھٹکتا چند قدم آگے بڑھا تو چھت پر بنے چھوٹے سے کمرے کی دوسری طرف اسے کھٹر پٹر کی آوازیں سنائی دیں، وہ چونک گیا اور پھر متجسس سا دبے پاؤں چلتا وہاں تک آیا تو سلسبیل کو ایزل پر پینٹنگ رکھے اپنے دھیان میں گم پایا۔۔۔وہ پوری محویت سے کینوس پر رنگ بکھیرتی بڑی دلربا لگ رہی تھی۔۔۔اسے بے ساختہ ہنسی آئی۔۔۔بیچاری اس کے ڈر سے اب چھت پر آکر پینٹنگ بنا رہی تھی۔۔۔وہ خاموشی سے اس کے پیچھے آکر کھڑا ہوا اور چند ساعت دیکھتے رہنے کے بعد وہ بولا۔۔۔

"یوں اوپر آکر تمہیں لگا کہ تم مجھ سے چھپ گئی ہو۔۔۔؟میں تو زیر زمین بھی تمہیں اپنے سرہانے ملوں گا۔۔۔!"

ایک تیز چیخ سلسبیل کے حلق سے خارج ہوئی جس کا فوراً یسار نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر گلا گھونٹا۔۔۔سلسبیل نے سرعت سے اس کی ہتھیلی پر کاٹ لیا۔۔۔ہلکی سی سی کی آواز یسار کے منہ سے نکلی مگر اگلی زوردار آؤچ کی

آواز سلسبیل کی تھی کیونکہ یسار نے رد عمل کے طور پر پشت سے اس کی چوٹی کو جھٹکا دے دیا تھا۔۔۔۔ سلسبیل نے آؤ دیکھا نا تاؤ نیلے پینٹ کی ٹیوب پکڑی اور دوسرے لمحے یسار کے سفید بے داغ کرتے پر انتہائی گھٹیا نقش و نگار بہار دکھا رہے تھے۔۔۔۔ صدماتی نظروں سے ایک نظر اپنے کرتے کو دیکھنے کے بعد یسار نے فاتحانہ مسکراہٹ لئے اکڑی ہوئی گردن والی سلسبیل کو دیکھا اور رنگوں سے بھری پلیٹ میں ہاتھ مار کر سلسبیل کے چہرے پر رگڑ دیا۔۔۔۔ اب سارے چھت پر یسار کا جاندار قہقہہ چکرا رہا تھا اور سلسبیل بن دیکھے بھی اندازہ کر سکتی تھی کہ اس وقت اس کے چہرے کی کیا حالت ہو سکتی تھی۔۔۔۔۔ وہ روہانسی ہو کر ارد گرد متلاشی نظروں سے دیکھنے لگی کہ اب وہ ایسا کیا کرے جس سے اس کا بدلہ پورا ہو۔۔۔ اس کا بس چلتا تو یسار کو چھت کی سیڑھیوں سے دھکا دے دیتی مگر مٹھیاں بھینچے وہ غصے میں بل کھاتی مڑی اور نیچے جانے لگی تھی کہ یکدم یسار نے اس کا بازو تھام کر اسے روکا۔۔۔۔ وہ بے یقینی اور حیرت میں گھری رک تو گئ مگر مڑی نہیں۔۔۔۔ اسے یسار کی جرات نے گنگ کر دیا تھا۔۔۔۔

"مجھ سے نارضی ختم کر دو اب سلسبیل۔۔۔ میں پہلے ہی بہت سا بوجھ سینے پہ لئے گھوم رہا ہوں، اس پر سے اپنی خفگی کا بوجھ اٹھالو بس۔۔۔ باقی سب کو میں ڈھولوں گا۔۔۔۔۔!"

اس کے لہجے کی آزردگی نے سلسبیل کے دل کو تکلیف دی تھی، اس کی آنکھوں میں پانی جمع ہونا شروع ہو گیا۔۔۔ اس نے چند لمبے لمبے سانس کھینچے اور پلٹی۔۔۔۔ اس کا بازو ابھی بھی یسار کے ہاتھ کی گرفت میں تھا ۔۔۔۔ اس نے نرمی سے اپنا بازو چھڑایا اور بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔۔۔۔۔۔

"جس دن بابا کی ڈیتھ ہوئی، میں نے ماما کو آپ کے بارے مین سب بتا دیا تھا۔۔۔ وہ بہت خوش تھیں۔۔۔۔ آرزو پھپھو ہمارے گھر کا ایسا فرد تھیں جو کہیں نہیں تھیں پھر بھی ہر جگہ تھیں۔۔۔۔ میری ماما اور

پھوپھو فرسٹ کزنز بھی تھیں اور بیسٹ فرینڈز بھی، اس لئے ماما بے حد خوش تھیں اور انہوں نے یہ بات آنیابی کو بھی بتادی۔۔۔۔۔سب جیسے دوبارہ سے جی اٹھے۔۔۔۔آنیابی کا بس نا چلتا تھا کہ کس طرح یہ سب جلدی جلدی ہو جائے۔۔۔۔۔مگر اس دن کی شام بڑی اندوہناک تھی۔۔۔۔۔بابا شام میں داجی کے ساتھ روٹین میں فیکٹری سے گھر آئے تھے۔۔۔ماما نے انہیں کال کرر کھی تھی کہ شام میں آپ آئیں گے تو آپ کو سرپرائز دوں گی مگر بابا نے ہمیں سرپرائز کر دیا۔۔۔شام کی چائے سب داجی کے کمرے میں پیتے تھے۔۔۔ماما چائے لے آئیں مگر بابا ابھی تک اپنے روم سے نہیں نکلے تھے۔۔۔۔انہوں نے مجھے بلانے کو بھیجا۔۔۔۔میرا دل دھک دھک کر رہا تھا، ابھی ماما نے سب کے سامنے بات کرنی تھی تو نا جانے داجی کا کیا ری ایکشن ہوتا ۔۔۔۔۔میں اسی سوچ میں گم بابا کے کمرے میں داخل ہوئی تو زندگی کا سب سے بڑا سرپرائز انہوں نے ہمارے لئے تیار کر رکھا تھا۔۔۔۔وہ بیڈ پر آڑے ترچھے لیٹے تھے اور دایاں ہاتھ دل کے مقام پر رکھے بے حس و حرکت پڑے تھے۔۔۔۔میری چیخوں نے سارا گھر ہلا کر رکھ دیا۔۔۔اسی وقت داجی اور رضا ملازم کی مدد سے بابا کو گاڑی میں ڈال کر ہاسپٹل لے گئے۔۔۔۔مگر سب بے سود۔۔۔۔!

واپسی پر بابا کی ڈیڈ باڈی آئی تھی۔۔۔داجی کو اس صدمے سے ہاسپٹل میں ہی دل کا دورہ پڑا اور انہیں ایڈمٹ کرنا پڑا۔۔۔بعد ازاں ان کا نچلا دھڑ فالج کی وجہ سے مفلوج ہو گیا۔۔۔۔۔جوان بیٹے کی موت نے انہیں ادھ مرا کر دیا۔۔۔۔ہمارے گھر قیامت ٹوٹ پڑی۔۔۔۔میرے پیارے بابا جن کو میری یونی کی لڑکیاں میرا بڑا بھائی سمجھتی تھیں، یوں اچانک ہمیں چھوڑ گئے کہ ہمارے پاس ایک دوسرے کو دلاسہ دینے کے لئے لفظ ہی ختم ہو گئے تو پھر آپ نے کیوں یہ شکوہ پال لیا کہ میں کیسے بھی ہوتا آپ کو اطلاع کرتی۔۔۔۔یہاں ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئے سب اور آپ کو مجھ سے یہ گلہ رہا کہ میں آن لائین کیوں نہیں آسکی۔۔۔۔اور پھر۔۔۔پھر آپ

نے بغیر جانے بوجھے مجھے لمبا چوڑا میسج کر دیا کہ میں آپ کو بھول جاؤں، ہم دونوں میں کوئی رشتہ استوار نہیں ہو سکتا۔۔۔! آپ کو اندازہ ہے کہ آپ کا یہ میسج پڑھ کر مجھ پر کیا بیتی ہو گی۔۔۔ میں تو آپ کے پیچھے نہیں آئی تھی۔۔۔ آپ ہی نے مجھے سرچ کر کے رابطہ کیا تھا۔۔۔ دن رات آپ ہی میسج کر کے مجھ سے اپنائیت جتاتے رہے اور جب یہ اپنائیت چاہت میں بدلنے لگی تو آپ نے میرے قدموں تلے سے سیڑھی ہی نکال لی۔۔۔ کیسا متلون مزاج ہے آپ کا۔۔۔ اور یہاں آکر آپ کا رویہ اور انداز اس قدر نارمل ہے کہ جیسے یہ سب آپ کے لئے روٹین میٹر ہو۔۔۔ دل لگی کرنا اور بھلا دینا۔۔۔ اور اب جب کہ میں قدم پیچھے ہٹا چکی تو ایک بار پھر مجھے اسی راہ پر ڈالنے چلے آئے جدھر سے میں بڑی مشکل سے پلٹ پائی تھی۔۔۔۔ کیا کہوں میں آپ کو یسار عباد صاحب۔۔۔ ظالم یا بے نیاز۔۔۔۔۔؟" وہ لہروں کے بہاؤ سے بہتے لفظوں میں اپنی کتھا سنا کے اس سے جواب طلب کر رہی تھی۔۔۔۔ یسار خالی آنکھیں اس کے چہرے پر جمائے تھوک نگل کر گلا تر کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا مگر اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے دماغ ماؤف ہو گیا ہے۔۔۔ اگلے پچھلے واقعات اور حادثات ایک دوسرے کو دھکے دیتے باری باری اس کی نگاہوں کے سامنے پھرنے لگے۔۔۔۔ اتنے یخ موسم میں اپنی نم پیشانی کو اس نے آستین کے ساتھ تھپتھپایا اور ارد گرد نگاہ ڈال کر بیٹھنے کی جگہ ڈھونڈی۔۔۔ اسے لگ رہا تھا جیسے اس کی ٹانگوں میں کھڑے ہونے کی سکت نہیں رہی۔۔۔ وہ سلسبیل کا بازو کہنی سے تھام کر چلتا ہوا نزدیکی بینچ پر آبیٹھا جو چھت پر بالخصوص بیٹھنے کے لئے نصب کئے گئے تھے۔۔۔۔ اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اپنی آنکھوں کو رگڑا اور گلا کھنکھار کے خود کو بولنے کے لئے اکسانے لگا۔۔۔ سلسبیل حیرت سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہی تھی۔۔۔ آخر وہ اسے ایسا کیا کہنے جا رہا تھا جس کے لئے اس قدر سوچنا پڑ رہا تھا۔۔۔۔۔ اور پھر یسار نے بولنا شروع کیا۔۔۔۔ ہر منظر

ساکت ہو گیا ہو اسانس روکے اس کی بپتا سننے لگی۔۔۔۔پرندوں نے دم سادھ لیا اور ڈوبتا سورج آسمان کی چادر تھامے جھولنے لگا جیسے ڈوبنے سے پہلے اسے سننا چاہتا ہو۔۔۔۔یسار بولتا جاتا تھا اور سلسبیل کی سفید رنگت میں زردی گھلتی جا رہی تھی۔۔۔اس کے چہرے کے تاثرات اس قدر ٹھٹھرے ہوئے لگ رہے تھے کہ اس پر مومی مجسمے کا گمان ہو رہا تھا۔۔۔۔بنا پلک جھپکے۔۔۔یک ٹک فرش کو دیکھتی وہ یسار کے دل کو گھبراہٹ میں مبتلا کر رہی تھی مگر آج وہ رکا نہیں۔۔۔۔آج بھی اگر نا کہتا تو یقیناً اس کا دم گھٹ جاتا۔۔۔دونوں کے درمیان گہری خاموشی ییبے بچے کی طرح آبیٹھی تھی۔۔۔سورج محلے کی عورتوں کی طرح جاتے جاتے بھی دروازے پر ہی گھنٹے کی روداد سن گیا تھا۔۔۔یسار نے نچلے ہونٹ میں اپنا اوپری ہونٹ دبایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔جیب سے گجرے نکالے اور انہیں بینچ پر رکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"کچھ تعلق ایسے ہوتے ہیں جنہیں جوڑتا کوئی ہے اور نباہتے ہم ہیں۔۔۔۔اور اس نباہنے میں دل، دل سے مل جاتے ہیں۔۔۔دلوں کا ملنا چاہتوں کے سلسلے استوار کرتا ہے۔۔۔۔۔جذبوں کو گرمی عطا کرتا ہے۔۔۔میں تمہارے ساتھ اپنے جذبے بانٹنا چاہتا ہوں۔۔۔اپنی چاہت کا سلسلہ تم سے جوڑنا چاہتا ہوں۔۔۔اگر تمہارا جواب ہاں میں ہوا تو میری خوش قسمتی اور اگر نا میں ہوا تو بس جس کام کے لئے آیا تھا وہ کر کے ہمیشہ کے لئے وہیں چلا جاؤں گا جہاں سے ٹوٹی کڑیاں لے کر آیا تھا۔۔۔۔ان کے جوڑنے میں مجھے تمہاری مدد درکار ہے سلسبیل۔۔۔اگر میرا ساتھ دو گی تو میری انگلیاں فگار ہونے سے بچ جائیں گی۔۔۔۔۔!"

اتنا کہہ کر وہ ساکت بیٹھی سلسبیل پر ایک گہری نگاہ ڈالتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔لیکن جانے سے پہلے وہ گجرے اس کے پہلو میں رکھنا نہیں بھولا تھا۔۔۔۔سلسبیل نے میکانکی انداز میں گردن اٹھا کر آسمان کی اور

دیکھا۔۔۔ایک تارا ٹوٹ کر ٹھنڈے آسمان میں گم ہوا تھا اور اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر اس کی گود میں آگرا تھا۔۔۔اس نے گجروں کو دیکھے بنا اپنا ہاتھ مضبوطی سے ان پر جما دیا اور آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔۔۔۔۔!

خان اللہ یار خان کمرے میں چپ چاپ لیٹے تھے۔۔۔۔زہرہ خاتون نے ایک دوبار انہیں کہا بھی کہ اٹھ کر باہر چلیں، ذرا ہوا خوری کریں مگر وہ بنا جواب دیئے یونہی پڑے رہے۔۔۔۔۔۔اکتا کر وہ بھی چپ ہو رہیں۔۔۔۔آج کل فراغت کا سارا وقت وہ بنائی کرتے گزارتی تھیں۔۔۔یسار نے بڑے شوق سے انہیں اپنے لئے نیوی بلو کلر کا سویٹر بننے کو کہا تھا، ان کے ہاتھ مشاقی سے سلائیوں چلا رہے تھے کہ ایک سرسری نگاہ شوہر پر پڑی تو گنگ رہ گئیں۔۔۔۔خان نے موبائل پکڑ رکھا تھا اور واٹس ایپ پر زینیہ کی ڈی پی کھلی تھی۔۔۔یوں لگتا تھا جیسے آرزو کا چہرہ نظروں میں آسمایا ہو۔۔۔وہ یک ٹک اس تصویر کو دیکھ رہے تھے اور زہرہ خاتون نے حیرت سے دیکھا کہ خان اللہ یار خان کا دل پگھل گیا اور پانی آنکھوں کے سب بند توڑ کر بہہ نکلا تھا۔۔۔۔نا قابل یقین تھا یہ سب۔۔۔۔انہوں نے خان صاحب کو رونے دیا۔۔۔آج سارا غبار نکل جاتا تو یقیناً دل پر جمی سختی کی پرت بھی اکھڑ جاتی۔۔۔۔زہرہ۔خاتون کو پتا بھی نا چلا اور ان کے اپنے گال انسوؤں سے تر ہو چکے تھے۔۔۔۔انہوں نے اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے ہی شوہر کو پکارا۔۔۔

"خان۔۔۔۔۔!نواسہ سات سمندر پار سے صرف آپ کو منانے آیا ہے۔۔۔۔وہ کہتا ہے آرزو آپ کی یاد میں بیمار پڑ چکی ہے۔۔۔۔خان اب تو معاف کر دیں اسے۔۔۔۔اب تو میری بھی سزا ختم کر دیں۔۔۔۔۔اپنی اذیت دور کر لیں خان۔۔۔۔۔!"

"خانم۔۔۔! تمہیں پتا ہے کہ میں آرزو کو کبھی بھی ذہن سے محو نہیں کر سکا۔۔۔یہ میرے جسم کا ایسا ٹکڑا تھی جسے میں نے بے جان سمجھ کر خود سے اتار بھی پھینکا تب بھی اس کے ساتھ میرے باقی جسم کا ربط نہیں ٹوٹا۔۔۔نا یہ ربط ٹوٹا اور نا میری انا۔۔وگرنہ چھلنی جگر لئے عمر نا گزار دیتا۔۔۔۔!"

"خان۔۔میری ممتا پر ایک بار بھی ترس نا آیا آپکو۔۔۔آپ مرد تھے جس وقت چاہے فیصلے کی تلوار رہٹا دیتے، کوئی روک نہیں سکتا تھا۔۔۔بے بس تو میں تھی نا۔۔میں تو آپ کا ہر حکم ماننے کی پابند تھی ۔۔۔ستائیس سال گزار دیئے خان میں نے۔۔نا بیٹی کو دیکھا نا ہی اس کی آواز سنی۔۔۔میری تو عمر اولاد کی جدائی کا روگ سہتے سہتے ہی گزر گئی۔۔۔۔!"وہ چادر کا پلو ہونٹوں پہ رکھے سسک اٹھیں۔۔۔۔شوہر کے ایک ضد اور انا میں کئے گئے فیصلے نے کتنی زندگیوں کو رول دیا تھا۔۔۔۔

"ہاں تو تمہاری بیٹی بھی تو کتنی پتھر دل نکلی۔۔میں ناراض تھا تو اس نے کون سا پلٹ کر دیکھ لیا۔۔۔ملک تک چھوڑ گئی۔۔۔کیا میں اتنا برا تھا خانم کہ اگر وہ میری چوکھٹ پر دوبارہ آتی تو میں اپنے گھر کے دروازے نا کھولتا۔۔۔۔؟ بتاؤ خانم۔۔۔کیا میں واقعی اتنا برا تھا۔۔۔کیا تم نے ان گزرے سالوں میں کبھی بھی میری آنکھوں میں وہ تڑپ نہیں دیکھی جو باپ کی آنکھوں میں اولاد کے لئے ہوتی ہے۔۔۔۔میں بھی تو انتظار ہی کرتا رہ گیا خانم کہ ایک بار۔۔۔بس ایک بار میری آرزو آجائے۔۔۔۔میں اس سے منہ پھیروں، وہ مجھے منائے۔۔۔میں پھر بھی نا مانوں تو وہ گلے سے لگ جائے۔۔۔لیکن میرے پاس سے کہیں نا جائے۔۔۔لیکن میرا انتظار، انتظار ہی رہا خانم۔۔۔۔وہ کبھی آئی ہی نہیں۔۔۔۔اس کی رگوں میں میرا خون ہے خانم، وہ مجھ جیسی ہی نکلی۔۔۔۔!"

اور زہرہ خاتون تھیں کہ گنگ بیٹھی انہیں یوں تک رہی تھیں جیسے پہلی بار دیکھ رہی ہوں۔۔۔۔یہ روپ تو پہلی بار ہی دیکھا تھا انہوں نے۔۔۔۔وہ تو سوچ بھی نہیں سکتی تھیں کہ خان اپنی بیٹی کو یاد کرتے تھے۔۔۔۔۔درد کی ایک تیز لہر دل کاٹتی گزر گئ۔۔۔۔۔اتنے سال کسی کو کسی کی سمجھ ہی نا آسکی اور دوریوں میں عمر گزر گئ۔۔۔۔۔وہ شکستہ وجود لئے اٹھیں اور ٹوٹے قدموں سے چلتی شوہر کے پیروں کے قریب بیٹھ گئیں۔۔۔۔۔ان کا دل بھر بھر آرہا تھا۔۔۔۔خان صاحب کا چہرہ بھی ضبط کی کوشش میں اناری ہو رہا تھا۔۔۔۔دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے دلاسے کے لئے لفظ سوچ کر رہ گئے۔۔۔۔۔اگلے ہی پل دروازہ زوردار جھٹکے سے کھلا تھا اور فاطمہ ممانی حواس باختہ سی اندر داخل ہوئیں۔۔۔۔۔خان اللہ یار خان اور زہرہ خاتون کو جیسے کسی انہونی کے احساس نے جکڑا تھا۔۔۔۔۔

"داجی۔۔۔۔انیابی۔۔۔۔یسار کو گولی لگ گئ۔۔۔۔ولی محمد نے اس پر فائر کھول دیا۔۔۔۔۔!"

زہرہ خاتون کو غش آگیا۔۔۔۔۔خان اللہ یار خان نے اپنے دل کی دھڑکنوں کو مفلوج ہوتا محسوس کیا تھا۔۔۔۔پل بھر میں جیسے نظروں کے پردے پر یسار کا ہر روپ لہرا گیا۔۔۔اس کا اونچی اور چوڑی کاٹھی والا جوان جسم خون میں لت پت دیکھنے کی تاب ان میں نہیں تھی۔۔۔۔۔انہوں نے پلکیں موند لیں۔۔۔۔ان کا رواں رواں یسار کی زندگی کے لئے دعا گو ہو گیا۔۔۔۔۔بری گھڑی ٹلنے کی دعا کرتے ہوئے آنسو قطار در قطار ان کی بند آنکھوں سے رواں تھے۔۔۔۔۔۔

چوبیس گھنٹے لگے تھے یسار کو ہوش آنے میں۔۔۔۔۔۔اور پورا ایک ہفتہ وہ ہاسپٹل میں ایڈمٹ رہا تھا۔۔۔۔۔اس دوران داجی باناغہ ہاسپٹل آتے رہے تھے اور شام تک اسی کمرے میں وہیل چیئر پر بیٹھے اس کا

چہرہ دیکھتے رہتے تھے۔۔۔۔یسار کو ہوش آیا تو اس نے ان کی منت تک کر ڈالی کہ وہ گھر پر ہی رہا کریں، یہاں آ کر خود کو بے آرام نا کیا کریں۔۔۔مگر داجی نے یسار کی پٹی سے لگ کر بیٹھ رہنے کی قسم کھا رکھی تھی جیسے۔۔۔۔جب کا انہیں رضا کی زبانی یہ معلوم ہوا تھا کہ یسار اس کی طرف آتی گولی کے نشانے پر خود سامنے آ گیا تھا تب سے داجی کا دل تکلیف اور شرمندگی سے بوجھل ہو گیا تھا۔۔۔ان کا بس چلتا تو یسار کے خون کے ہر ایک قطرے کا ولی محمد سے حساب لیتے۔۔۔مگر قدرت نے یہ کام خود ہی کر دیا تھا۔۔۔۔ولی محمد اسی وقت اپنے ہی گارڈ کی گولی کا نشانہ بن کے مارا گیا تھا۔۔۔اس دن وہ ایک بار پھر پورے رعب داب کے ساتھ فیکٹری چلا آیا تھا۔۔۔رضا کو نفسیاتی دباؤ میں تو وہ کب کا لے چکا تھا اب یسار کو گھیرے میں لینا تھا۔۔۔مگر وہ بھی یسار عباد تھا جو کیلیفورنیا میں ملٹی نیشنل کمپنی کا لیگل ایڈوائزر تھا۔۔۔۔وہ قانونی داؤ پیچ جانتا تھا اور ایسوں سے نبٹنا بھی اسے خوب آتا تھا۔۔۔ولی محمد نے آتے ہی ورکرز کو کام بند کرنے کا حکم دیا اور رضا کو گھر چلے جانے کا کہا۔۔یسار کو اس بات پر تاؤ آ گیا، اس نے ایسا کرنے سے صاف انکار کیا تو محض ڈرانے کی خاطر ولی محمد نے گارڈ کو اشارہ کیا جس نے گن سے ہوائی فائر کیا۔۔یسار نے آگے بڑھ کر ایک زوردار پنچ گارڈ کے جبڑے پر رسید کیا اور بس یہیں پر ولی محمد کا دماغ الٹ گیا، اس نے گارڈ سے گن چھینی اور بلکل سامنے کھڑے رضا پر فائر کر دیا۔۔عین اسی لمحے یسار جست لگا تا رضا کے سامنے تھا۔۔۔گولی اس کی کمر میں کندھے سے ذرا نیچے پیوست ہو گئی۔۔۔لمحوں میں وہ خون میں لت پت ہو گیا۔۔۔۔رضا بوکھلا کر رونے لگا اور ورکرز کو آوازیں دینے لگا۔۔۔مینجر اور ورکرز فیکٹری کے گارڈز کے ساتھ فورا پہنچ گئے۔۔۔رضا، مینیجر کے ساتھ تکلیف کی شدت سے حواس کھوتے یسار کو اٹھا کر ہاسپٹل لے جانے لگا۔۔۔جبکہ فیکٹری کے گارڈز فوراولی محمد اور اس کے گارڈ کی طرف لپکے۔۔۔وہ دونوں ہی حواس باختہ ہو چکے تھے اور اسی بوکھلاہٹ میں ولی محمد کے

گارڈ نے اپنے بچاؤ کے لئے پھر فائر کھول دیا اور اس بار اس کے نشانے کی زد پر ولی محمد اور دو ور کرز آئے۔۔۔۔ولی محمد کا وہیں کام تمام ہو گیا جبکہ ور کرز کو زخمی حالت میں فوراہاسپٹل لے جایا گیا۔۔۔۔یوں سالوں سے خان اللہ یار خان کے جس بھتیجے نے اپنے چچا کے زر کی خاطر ان کے گھر کی زن پر نگاہ رکھی وہ تو اسے نامل سکی مگر دولت بھی اس کی قسمت میں نا تھی۔۔۔۔وہ ایک گولی دل کے مقام پر کھا کر چت ہو گیا تھا۔۔۔داجی کو اسفندیار کی موت کے فورابعد ہی ولی محمد کی بدنیتی کا اندازہ ہو گیا تھا مگر خاموش تھے۔۔۔صرف یہ تھا کہ اسی دن سے انہیں آرزو شدت سے یاد آنے لگی۔۔۔۔شائد ان کے دل سے بیٹی کی یاد میں نکلی ہوک تھی جس کی وجہ سے قدرت نے یسار کو جی۔کا قرار بنا کر پاکستان بھیج دیا۔۔۔۔یسار جس وقت پہلی بار ان کے کمرے میں داخل ہوا تھا،انہوں نے پہلی نگاہ ہی بڑی کٹیلی ڈڈلی تھی مگر دل تھا کہ خوشی سے شکرانے کی تسبیح پڑھ رہا تھا۔۔۔۔پھر جوں جوں وہ نخرہ دکھاتے،انہیں یسار کا زبردستی ان کے کام کرنا اچھا لگنے لگا۔۔۔۔۔وہ انتظار میں رہنے لگے کہ کب وہ آئے تو ان کو ناشتہ، کھانا کھلائے۔۔۔ان کا مساج کرے۔۔۔انہیں ایکسر سائز کروائے۔۔۔۔اور جب یسار مگن سا ان کے کام کرنے میں مصروف ہوتا تب وہ اس کو دیکھ دیکھ کر اپنی آنکھوں کی پیاس بجھاتے۔۔۔۔۔جی بھر کے اس کے نقوش کے ذریعے آرزو کو تکتے اور پھر اس کے فارغ ہونے پر آنکھیں دوبارہ ماتھے پر رکھ لیتے۔۔۔۔وہ ان کی بیٹی کی اولاد تھا،انہیں رفتہ رفتہ جان سے عزیز ہو گیا،یہ الگ بات کہ اس الفت کا اقرار انہوں نے خود سے بھی نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔اور آج اسی لمبے اونچے شہزادے سے نواسے کو ہاسپٹل کے بیڈ پر دیکھ کر ان کا دل مسلا جاتا تھا۔۔۔۔ سبھی گھر والے اس کے ممنون و مشکور تھے۔۔۔فاطمہ ممانی اس کے زیر بار تھیں کہ ان کے اکلوتے بیٹے کی جان بچائی تھی اس نے۔۔۔رضا کو وہ پہلے سے زیادہ عزیز ہو گیا تھا،وہ بھی مسلسل اس کے پاس ہاسپٹل میں

تھا۔۔۔ ہنی تو با قاعدہ اس کا ہاتھ تھام کر بچوں کی طرح رو پڑتی تھی۔۔۔۔۔ زہرہ خاتون اس پر پڑھ پڑھ کر پھونکتی تھیں۔۔۔۔۔ ہاں یسار نے اس پورے ایک ہفتے میں سلسبیل کا انتظار کیا تھا مگر وہ ایک بار بھی نہیں آئی تھی۔۔۔۔ بس اتنا تھا کہ اس کے سرہانے روز تازہ گلابوں کا گلدستہ پڑا ہوتا تھا جو وہ جانتا تھا کہ نار ضا لاتا ہے، نا انیہ بی اور نا دا جی۔۔۔۔ تو پھر یہ جو بھی لاتا تھا یا بھجواتا تھا اس کے لئے تو ہر گلاب، آب حیات تھا۔۔۔۔ گھر آنے کے بعد بھی جب اسے ایسا ہی گلدستہ سرہانے پڑا ملتا رہا تو ایک رات اس نے بھی جاگتے رہنے کی قسم کھا لی۔۔۔۔۔ وہ ساری رات بستر پر چت لیٹا محو انتظار رہا۔۔۔ اور پھر پو پھٹنے کے ذرا بعد اس کے کمرے کا دروازہ غیر محسوس انداز میں کھلا تھا۔۔۔ اس نے نیند کے خمار میں ڈوبی آنکھوں کو میچ لیا۔۔۔ آنے والا دبے پاؤں چلتا اس کے بیڈ کے پاس آکر رکا۔۔۔ چند پل یسار کے چہرے کو تکتے رہنے کے بعد اس نے پھولوں کا ہاتھ سے بنا گلدستہ اس کی سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔۔۔ اس سے پہلے کہ آنے والا واپس پلٹتا، یسار نے بند آنکھوں کے ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر کلائی تھام لی۔۔۔ سلسبیل کے حلق سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئ۔۔۔ وہ سراسیمہ سی اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے کلائی چھڑانے لگی تو وہ یونہی پڑا پڑا لاپرواہی سے بولا۔۔۔

"اچھا لگا یہ جان کر کہ تمہیں میری پرواہ ہے۔۔۔ ورنہ مر جاتا تو یہ قلق ساتھ لے کر جاتا۔۔۔۔۔!"

سلسبیل کے دل پر ہاتھ پڑا تھا۔۔۔ وہ پہلے سے کافی کمزور ہو گیا تھا۔۔۔ ہلکی سرخی لئے اس کی گندمی رنگت میں زردی گھل گئ تھی۔۔۔ یسار نے نرمی سے اس کی کلائی چھوڑ دی تو وہ وہیں کچھ فاصلے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔

"مجھے نہیں پتا کہ اسے پرواہ کہتے ہیں یا نہیں مگر مجھے یہ معلوم ہے کہ آپ کو اس حال میں دیکھنا مجھے تکلیف دے رہا ہے۔۔۔۔ آپ کے زخمی ہونے کی خبر نے مجھے شدید اذیت سے دوچار کر دیا تھا۔۔۔ جب تک آپ کو

ہوش نہیں آیا، میری ایسی کیفیت تھی جسے شائد میں بیان نا کر پاؤں۔۔۔اگر اسے پرواہ کہتے ہیں تو مجھے آپ کی پرواہ ہے۔۔۔۔۔!"

"پرواہ یا محبت۔۔۔۔۔؟" یسار نے سوال پوچھا

"محبت ہی کی گود سے ہر احساس جنم لیتا ہے۔۔۔۔۔!"

اس ایک فقرے میں ہی اظہار کے تمام رنگ پوشیدہ تھے۔۔۔۔یسار نے ہونٹوں پر بڑے دنوں بعد کھل کے مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔۔وہ لیٹے سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور بے حد شوق سے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"میں صبح ہی انیہ بی کو سب بتا دوں گا۔۔۔وہ دا جی سے خود ہی بات کر لیں گی۔۔۔اس کے بعد ماما اور بابا یہاں آسکیں گے اور پھر میں تمہیں ہمیشہ کے لئے اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔۔۔۔!" ایک جذب کے عالم میں کہتا وہ سلسبیل کے دل کی دھڑکنیں منتشر کئے دے رہا تھا مگر اس کے نزدیک ایک کڑی منزل ابھی پار کرنا باقی تھی اور اس کی یاد دہانی بہت ضروری!

"نہیں۔۔۔سب سے پہلے آپ کو دا جی کو سب کچھ بتانا ہو گا۔۔۔وہ سب کچھ جو آپ نے اس دن مجھے بتایا تھا۔۔۔اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔۔۔اب آپ کو یہ۔کرنا ہو گا۔۔۔۔۔!"

حقیقت کا چٹخا ہوا آئینہ ایک دم سے اس کے سامنے کر دیا گیا تھا۔۔۔۔اس آئینے میں اس کے اتنے چہرے تھے کہ وہ اصل کی پہچان نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔۔لیکن اسے اصل چہرہ سب کے سامنے لانا ہی تھا۔۔۔۔سلسبیل جا چکی تھی اور اس کی نیند آنے والے وقت کا سوچ کر اب صحیح معنوں میں اڑی تھی۔۔۔۔۔!

\---------------------------------------

خان اللہ یار خان بے صبری سے یسار کا اپنے کمرے میں انتظار کر رہے تھے۔۔۔۔ اسے تین دن ہو گئے تھے ہاسپٹل سے گھر شفٹ ہوئے۔۔۔ داجی روزانہ اس کے کمرے میں کچھ دیر کے لئے جاتے تھے مگر اس کے آرام کے خیال سے زیادہ وقت نہیں بیٹھتے تھے۔۔۔ ویسے بھی رضا کو بچا کر جو احسان وہ ان پر کر چکا تھا، اس کے بعد سے اپنا گزشتہ رویہ سوچ کر وہ دل ہی دل میں شرمندہ سے تھے۔۔۔ وہ اسے گلے لگا کر ڈھیر ساری باتیں کرنا چاہتے تھے۔۔۔ تکلف اور جھجھک کی دیوار گرا دینا چاہتے تھے۔۔۔۔ آج بھی انہوں نے اس کے کمرے میں جانا چاہا تو رضا نے روک دیا۔۔۔ یسار خود ان کے کمرے میں آنے والا تھا۔۔۔ خان اللہ یار خان بے چینی سے اس کے منتظر تھے۔۔۔۔ زہرہ خاتون ان کا اضطراب دیکھ کر بھی کچھ کچھ خاموش سی تھیں۔۔۔ سبھی اس وقت داجی کے کمرے میں جمع تھے۔۔۔ سلسبیل بھی ایک کونے میں رکھے اسٹول پر بیٹھی فکر مند چہرہ لئے دبیز کارپٹ کو پیر کے انگوٹھے سے کھرچ رہی تھی۔۔۔۔ اسی اثناء میں دروازے پر دستک ہوئی اور یسار اندر داخل ہوا۔۔۔۔ داجی نے اس پر بھرپور نظر ڈالی اور نم آنکھوں سے اپنی دونوں بانہیں وا کر دیں۔۔۔۔ یسار کو اپنا گلا رندھتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔ وہ ان کے کھلے بازوؤں میں سما گیا۔۔۔۔ داجی کی آنکھوں میں ٹھہرے کب کے آنسو بہہ نکلے۔۔۔۔ کمرے میں ان کی دبی دبی رونے کی آواز پھیلنے لگی۔۔۔۔ فاطمہ ممانی نے یہ منظر دیکھ کر اپنی آنکھوں کے کنارے شال کے پلو سے دھیرے سے رگڑ دیئے۔۔۔ ایسے ہر موقع پر اسفند کی یاد دل کو ضرور کھرچتی تھی۔۔۔۔ رضا نے نرمی سے ان کے کندھوں پر دباؤ ڈال کر دلاسہ دیا۔۔۔۔ داجی نے یسار کو سینے سے الگ کرتے ہوئے کہا

"میری خطائیں معاف کر دو میرے بچے۔۔۔ میں نے ایک عمر گزار دی اپنی انا کو پالتے پوستے۔۔۔۔۔اور اپنے جگر کا ٹکڑا کاٹ کر بھینٹ چڑھا دیا۔۔۔۔ ساری عمر اس کی یاد ستاتی رہی مگر اسے واپس بلانے کا حوصلہ نا جوڑ سکا۔۔۔۔۔اب بھی اگر تم نا آتے تو شائد یونہی زندگی کی سانسیں پوری ہو جاتیں۔۔۔۔!"

"مجھے تو آنا ہی تھا داجی۔۔۔ میرے اوپر فرض کا قرض ہے۔۔۔ اسے چکانے کے لئے مجھے آنا ہی تھا۔۔۔!"یسار غیر مرئی نقطے کو دیکھتا سر گوشیانہ لہجے میں بول رہا تھا۔۔۔ داجی نے اس کی بات کو آرزو کے لئے ان کا دل صاف کرنے پر محمول کیا۔۔۔۔ وہ جذباتی ہوتے ہوئے بولے

"تم نے اپنا فرض پورا کر دیا میرے بچے۔۔۔ اب میری باری ہے۔۔۔۔ میں ابھی، اسی وقت اپنی بچی سے بات کرنا چاہتا ہوں، اپنی آرزو کی آواز سننا چاہتا ہوں یسار۔۔۔ میری اس سے بات کروادو۔۔۔ اسے کال ملاؤ۔۔۔ ابھی اسی وقت۔۔۔ میں اسے پاکستان بلانا چاہتا ہوں۔۔۔۔!"

یسار ان کے پاس سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو گیا اور چہرہ بلکل سیدھ میں رکھتے، وہ ان سے نظر ملائے بغیر بولا۔۔۔۔۔

"وہ آپ سے بات نہیں کر سکتیں داجی۔۔۔ کیونکہ۔۔۔ کیونکہ وہ پچھلے چار ماہ سے کومے کی حالت میں ہاسپٹل میں پڑی ہیں۔۔۔۔!"

خبر نہیں تھی، دھماکہ تھا جو کمرے میں ہوا اور سب کے پرخچے آڑا گیا۔۔۔ سب حیرت کا بت بنے اسے یوں دیکھ رہے تھے جیسے وہ یکدم کسی دوسری مخلوق میں ڈھل گیا ہو۔۔۔ اور جب سب کا سکتہ ٹوٹا تو سب سے پہلے انیا بی سینہ بھینچے بین ڈالنے لگیں تھیں۔۔۔ فاطمہ ممانی فوراً ان کی طرف لپکیں۔۔۔ سلسبیل اپنی جگہ پر کھڑی بے بسی سے سب کے چہرے دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ واحد تھی جسے سب کچھ اب پتا تھا۔۔۔۔ خان اللہ یار خان

کے چہرے پر اس کی بات سے اذیت ضرور اتری تھی مگر پھر بھی انہوں نے خود کو سنبھالتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔

"یسار۔۔۔ مجھے سچ سچ بتاؤ۔۔۔۔ کیا ہوا ہے آرزو کو۔۔۔ وہ کومے میں کیوں ہے۔۔۔ اور تم نے آتے ہی یہ بات ہمیں کیوں نہیں بتائی۔۔۔ بولو یسار۔۔۔ بولو۔۔۔؟"

"کیونکہ۔۔۔۔ میں یسار نہیں ہوں۔۔۔ یسار عباد اب سے چار ماہ پہلے مر چکا۔۔۔ اور آپ کی بیٹی اس کے غم میں کومے کی حالت میں پڑی ہے۔۔۔ میں حسان ہوں۔۔ حسان لودھی۔۔۔۔!"

موت سی خاموشی سارے میں پھیل گئ تھی۔۔ سب ایک دم چپ اپنے سامنے کھڑے اس شخص کا چہرہ دیکھ رہے تھے جو پچھلے ایک ماہ سے ان کے درمیان یسار عباد بن کے بیٹھا تھا۔۔۔ صورتحال اس قدر عجیب تھی کہ کسی کو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ کیا ردعمل دے۔۔۔ ایک طویل اور دقت طلب سانس کھینچتا، سب کو بنظر غائر دیکھتا حسان لودھی بولنا شروع ہوا۔۔۔۔۔!

ہاسپٹل کے لمبے کاریڈور میں عباد لودھی اور آرزو دیوانہ وار بھاگتے آئی سی یو کی طرف جا رہے تھے۔۔۔۔ جو خبر انہیں موصول ہوئی تھی، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ صدمے سے ان کی سانسیں تھم جاتیں مگر نا جانے کیسے وہ وہاں پہنچے تھے۔۔۔ آرزو کی حالت اس قدر دگرگوں تھی کہ ہمیشہ دیار غیر میں بھی چہرہ چھپا کے باہر نکلنے والی کا چہرہ آج عیاں تھا، مگر اس چہرے پر خوف سیاہ پرچھائی کی صورت پھیلا تھا۔۔۔ ہاسپٹل اسٹاف نرس کی معیت میں وہ آئی سی یو کے باہر کھڑے بے چینی سے بند دروازے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ انہیں نہیں معلوم تھا کہ اندر تھیٹر میں یسار ہے یا حسان۔۔۔ ان کے لب تو بس ساکت رہ کر بھی دعاؤں کی تسبیح کر رہے

تھے۔۔۔عباد لودھی نے آرزو کو بازو کے گھیرے میں لے کر آرام دہ ویٹنگ چئیر پر بٹھایا تو وہ ان کے سینے میں منہ چھپائے بلک اٹھیں۔۔۔دونوں ہی ان کے بیٹے تھے۔۔۔ایک کو جنا تھا تو دوسرے کو پالا تھا۔۔۔دونوں کے لئے ہی ان کی جان سولی پر ٹنگی تھی۔۔۔۔کچھ پل مزید اس جان لیوا انتظار میں گزرے تھے کہ ایک میل نرس ان کے قریب آیا اور مختصرا کچھ کہتا ایک جانب چل پڑا۔۔۔وہ اس کی تقلید میں ایک کمرے کے بند دروازے کے آگے آ ٹھہرے۔۔۔چند پل ایک دوسرے کو دلاسہ دیتی نگاہوں سے دیکھا اور اندر داخل ہو گئے۔۔۔۔سامنے پیشنٹ بیڈ پر حسان پٹیوں میں جکڑا بے ہوش پڑا تھا۔۔۔ایک ڈاکٹر اس کے سرہانے کھڑا انہی کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔آرزو بے چینی سے حسان کی اور بڑھیں جبکہ ڈاکٹر عباد لودھی کو حسان کی کنڈیشن کے بارے میں بتانے لگا۔۔۔اس کی حالت خطرے سے باہر تھی۔۔۔ چھرا اس کی پسلیوں کے آر پار ہو گیا تھا جس کی وجہ سے خون بہت ضائع ہوا تھا۔۔۔پھر بھی اگلے چند گھنٹوں تک اسے ہوش آ سکتا تھا۔۔۔آرزو، حسان کی پٹی سے لگ کر بیٹھ گئیں تو عباد لودھی آہستگی کے ساتھ وہاں سے نکل کر واپس آئی سی یو کے باہر آ کر کھڑے ہو گئے۔۔۔۔اندر ان کی اولاد، ان کا خون زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھا ۔۔۔یسار کا آپریشن چل رہا تھا مگر کسی نے بھی انہیں اس کی اب تک کی کنڈیشن کے بارے میں کچھ نہیں نہیں بتایا تھا۔۔۔وہ پل پل گنتے وہاں تب تک بیٹھے رہے جب تک اندر سے ڈاکٹر نے نکل کر اس کی زندگی کی طرف سے مایوسی کا اظہار نہیں کر دیا۔۔۔۔ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہ ان کے بیٹے کے پاس محض چند گھنٹے کا وقت ہے۔۔۔۔وہ بے یقینی سے ڈولتے قدموں سے چلتے اندر چلے آئے۔۔۔ان کا یسار ان کی نظروں کے سامنے سر سے پیر تک پٹیوں میں جکڑا پڑا تھا۔۔۔انہیں یہ سب خواب سا لگ رہا تھا، ایک بھیانک خواب۔۔۔بھلا ان کے ہنستے کھلکھلاتے بیٹے کو موت کیسے اچک کر لے جا سکتی تھی۔۔۔ان کی نظروں کے سامنے یسار کی شرارتیں

رقص کرنے لگیں۔۔۔۔ کچن میں گھسا ناشتہ بناتا اور برتنوں کے انبار لگاتا یسار۔۔۔۔ ماں کو بانہوں میں لئے چٹا چٹ اس کے گال چومتا یسار۔۔۔۔ زینیہ کے بیٹے کو سکائیپ پر پہلی دفعہ دیکھ کر ٹیڈی بئیر کہہ کر اسے چڑاتا. ہوا یسار۔۔۔ حسان کی خاطر سب سے لڑنے بھڑنے والا یسار اور نیچے کارپٹ پر بیٹھ کر ان کے گھٹنے پر سر رکھ کر ان سے ماضی کے قصے سننے والا یسار۔۔۔۔۔۔ بھلا یسار کیسے مرنے والا تھا۔۔۔؟ ان کا بیٹا ایسے کیسے موت چھیننے آرہی تھی۔۔۔۔ انہوں نے پالا تھا اسے۔۔۔۔۔ راتوں کو جاگے تھے اس کی خاطر۔۔۔۔ اس کے تکلیف اپنے سر لیتے آئے تھے وہ۔۔۔۔۔ تو اب موت انہیں کیوں نہیں آئی۔۔۔۔۔ ان کا بیٹا چھوڑ دے اور ان سے لپٹ جائے بھلا۔۔۔۔۔!

وہ ڈبڈبائی آنکھوں کے ساتھ اس ٹھنڈے کمرے میں بنا چاپ چلتے یسار کے بیڈ کے قریب آئے اور اس کا زرد مگر گرم ہاتھ تھام کر ہونٹوں سے لگاتے ہوئے گھٹ گھٹ کر رونے لگے۔۔۔۔۔ کمرے میں ان کی سسکیاں اور دھڑکنیں سناتی مشین کی آواز گڈ مڈ ہونے لگی۔۔۔۔۔ انہوں نے ایک دم جھٹکے سے آنکھیں پونچھیں اور یک ٹک یسار کے زرد چہرے پر نظریں گاڑ دیں۔۔۔۔۔ تھوڑا سا وقت رہ گیا تھا اور یہ وقت وہ دھندلی آنکھوں کے ساتھ ضائع نہیں کر سکتے تھے۔۔۔۔ وہ اپنے بیٹے کا چہرہ اتنا زیادہ دیکھ لیں گے کہ۔۔۔۔ کہ۔۔۔۔۔ کہ کیا۔۔۔؟ انہوں نے کرب سے سوچا اور اپنی مٹھیوں میں جکڑے اس کے ہاتھ پر پیشانی ٹکا دی۔۔۔۔۔!

کیا ڈھیر سارا دیکھ لینے سے ان کا دل سیر ہو جانے والا تھا۔۔۔؟ کیا یوں دیکھ لینے سے وہ انہیں زندگی بھر یاد نہیں آنے والا تھا۔۔۔۔۔ وہ بچوں کی طرح کرلاتے ہوئے زیر لب رب سے اس کی زندگی کی التجائیں کرنے لگے۔۔۔۔ زندگی میں یہ وہ مقام آیا تھا جب ان کی بے بسی کو دوام مل گیا تھا۔۔۔۔ کوئی حیلہ کارگر نہیں رہا

تھا۔۔۔لمحہ بہ لمحہ برف کے گولوں سے سنگسار ہوتی کیلیفورنیا کی یہ رات عباد لودھی پر بہت بھاری تھی۔۔۔۔!

انہیں کچھ احساس نہیں تھا کہ وہ یسار کا ہاتھ تھامے اس پر پیشانی ٹکائے کتنی دیر بیٹھے رہے تھے۔۔۔ان کے اعصاب کو جھٹکا اس پل لگا جب انہوں نے اپنی ہتھیلی پر یسار کے ہاتھ کی انگلی کی خفیف سی حرکت محسوس کی تھی۔۔۔وہ پہلے ٹھٹکے پھر ایکدم بوکھلا کر کھڑے ہوتے یسار کے اوپر جھک گئے۔۔۔۔وہ اسے دیوانہ وار پکارنے لگے۔۔۔۔اس کا مخدوش چہرہ بے تابانہ چومنے لگے۔۔۔۔یسار نے بڑی دقت سے دھیرے دھیرے اپنی آنکھوں کو کھولنے کی کوشش کی تھی اور ٹھیک اسی لمحے دروازے سے نڈھال سا حسان اندر داخل ہو رہا تھا۔۔۔اسے ایک طرف سے بے تحاشا روتی ہوئی آرزو نے تھام رکھا تھا۔۔۔۔حسان تکلیف سے چیختے اپنے اعصاب کو بمشکل قابو کئے گھسٹتا ہوا یسار کے سرہانے آ بیٹھا۔۔۔۔دوسری جانب سے آرزو بیٹے کو یوں چمٹ گئیں جیسے اسے سب سے چھپا کر سینے میں سمو لینا چاہتی ہوں۔۔۔عباد لودھی کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس وقت وہاں سب سے زیادہ قابل رحم حالت کس کی تھی۔۔۔۔حسان نے یسار کو دھیرے سے پکارا۔۔۔۔

"یار۔۔۔یار اٹھ۔۔۔۔میں سانی۔۔۔اٹھ یار۔۔۔۔مجھے دیکھ۔۔۔دیکھ کتنی چوٹیں لگی ہیں اور تو آرام سے پڑا ہے۔۔۔میری ہر تکلیف پر تو تڑپ اٹھتا ہے تو اب کیسے مزے سے پڑا ہے۔۔۔اٹھ یار۔۔۔مجھے اذیت ہو رہی ہے۔۔۔۔!"

وہ مسلسل ہلکی آواز میں اسے بلا رہا تھا۔۔۔نا جانے کس گھڑی اس کی آواز نے یسار کے اندھی کھائی میں اترتے حواسوں کو بیدار کیا اور اس نے حسان کو دزدیدہ نگاہوں سے دیکھا۔۔۔اس کے لبوں نے جنبش کی۔۔۔حسان فورا اپنا کان اس کے ہونٹوں کے قریب لے آیا اور بولا۔۔۔

"ہاں۔۔۔ہاں۔۔۔۔بول یار۔۔۔۔میں سب سن رہا ہوں۔۔۔۔بول پلیز۔۔۔کچھ تو بول۔۔۔۔۔!"وہ روہانسا ہو رہا تھا۔۔۔آرزو اور عباد بھی تھمتی دھڑکنوں کے ساتھ اس کے چہرے پر نگاہیں جمائے اس کے کچھ کہنے کے منتظر تھے۔۔۔۔یسار نے کچھ کہنا چاہا تو خون کی ایک پتلی اور لمبی لکیر اس کے ہونٹوں کے کنارے سے بہتی ہوئی اس کے کان کی لو کے پیچھے گم ہو گئی۔۔۔۔۔اس کی سبزی مائل نیلی آنکھوں میں اذیت ہلکورے لے رہی تھی۔۔۔۔

"سانی۔۔۔۔سانی میرے ماما بابا کا خیال۔۔۔۔۔خیال۔۔۔۔۔۔پلیز پلیز۔۔۔۔اپنے وعدے نا بھولنا۔۔۔۔۔!"لفظ اس کی زبان پر چکر کھا رہے تھے۔۔۔۔۔وہ باوجود کوشش کے پورا فقرہ نہیں بول پا رہا تھا۔۔۔۔"تم نے مجھ سے وعدہ۔۔۔۔یاد ہے نا۔۔۔۔سل۔۔۔سلسبیل کو اپنا لینا۔۔۔۔میری ماما کو نانا سے ملوا۔۔۔ملوانا ہے۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔پلیز سانی۔۔۔بھولنا مت۔۔۔۔۔!"

حسان نے اپنی آنسوؤں کو بہنے دیا۔۔۔۔یہ پہلا موقع تھا جب وہ یسار کی ایسی کسی بات پر برہمی کا اظہار کرنے سے قاصر تھا۔۔۔۔اس نے یسار کا ماتھا چوما اور بولا

"مار کھائے گا مجھ سے یار۔۔۔مت کر ایسا۔۔۔۔میں تیرے بن ادھورا ہوں۔۔۔۔مجھے مت چھوڑ کر جا۔۔۔۔میں کیا کروں گا ساری عمر۔۔۔۔مجھے مت چھوڑ ایسے۔۔۔۔۔!"وہ اس کی پیشانی سے پیشانی ٹکائے کرلا اٹھا۔۔۔۔یسار کے ہونٹ خفیف سا مسکرائے،اس نے سرگوشی کی

"مجھے جانا ہو گا سانی۔۔۔میرا وقت پورا ہو چکا۔۔۔موت۔۔۔موت کھڑی ہے۔۔۔مجھے جانے دے۔۔۔۔تم اپنا وعدہ نبھانا۔۔۔بھول نا جانا۔۔۔!"

"نہیں بھولوں گا۔۔۔نہیں بھولوں گا۔۔۔یار مت جا۔۔۔۔مت جا مجھے چھوڑ کر۔۔۔۔۔!" حسان کی آواز بھی سرگوشی سے بلند نہیں تھی مگر سننے والا سو گیا تھا۔۔۔۔ہمیشہ کی نیند۔۔۔یسار مر گیا تھا۔۔۔اس کا بھائی، اس کا دوست، اس کا غم خوار اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔۔۔وہ یونہی بیٹھا رہ جاتا اگر آرزو کی فلک شگاف چیخ اس کے سماعتوں کو چیرتی ہوئی نا گزرتی۔۔۔۔آرزو، یسار سے لپٹ لپٹ کر چلا رہی تھیں۔۔۔ان کا بے قابو ہوتا وجود عباد لودھی نے بانہوں میں جکڑ لیا تھا۔۔۔خود وہ مردھ ہوتے ہوئے بھی بلند آواز سے رونے لگے تھے۔۔۔۔حسان تھا جو شل ہوتے حواس لیئے ابھی بھی یسار کی ادھ کھلی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھ رہا تھا۔۔۔۔اس کا یار نہیں رہا تھا، یہ بات ماننا ایسے ہی تھا جیسے اس کی سانسوں کا دوبارہ چل پڑنا۔۔۔۔ادھر اس نے دائیں ہاتھ سے اس کی آنکھیں بند کیں ادھر عقب میں آرزو کا وجود بے ہوش ہو کر عباد لودھی کی بانہوں میں جھول گیا۔۔۔۔۔!

آرزو صدمے کے زیر اثر کومے میں چلی گئی تھیں۔۔۔۔۔یہ جھٹکا بھی اعصاب شکن تھا۔۔۔بیچاری زینیہ روتی پیٹتی پہنچی تھی۔۔۔کبھی بھائی کا ماتم کرتی تو کبھی نیم مردہ ماں کو پکارتی۔۔۔آرزو کو یسار کا کفن میں لپٹا چہرہ دیکھنا نصیب نہیں ہوا تھا۔۔۔عباد لودھی اور حسان نے جس طرح اسے سپرد خاک کیا تھا انہیں لگتا تھا جیسے وہ خود زندہ در گور ہو گئے ہوں۔۔۔یسار کو اس ٹھنڈی اور تاریک قبر میں اتارتے وقت اس کے دماغ میں یسار کی باتیں چکراتی رہیں۔۔۔آج کافور اور عرق گلاب کی مہک میں بسا یسار منوں مٹی تلے چلا تھا۔۔۔۔۔عباد

لودھی چند گھنٹوں میں عمر کے کئی سال پاٹ آئے تھے۔۔۔ان کے وجود کو بڑھاپا "لگ" گیا تھا... آرزو کی کنڈیشن ہنوز ویسی کی ویسی تھی۔۔۔زینیہ چھوٹے سے بچے کے ساتھ گھر بھی سنبھال رہی تھی اور ہاسپٹل میں ماں کے پاس رکنے کی ضد بھی کرتی تھی۔۔اس کا شوہر بہت اچھا تھا، وہ چند دن خود قیام کے بعد اسے وہیں چھوڑ گیا تھا۔۔۔مگر وہ اس قدر سراسیمہ سی رہتی تھی کہ عباد لودھی اس کا خوف دیکھ کر مزید ٹوٹ پھوٹ گئے تھے۔۔جتنی دیر وہ اور حسان گھر سے باہر رہتے زینیہ ہر دس منٹ بعد دونوں کی خیریت پوچھتی تھی۔۔دن میں زینیہ گھر آجاتی تھی۔۔۔گھر سمیٹ کر اور ناشتے کھانے کا بندوبست کر کے وہ شام پڑتے ہی ماں کے پاس ہاسپٹل پہنچ جاتی۔۔۔عباد لودھی کے لئے یہ ساری صورتحال اعصاب شکن تھی۔۔۔اس لئے انہوں نے آرزو کو گھر شفٹ کر لیا۔۔۔فی میل نرس کا مستقل بندوبست کیا، یوں زندگی میں سکون تو قطعی نہیں آیا تھا مگر وہ جو ہمہ وقت افراتفری کی کیفیت تھی، اس سے چھٹکارہ مل گیا۔۔۔زینیہ کو لگ بھگ ڈھائی ماہ ہو چکے تھے یہاں رہتے اور عباد لودھی چاہ رہے تھے کہ وہ اپنے سسرال کی بھی خبر لے۔۔۔بھلے کچھ وقفے کے بعد دوبارہ آجائے مگر اس کے جانے سے پہلے انہیں حسان سے ضروری بات کرنی تھی۔۔اب وقت آگیا تھا کہ ٹوٹے بندھن دوبارہ جوڑے جاتے۔۔۔۔یسار جو عہد تھما گیا تھا انہیں نبھانے کی گھڑی آپہنچی تھی۔۔۔۔۔۔!

وہ حسب معمول رات گئے گھر داخل۔ہوا تھا۔۔۔۔یسار کی موت کے بعد اس کی زندگی جمود کا شکار ہو گئی تھی۔۔وہ جاب پر بھی ریگولر نہیں جارہا تھا۔۔۔بڑے بابا اپنے ساتھ اسٹور لے جانا چاہتے مگر وہ ٹال جاتا۔۔۔سارادن ان جگہوں پر گھومتا رہتا جہاں وہ اور یسار ساتھ ساتھ جایا کرتے تھے۔۔۔جس جگہ یسار

کے ساتھ حادثہ پیش آیا تھا، اس مقام پر بیٹھ کر وہ ہاتھ پھیر پھیر کر اب بھی یسار کا لمس تلاش کرتا تھا۔۔۔فٹ پاتھ کے کنارے لگی گرل پر یسار کے خون کے دھبے اب بھی جمے دکھائی دیتے تھے۔۔۔ان دھبوں کو وہ ہاتھ سے یوں سہلاتا جیسے یسار کا سر سہلا رہا ہو۔۔۔اس کے آخری لمحوں میں گاڑی سے ٹکرا کر فضا میں اچھالے جانے کا منظر اور فٹ پاتھ پر گر کر اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرنے کا منظر حسان کی یاداشت سے محو نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔۔سارا دن انہیں راستوں پر گزار کر وہ جس وقت گھر داخل ہوتا تو سبھی سو چکے ہوتے۔۔۔مگر یہ اس کی خام خیالی تھی۔۔۔۔جس پل وہ آرزو کو ایک نظر دیکھنے کے لئے ان کے کمرے میں داخل ہوتا تو کاؤچ پر لیٹے عباد لودھی ایک نگاہ میں اس کی شکستہ پائی کو بھانپ لیتے مگر سوتے بن جاتے۔۔۔وہ جانتے تھے کہ ابھی حسان کو کچھ بھی سمجھانا بے سود ہو گا لیکن اب حالات اس نہج پر آ چکے تھے کہ اسے یسار سے کئے گئے وعدے یاد دلانے تھے۔۔۔گو کہ اس کام کے لئے انہیں اپنے دل پر پتھر رکھنا پڑا تھا مگر آرزو کی زندگی بچانے کے لئے یہ بہت ضروری تھا۔۔۔ڈاکٹرز کے مطابق کوئی ایسا تعلق، کوئی رشتہ جو آرزو کے بے حد قریب ہو اسے سامنے لانا ہو گا۔۔۔آرزو کو کسی کھوئے ہوئے قریبی رشتے کی کشش ہی ہوش کی دنیا میں لانے کا سبب بن سکتی تھی اور عباد لودھی جانتے تھے کہ وہ کون ہو سکتا ہے۔۔۔!

حسان دبے پاؤں لونگ روم میں داخل ہوا تو آتشدان میں جلتی آگ اور اس کے قریبی صوفوں پر بیٹھے زینیہ اور بڑے بابا کو دیکھ کر وہ چونکا ضرور مگر حیران نہیں ہوا۔۔۔وہ سلام کہتا، ڈھیلے قدموں سے چلتا بڑے بابا کے پیروں میں وہیں کارپٹ پر ٹک گیا اور اپنا سر ان کے گھٹنے پر رکھ دیا۔۔۔۔عباد لودھی دھیرے سے اس کا سر سہلانے لگے۔۔۔۔زینیہ کچن میں کافی اور اس کے کھانے کے لئے کچھ لینے چلی گئی۔۔۔عباد لودھی نے تھکن زدہ سانس خارج کرتے ہوئے اسے کہا۔۔۔

"کیوں سارا دن یہاں وہاں پھرتے ہو سانی۔۔۔۔۔؟"

(ہششششششش! آج کتنے دن بعد اسے کسی نے اس نام سے پکارا تھا۔۔۔اس کا دل مسلا گیا تھا جیسے)

"میں یہاں وہاں کہاں پھرتا ہوں بڑے بابا۔۔۔بس یار کے پاس جاتا ہوں۔۔۔۔!"

"اس کے پاس تو چلے جاتے ہو لیکن کیا اس سے کئے وعدے بھول گئے ہو حسان۔۔۔۔۔؟"

وہ ایک دم چونک کر سیدھا ہوا۔۔۔اس کی نظروں میں تعجب تھا۔۔۔عباد لودھی اس کی حیرت بھانپ کر بولے۔۔۔۔

"وہ سبھی کا یار تھا حسان۔۔۔جن جن باتوں کا عہد وہ تم سے لے کر گیا، انہی وعدوں کا وہ مجھے بھی ضامن بنا کر گیا۔۔۔۔!"

"اور مجھے بھی۔۔۔۔۔۔"زینیہ ٹرے پکڑے لونگ روم میں داخل ہوتے ہوئے بولی تو حسان کو لگا جیسے یسار یہیں کہیں کھڑا شرارت سے اسے دیکھ رہا ہے۔۔۔یعنی وہ ساری دنیا کو رازدار بنا گیا تھا۔۔۔

"تو پھر کیا سوچا ہے تم نے پاکستان جانے کے بارے میں حسان۔۔۔۔۔؟"

عباد لودھی نے اس سے پوچھا تو وہ ایک خالی خالی نظر ان پر ڈال کر بولا۔۔۔

"کچھ بھی نہیں ابھی تک تو۔۔۔۔کیا سوچنا چاہئے مجھے بڑے بابا۔۔۔۔بھلا یار کے بعد کچھ سوچنے کو رہ گیا ہے کیا۔۔۔۔؟"

"کیوں۔۔۔کیا تمہیں آرزو کا خیال نہیں ہے جس کو تم اپنی ماں مانتے ہو۔۔۔۔۔کیا اس کو اس حال میں ہی چھوڑ دو گے۔۔۔۔؟"

حسان کے حواس جھنجھنا اٹھے۔۔۔اس طرف اس کا دھیان ہی نہیں گیا تھا۔۔۔۔اسے آرزو ماما کی فکر تھی مگر وہ یسار کے غم میں اس قدر الجھا ہوا تھا کہ ان کی حالت کی سنگینی بھی پس پشت ڈال دی تھی۔۔۔۔اس کے دل کو ملال نے گھیر لیا۔۔۔۔بھلا کسی ماں کے جوان بیٹے کو کھو دینے سے بڑا دکھ تھا اس کا۔۔۔۔؟وہ پورا چوکنا ہو کر سیدھا ہوا اور عباد لودھی کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے رسان سے بولا۔۔۔

"جو آپ کہیں۔۔۔۔جیسا آپ کہیں۔۔۔میں آپ کی ہر بات مانوں گا بڑے بابا۔۔۔۔آرزو ماما ٹھیک ہو جائیں، آج سے یہی میرے نزدیک سب سے اہم ہے۔۔۔۔!"

عباد لودھی نے فرط محبت سے اس کا ماتھا چوم لیا۔۔زینیہ کی آنکھیں بھی بھر گئیں۔۔۔۔اسے تو اپنے دونوں بھائی جان سے پیارے تھے۔۔۔۔بچپن سے اسے یہ باور کرادیا گیا تھا کہ اس کے دو بھائی ہیں، اس نے کبھی یسار اور حسان میں فرق ہی نہیں سمجھا تھا۔۔۔۔اس نے یسار کو کھویا تھا تو حسان کے لئے اس کی فکرمندی دوچند ہو گئی تھی۔۔۔اس نے ٹرے چھوٹی سی گلاس ٹیبل پر رکھی اور حسان کو چیز سینڈوچز کی پلیٹ پکڑاتے ہوءے بولی۔۔

"حسان۔۔۔!مجھے تم نے ہمیشہ اپنی آپی کہا ہی نہیں سمجھا بھی ہے۔۔۔آج تم سے تمہاری بہن اپنی ماں کی زندگی بچانے کے لیئے ایک ریکوئسٹ کرتی ہے۔۔۔۔مجھے یقین ہے کہ تم مجھے نا نہیں کروگے۔۔۔۔!"

"کیسی ریکوئسٹ۔۔۔؟"حسان کے پوچھنے پر زینیہ نے عباد لودھی کی جانب دیکھا۔۔۔وہ کچھ لمحے شش و پنج سے زینیہ کو دیکھتے رہے جیسے بات کرنے کے لئے سرا ڈھونڈ رہے ہوں پھر طویل سانس اندر کھینچ کر حسان کو بغور دیکھتے رہے، یہاں تک کہ ان کی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔۔ان کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔۔۔

"یسار۔۔۔۔۔!"

"جی بڑے بابا۔۔۔۔!" حسان تڑپ کے بولا۔۔۔

"تمہیں یسار بن کر پاکستان جانا ہو گا حسان۔۔۔" عباد لودھی خود کو سنبھالتے ہوئے بولے۔۔۔ "تم حسان بن کر نہیں جاؤ گے۔۔۔ کیونکہ وہاں تمہیں کوئی نہیں جانتا ہو گا۔۔۔ شائد تمہیں میرا بھتیجا ہونے کے ناتے تمہارے نانا ملنا بھی گوارا نا کریں۔۔۔۔ لیکن اگر تم ان کے نواسے کی حیثیت سے جاؤ گے تو وہ تم سے اپنی ناراضی کا اظہار تو ضرور کریں گے مگر نفرت نہیں کر پائیں گے۔۔۔۔ کرنے کو ایسا بھی کیا جا سکتا ہے بیٹا کہ انہیں یسار کی موت اور آرزو کی حالت کے بارے میں بتا دیا جائے تو شائد ان کے دل نرم ہو جائیں مگر مجھے پاکستان میں موجود میرے کزن نے بتایا ہے کہ تمہارے ماموں کی موت کے بعد تمہارے نانا کو فالج ہو چکا ہے۔۔۔ اگر یہ خبر انہیں ایک دم سے دی گئی تو نا جانے ان کے کمزور اور بوڑھے اعصاب سہہ بھی پائیں گے یا نہیں۔۔۔۔ اس لئے تمہیں یسار بن کر وہاں جانا ہو گا حسان۔۔۔ ان کے دل نرم کرنے ہوں گے۔۔۔ تمہاری آرزو ماما کو اپنے دا.جی سے اس قدر محبت ہے کہ مجھے یقین ہے اگر وہ اسے پکاریں تو آرزو کومہ سے باہر آ سکتی ہے۔۔۔۔ ایک چانس ہے بیٹا۔۔۔ اور تمہیں یہ چانس اویل کرنا ہے حسان۔۔۔۔ ہم سب کی خاطر۔۔۔ یسار کی خاطر۔۔۔۔!"

وہ گم صم بیٹھا ان کی بات سن رہا تھا۔۔۔ اس کے حواس شل سے ہو رہے تھے۔۔۔ یہ بہت بڑا رسک تھا۔۔۔ وہاں جا کر سچویشن کچھ بھی ہو سکتی تھی۔۔۔ لیکن اس نے حامی بھر لی۔۔۔۔ عباد لودھی نے ایک بار پھر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اسے ایک ایک اور یاد دہانی کرواتے ہوئے بولے۔۔۔

"تمہیں یسار سے کیا ایک اور وعدہ بھی یاد ہے نا۔۔۔" حسان نے انہیں سوالیہ نظروں سے تکا تو وہ بولے۔۔۔ "سلسبیل کو آرزو کی بہو بننا ہے حسان۔۔۔ یہ یسار کی خواہش تھی۔۔۔۔ اور تم اس کی یہ خواہش

بھی پوری کرو گے نا۔۔۔ ہے نا۔۔۔؟" وہ اس کے سامنے اپنی ہتھیلی پھیلاتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔۔۔۔حسان نے سوچنے میں زیادہ وقت نہیں لیا اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھ دیا۔۔۔۔!

پاکستان آنے کے بعد اسے سب سے زیادہ مشکل خان اللہ یار خان کا سامنا کرنا لگا تھا۔۔۔وہ فطری جھجک کا شکار تھا۔۔۔زہرہ خاتون نے تو اسے کھلی بانہوں سے یوں خوش آمدید کہا تھا جیسے کب سے اسی کی منتظر ہوں۔۔۔باقی سب گھر والوں نے بھی اس کا کھلے دل سے استقبال کیا تھا۔۔۔بس دو افراد تھے جن کی نظروں کی کاٹ اور زبان کی دھار اسے سامنے پاتے ہی تیز ہو جاتی تھی۔۔۔داجی اور سلسبیل۔۔۔!

خان اللہ یار خان کے لئے اتنے سالوں بعد بھی ایک دم سے نواسے کا آنا ایسی کوئی اچنبھے کی بات نہیں تھی یا پھر انہیں اپنے تاثرات پر پورا کنٹرول تھا۔۔۔مگر سلسبیل نے پہلی ہی ملاقات میں اسے ایسی نظروں سے دیکھا تھا کہ اسے لگا وہ چوری کر کے بھاگا ہے۔۔۔۔ سلسبیل کا رویہ اس کے لئے ناقابل فہم تھا۔۔۔اسے اتنے بڑے صدمے کے بعد ہرگز بھی یاد نہیں تھا کہ آخری بار یسار نے سلسبیل سے ناراض ہو کر اس سے دستبرداری کا میسج بھیجا تھا۔۔۔جبکہ سلسبیل اسی تناظر میں حسان سے سخت خفا تھی۔۔۔فی الوقت تو حسان کے لئے سب سے اہم خان اللہ یار خان کو رام کرنا تھا اور اس کے لئے اس نے باقاعدہ پلاننگ کے تحت ان کے قریب ہونا شروع کیا۔۔۔ان کو وقت پر دوا دینا، ان کی مالش، فزیو تھراپی، کھانا ناشتہ ہر کام اس نے داجی کی خفگی کے باوجود اپنے ذمے لے لیا تھا۔۔۔اور ایسا کرنا کارگر رہا تھا۔۔۔پہلے خان اللہ یار خان کے تلخ لب و لہجے کا دم خم ختم ہوا، پھر ان کی مزاحمت نے دم توڑا اور رفتہ رفتہ وہ اس کے عادی ہو گئے۔۔۔اس کی اصلیت سب سے پہلے زہرہ خاتون پر کھلی تھی جب ایک دن وہ آرزو کے کمرے کی صفائی کرواتے ہوئے پرانا البم دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ ان

کے پاس ہی بیٹھ کر تصویریں دیکھنے لگا۔۔۔اس میں یسار کے بچپن کی چند تصاویر تھیں جو شروع میں عبادلودھی نے کسی نا کسی طرح اسفندیار ماموں کو بھجوائی تھیں۔۔۔انیہ بی بڑی خوش اور مگن سی اسے ایک ایک تصویر دکھا رہی تھیں جب چھوٹے سے یسار کی تصویر کو دیکھتے وہ بری طرح ٹھٹکی تھیں۔۔۔کتنے ہی پل انہوں نے وہ تصویر کو جانچتی نگاہوں سے دیکھا تھا اور جب نگاہ اٹھا کر حسان کو دیکھا تو لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ سمجھ گیا تھا انیہ بی کو ادراک ہو چکا ہے کہ وہ یسار نہیں ہے۔۔۔۔یسار کی آنکھیں سبزی مائل نیلی تھیں اور آرزو کی طرح ٹھوڑی میں گھڑا مگر حسان کی آنکھیں بھوری تھیں اور ٹھوڑی گول اور ہموار۔۔۔۔وہ دونوں کتنے ہی پل ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے کئی ان کہے راز پڑھنے اور بتانے کی کوشش کرتے رہے۔۔۔۔اور پھر حسان بنا کچھ کہے ان کے پاس سے اٹھ آیا تھا۔۔۔۔!

سب کچھ روٹین کے مطابق جا رہا تھا جب اسے اچانک سے احساس ہونے لگا کہ سلسبیل اس کے دل کے کواڑ کھول کر اندر داخل ہو چکی ہے۔۔۔بیشک وہ پہلی ہی نگاہ میں اس کے بے تحاشا حسن سے متاثر ہوا تھا مگر خوبصورتی اس کے لئے نئی بات ہرگز نہیں تھی۔۔۔اور جس وقت وہ آیا تھا اس کے لئے سب سے اہم دا جی کی ناراضی دور کرنا تھی۔۔۔سلسبیل اس کی ترجیحات میں شامل نہی تھی مگر رفتہ رفتہ اس کے جلے کٹے انداز اور طنز و تشنیع نے حسان کو اس کی جانب راغب کرنا شروع کیا۔۔۔وہ اسے سوچنے لگا اور سوچتے سوچتے وہ محبت کی دہلیز پھلانگ آیا تھا۔۔۔۔اور جب محبت ہو گئ تو اس نے سلسبیل کے جلے کٹے انداز سے خائف ہوتے ہوئے اسے ایک دن کالج چھوڑنے کے بعد وہیں گیٹ کے باہر کھڑے کھڑے یسار کا وہ فیس بک اکاؤنٹ کھولا جس کے ذریعے وہ سلسبیل سے رابطے میں تھا۔۔۔۔۔اسے جاننا تھا کہ آخر یسار نے ایسا کیا کہہ ڈالا تھا جس کو بنیاد بنا کر سلسبیل اس سے بات کرتے ہوئے انگارے چباتی تھی،اس کی آنکھوں سے نفرت کی چنگاریاں

پھوٹتی تھیں۔ اور پھر جب اس نے سلسبیل کے انباکس میں یسار کے میسنجر سے گئے آخری میسج کو دیکھا تو سر تھام کر رہ گیا تھا۔۔۔ یسار صاحب ارمانوں اور آرزوؤں کے محل پر بلڈوزر ہی پھیر گئے تھے۔۔۔ اس نے سلسبیل کے ساتھ واشگاف الفاظ میں اپنی محبت سے دستبرداری کا اعلان کیا تھا۔۔ اتنا جذباتی مکالمہ تھا کہ حسان کو ایک بار تو کھل کر ہنسی آئی تھی۔۔۔ اسے یسار سے ایسی ہی بکواسیات کی توقع رہا کرتی تھی۔۔۔ یسار کی یاد نے اس کی آنکھیں بھگو دی تھیں۔۔۔ اب اسے سلسبیل کا دل صاف کرنا تھا اور اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنی اصلیت اس پر کھول دیتا۔۔۔ اس نے بڑی ہمت دکھاتے ہوئے اس شام چھت پر اعترافِ جرم کرنے کے بعد اعترافِ محبت کیا تھا۔۔۔ جواب میں سلسبیل کے سپاٹ اور جامد تاثرات نے اس کے دل کو ٹھیس پہنچائی تھی کیونکہ وہ بھلے سے اسے یسار سمجھ کر چاہتی رہی ہو مگر اس نے سلسبیل کو سلسبیل جان کر محبت کی تھی۔۔۔ اگر وہ اسے حسان کی حیثیت سے چھوڑ دیتی تو یسار کی موت کے بعد یہ دوسرا کڑا صدمہ ہوتا اس کے لئے۔۔۔ حسان نے اس سے کوئی جواب طلب نہیں کیا تھا، بس اس کے پہلو میں اپنی جیب سے گجرے نکال کر رکھ آیا تھا۔۔۔ اس نے طے کیا تھا کہ اگر کل یہ گجرے یہاں نہیں ہوئے تو مانو زندگی کی نوید تھے اور اگر سلسبیل نے ان کو ہاتھ نا لگایا تو وہ خاموشی سے پیچھے ہو جائے گا۔۔ مگر قدرت نے یہ موقع اسے نہیں دیا اور اگلے ہی دن فیکٹری میں گولی لگنے سے وہ شدید زخمی ہو گیا۔۔۔ یہ سب جو بھی ہوا تھا غیر متوقع تھا مگر اس کے زخمی ہونے نے خان اللہ یار خان کے مزاج کی تلخ پرت اتار دی تھی۔۔۔ ہاسپتل کے ٹھنڈے کمرے میں اس نے نیم غنودگی میں انہیں اپنے لیے تڑپتے دیکھا تھا۔۔۔ کئی بار داجی نے اس کا ہاتھ تھام کر ہونٹوں سے لگایا تھا مگر زبان سے ان کی اس وقت بھی بیٹی کا نام نکلتا تھا۔۔۔۔ وہ جتنے دن ہاسپٹلائز رہا، اتنے دن ہی اس کے سرہانے روزانہ کوئی ہاتھ سے بنا پھولوں کا گلدستہ رکھ جاتا تھا۔۔۔ اور گھر واپسی پر بھی چند دن یہی روٹین رہی

تھی۔۔۔دل کے کسی گوشے میں یہ خیال یقین بن کے براجمان تھا کہ ایسا کرنے والا ایک ہی شخص ہے اور اس نے آخر اسے جالیا تھا۔۔۔سلسبیل کو پھول رکھتے دیکھ کر اس کے دل کی جو کیفیت تھی، وہ اسے لفظوں میں نہیں ڈھال سکتا تھا مگر وہ اس قدر خوش ہوا تھا کہ اس کے اختیار میں ہوتا تو اسی پل آرزو ماما اور بڑے بابا کو پاکستان بلا لیتا۔۔۔سلسبیل نے اس کی محبت قبول کر لی تھی مگر ایک خوفناک ترین مرحلہ مکمل ہیبت کے ساتھ اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔گو کہ خان اللہ یار خان کو اپنی اصلیت بتانی اور آرزو ماما کی حالت کے متعلق آگاہ کرنا دشوار گزار تھا مگر اب کہ وہ کر گزرنے کو تیار تھا۔۔۔ہاسپٹل سے گھر شفٹ ہو جانے کے باوجود داجی مسلسل تھوڑا سا وقت اس کے کمرے میں بتا رہے تھے مگر حسان نے انہیں موقع نہیں دیا تھا کہ وہ اس سے کچھ بھی پوچھتے۔۔۔لیکن آخر کب تک۔۔۔؟

رضا اس کے لیے ناشتے کی ٹرے لے کر آیا تو اس نے داجی کے لئے پیغام بھیجا کہ وہ آج خود ان کے کمرے میں آئے گا۔۔۔وہ جانتا تھا کہ حقیقت بتا دینے کے بعد انجام کچھ بھی ہو سکتا ہے مگر آرزو ماما کو بچانے کی خاطر اسے داجی کو سچ بتانا ہی ہو گا۔۔۔وہ ہمت مجتمع کرتا ان کے کمرے میں آیا تو وہاں سبھی کو موجود پا کر ایک لمحے کو تو وہ سٹپٹا گیا۔۔۔۔داجی نے اپنی بانہیں وا کیں تو وہ ذرا سی بھی تاخیر کیے بنا ان میں سما گیا۔۔۔وہ اس سے اپنے سابقہ رویئے کی معافی مانگ رہے تھے۔۔۔۔یار سن دماغ لیے ان کا حرف حرف سن رہا تھا۔۔۔وہ نظیں جھکائے ان کی باتوں کا جواب دیتے ہوئے مسلسل الفاظ کا چناؤ کر رہا تھا۔۔۔۔وہ ذہنی طور پر تھک چکا تھا۔۔۔آر یا پار۔۔۔۔جو ہونا ہے سو ہو جائے۔۔۔۔۔اور پھر اس نے اپنی آنکھیں پوری شدت سے میچ کر کھولیں اور دھماکہ کر دیا۔۔۔۔کمرے میں ایسی خاموشی چھا گئی جیسے وہاں موجود ہر شخص کے پرخچے اڑ گئے ہوں۔۔۔۔۔یہ ایسی سچائی تھی جس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔لیکن حسان کو ذہنی کشمکش میں

گزرے سارے عرصے کی نسبت اس وقت اپنا آپ بہت ہلکا پھلکا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ایک بوجھ تھا جو اس کے دل و دماغ سے اتر گیا تھا۔۔۔۔اس نے اپنا فیصلہ تقدیر پر چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔!

خان اللہ یار خان کے وسیع و عریض کمرے میں ایسی خامشی چھائی تھی جیسے کسی نفس میں سانس باقی نا رہ گئی ہو۔۔۔ سبھی ادھ کھلے منہ لیے حسان کا چہرہ تک رہے تھے سوائے سلسبیل کے جسے اس شام وہ سب کچھ بتا چکا تھا۔۔۔زہرہ خاتون کو یسار کی تصویر دیکھ کر اور اپنے سامنے بیٹھے حسان کے چہرے کے نقوش میں فرق نے فوراً یہ باور تو کرا دیا تھا کہ یہ لڑکا یسار نہیں مگر وہ خاموش کیوں رہی تھیں تو اس کے پیچھے محض یہ وجہ تھی، کہیں ایسا نا ہو کہ ان کے شور مچانے سے آرزو کے لئے راہیں ہموار کرنے آیا یہ لڑکا ناکام ہو جائے۔۔۔وہ کوئی چور اچکا تو ہرگز نہیں تھا کیونکہ انہوں نے خود اسے موبائل پر عباد لودھی کے ساتھ ویڈیو کال کرتے دیکھا تھا۔۔عباد لودھی ان کے داماد تھے، انہیں پہچاننے میں تو کم از کم وہ کوئی مغالطہ نہیں کھا سکتی تھیں۔۔۔حسان کی پشت پر کچھ فاصلے پر ذرا ہٹ کر کھڑی زہرہ خاتون نے داماد کی ڈھیروں بلائیں لی تھیں۔۔۔۔انہیں خان صاحب کا خوف نا ہوتا تو شائد وہ اسی وقت سامنے آ کر ہر بندش ختم کر دیتیں اور آرزو کو بلا کر اپنی آنکھوں کی پیاس بجھاتیں۔۔۔ مگر یہ تو انہوں نے گمان بھی نا کیا تھا کہ آرزو اس عرصے میں دنیا و مافیہا سے بے خبر بستر پر مردے کی طرح پڑی ہیں۔۔۔۔ان کی بیٹی کس جان لیوا صدمے سے گزر گئ اور انہیں خبر بھی نا ہوئی۔۔۔سب سے پہلی سسکی آواز کی صورت زہرہ خاتون کے حلق سے برآمد ہوئی اور کمرے کے سکوت میں ارتعاش پیدا ہوا۔۔۔۔۔اس کے بعد فاطمہ ممانی بھی رو پڑیں۔۔۔دیکھا دیکھی ہنی بھی بچوں کی طرح ماں سے لپٹ گئ اور بلک اٹھی۔۔۔۔رضا، انیا بی کے کندھے مسلتا انہیں دلاسہ دے رہا

تھا۔۔۔۔ حیرت تو اسے بھی تھی کہ اتنا بڑا سچ چھپائے حسان ان کے درمیان رہا تھا لیکن اسے حسان پر غصہ ہر گز نہیں آیا تھا شائد اس لیے کہ اسے حسان سے بڑے بھائی جیسی انسیت ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ لیکن پھو پھو کے بیٹے کا غم اپنی جگہ تھا۔۔۔ اس نے جھجکتے ہوئے دا جی کی اور دیکھا، وہ واحد تھے جن کے چہرے کے تاثرات پتھریلے سے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔۔ حسان دونوں ہتھیلیوں کو آپس میں جوڑے ان سے پیشانی ٹکائے ان کے رد عمل کے لیے بلکل تیار بیٹھا تھا۔۔۔۔ دفعتا اس کے کانوں نے کسی کے رونے کی آواز سنی جیسے کوئی منہ بھینچے تکلیف ضبط کرنے کی کوشش میں نڈھال ہو رہا ہو۔۔ اس نے سر اٹھا کے ارد گرد کا جائزہ لیا مگر کوئی بھی اس طرح سے روتا دکھائی نا دیا۔۔۔ اس نے بے یقینی سے یکدم گردن موڑ کر دا جی کو دیکھا تو وہ بیڈ کراؤن سے سر ٹیکے چہرہ اونچا کیے زارو قطار رو رہے تھے۔۔۔۔ ان کو یوں دیکھ کر سبھی کے دل مسلے گیے تھے۔۔۔۔ سلسبیل تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھی اور ان کے سینے سے جا لگی۔۔۔۔۔ اس کے دا جی۔۔۔ اسکے پیارے دا جی۔۔۔۔ کیسی آن بان تھی ان کی اور آج وہ نا جانے کس کس غم کو بچوں کی طرح رو رہے تھے۔۔۔۔۔ زندگی نے کیسا کڑا امتحان لیا تھا ان سے۔۔۔۔ ان کی دو ہی اولادیں اور دونوں ہی ان سے بچھڑ گئیں۔۔۔۔ ایک کو موت لے گئی اور دوسری موت کے بستر پر تھی۔۔۔۔۔ حسان انہیں بے بسی سی دیکھ کر رہ گیا۔۔۔۔ وہ سمجھ سکتا تھا کہ یسار کی مرنے کی خبر نے انہیں کیسا دھچکا دیا ہو گا۔۔۔۔۔ وہ ان کا نواسہ تھا۔۔۔۔ حسان تو ان کا کچھ بھی نہیں تھا تو پھر بھلا انہیں اس کے ساتھ کسی بھی قسم کی ہمدردی کیسے ہو سکتی تھی بھلا۔۔۔ وہ تو محض اپنے فرض کی انجام دہی کے لیے آیا تھا۔۔۔۔ اسے خان اللہ یار خان کے دل میں اپنے لیے نرم گوشہ پیدا کرنا تھا سو وہ اس میں کامیاب ٹھہرا تھا۔۔۔ اس کی آرزو ماما کو ڈاکٹرز کے بقول کوئی بے حد اپنا ہی زندگی کی طرف لوٹا سکتا تھا اور دا جی سے زیادہ پیار تو شائد انہوں نے یسار سے بھی نہیں کیا تھا۔۔۔۔ اپنے باپ

سے ان کی محبت کا تو وہ خود گواہ تھا۔۔۔ داجی کے ہر جنم دن پر وہ صدقہ خیرات کرتی تھیں۔۔۔ گھر میں کیک بیک کر کے بند کمرے میں اکیلی ہی سیلیبریٹ کررتی تھیں اور خوب سارا روتی تھیں۔۔۔ ایسے میں عباد لودھی ان سب کو باتوں میں الجھائے رکھتے تھے۔۔۔ وہ بیوی کے مزاج شناس تھے اس لیے مکمل تنہائی فراہم کرتے تھے، کبھی بھی مخل ہونے کی کوشش نہیں کرتے تھے۔۔۔۔!

حسان آزردگی کے ساتھ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ اسے یہاں مزید رکنے کا جواز نہیں سوجھ رہا تھا لہذا باہر جانے کے لیے دروازے کی طرف مڑا۔۔۔۔

"اپنے داجی کے سینے سے نہیں لگو گے حسان۔۔۔۔۔؟"

یہ آواز اس کی پشت سے ابھری تھی اور بلاشبہ خان اللہ یار خان کی تھی۔۔۔۔ وہ بے یقینی سے پلٹا۔۔۔ داجی بانہیں کھولے اس کے منتظر تھے۔۔۔۔ مزید ایک پل کی بھی تاخیر کیے بنا وہ ان کے سینے سے جا لگا۔۔۔۔

حسان کا ضبط جواب دے گیا۔۔۔ کب کے ٹھہرے آنسو بہہ نکلے۔۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے سینے سے لگے ہر دکھ رونے لگے۔۔۔ زہرہ خاتون اس منظر کو دیکھ دیکھ سیر نہیں ہو رہی تھیً۔۔۔۔ ساری فضا جیسے تبدیل ہو کر رہ گئ تھی۔۔۔۔

"مجھے معاف کر دو بچے۔۔۔۔ میں نے اذیت میں ایک عمر گزار دی۔۔۔ مجھے معلوم ہو بھی گیا کہ میری آرزو بے گناہ ہے تب بھی جھوٹی انا کی کھوکھلی پوٹلی کندھوں پر اٹھائے رہا۔۔۔ اسی انتظار میں رہا کہ آرزو خود آئے اور مجھ سے معافی مانگے، میں اسے فوراً معاف کر دوں گا مگر پہل اسی کی طرف سے ہو۔۔۔ میری آرزو بھی ایسی ناک والی نکلی کہ کہ کتنا ظلم بہانہ بنا ڈالا مجھے جھکانے کا۔۔۔۔ مجھ سے بڑا غم دل پر لا دے وہ مجھ پر سبقت لے گئ۔۔۔۔ مجھے اپنی آرزو کو ہوش میں لانا ہے حسان۔۔۔" وہ اسے اپنے سینے سے الگ کرتے

ہوئے پورے جوش سے بولے۔۔"تم۔۔۔تم ابھی میری بات کراؤاس سے۔۔۔۔۔دیکھنا۔۔۔وہ میری آواز سن کر ضرور جاگے گی۔۔۔۔۔وہ اپنے داجی کو ملے بغیر کبھی نہیں جاسکتی۔۔۔۔۔تم میری بات کراؤ۔۔۔۔!"

شش و پنج میں مبتلا حسان نے رضا کا لیپ ٹاپ منگوایا اور اسکائپ پر عباد لودھی کو کال ملائی۔۔۔۔لیپ ٹاپ کی اسکرین داجی کی گود میں رکھ کر خود وہ ان کے کندھے سے کندھا جوڑ کر یوں بیٹھ گیا جیسے داجی کا جگری یار ہو۔۔۔ سبھی کے چہروں پر مسکراہٹ کھل اٹھی۔۔۔ سلسبیل نے زیر لب اسے کچھ کہا اور مسکراہٹ چھپاتے ہوئے منہ پھیر لیا۔۔۔۔زہرہ خاتون بھی اٹھ کر داجی کے دوسری طرف آکر بیٹھ گئیں۔۔۔ابھی ارد گرد اکھٹے ہوئے لیپ ٹاپ اسکرین کو یوں دیکھ رہے تھے جیسے اس میں سے آرزو کو باہر کھینچ نکالیں گے۔۔۔۔فاطمہ ممانی گرما گرم چائے کا کہنے کچن کی طرف گئی تھیں۔۔۔سارے میں رنگ ٹون کی آواز مرتعش ہو کر سب کے جی گرما رہی تھی۔۔۔۔۔ساتویں بیل پر کال پک کر لی گئی. اور عباد لودھی کا چہرہ اسکرین پر نمودار ہوا۔۔۔۔انہوں نے قدرے تھکے تھکے انداز میں کال پک کی تھی لیکن اگلے ہی پل انہیں کرنٹ لگا۔۔۔انہوں نے اپنی آنکھوں کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے ملا اور شرٹ کی اوپری جیب سے نظر کی عینک نکال کر فورا آنکھوں پر لگائی۔۔۔۔عینک کے شیشوں کے پیچھے سے ان کی بے تحاشا کھلی آنکھیں دیکھ کر یہاں موجود تمام افراد ہنس دیئے۔۔۔۔سب سے اونچا اور فریش قہقہہ حسان کا تھا جسے داجی کے پہلو سے لگا دیکھ کر عباد لودھی کی آنکھ بھر آئی۔۔۔ان کا بیٹا اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔۔داجی نے ان سے یوں بات چیت کی جیسے روزانہ سیاست پر بحث و مباحثہ ہوتا ہو۔۔۔۔عباد لودھی کی خوشی سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی۔۔۔وہ دوسری طرف سے مسلسل ہوتے دھڑا دھڑ سوالوں کا ہنستے

ہوئے جواب دے رہے تھے۔۔۔۔۔جب سب جو منہ میں آیا بول چکے تو داجی نے حسرت آمیز لہجے میں عباد لودھی سے کہا۔۔۔

"عباد۔۔۔۔بیٹا مجھے میری آرزو دکھاؤ۔۔۔اسے میری آواز سناؤ بیٹا۔۔۔وہ جاگ جائے گی۔۔۔اسے بچپن سے عادت تھی، صبح صرف میری آواز سے اٹھتی تھی۔۔۔آج بھی وہ میری آواز سے اٹھے گی۔۔۔۔اسے کہو کہ اس کے داجی اس سے بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔!"

عباد لودھی اپنی دونوں آنکھوں کو جھپک کر اثبات کا اشارہ کرتے آرزو کے کمرے کی طرف چل دئے۔۔۔سبھی بچے آرزو پھوپھو کے اسکرین سے نظر آتے خوبصورت گھر کو ستائش سے دیکھ رہے تھے۔۔زہرہ خاتون نے نظروں ہی نظروں میں کئی بلائیں لے ڈالیں۔۔۔عباد لودھی ایک کمرے میں داخل ہوئے اور موبائل کی اسکرین کا رخ آرزو کے بیڈ کی جانب پھیر دیا۔۔۔سامنے وسیع بیڈ کے وسط میں آرزو کا سانس لیتا بے سدھ وجود لیٹا تھا۔۔۔ان کی اٹینڈنٹ ان کے پاس سے ہٹ کر ذرا فاصلے پر جا کھڑی ہوئی۔۔۔۔داجی اور زہرہ خاتون سکتہ زدہ سے یک ٹک آرزو پھوپھو کو دیکھے جا رہے تھے۔۔۔۔کتنے عرصے بعد یہ جان سے پیارا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔۔کتنا وقت برباد ہو گیا۔۔۔کیسے کیسے حادثات ہو چکے۔۔۔آرزو کا حسن و جمال کی مثال چہرہ زرد رو ہو چکا تھا۔۔۔وہ پلکیں موندے دنیا مافیہا سے بے خبر نا جانے کن جہانوں کی سیر پر تھیں۔۔۔۔زہرہ خاتون کے پیٹ میں مارے تکلیف کے گرہیں سی پڑ گئیں۔۔۔۔داجی کی آنکھ سے ایک آنسو مزید ٹپکا اور پھر انہوں نے اپنی آنکھیں سختی سے پونچھ لیں۔۔۔۔

"آرزو۔۔۔۔!" ایک گونجدار آواز پکار تھی جو خان اللہ یار خان کے حلق سے نکلی تھی۔۔۔"آرزو۔۔۔اٹھو بیٹا۔۔۔۔۔میں تمہارا داجی۔۔۔۔تمہارا داجی آرزو۔۔۔اپنے داجی کو معاف کرو۔۔۔۔ان

کی تکلیف کم کرو آرزو۔۔۔۔۔ میری لور (بیٹی) ہوش میں آجاؤ۔۔۔ اپنے داجی سے بات کرو۔۔۔ اپنی ادے سے بات کرو آرزو۔۔۔ تمہیں ایک بے بس باپ کی التجا کا واسطہ۔۔۔ جاگ جاؤ آرزو۔۔۔۔!"

موبائل اب آرزو کے کانوں کے قریب رکھا تھا۔۔۔ اور خان اللہ یار خان مسلسل اسے پکارے جا رہے تھے۔۔۔۔ عباد لودھی جانتے تھے کہ وہ ان کی ہر آواز سن رہی ہیں مگر کس دن رسپانڈ کریں گی، یہ کوئی نہیں بتا سکتا تھا۔۔۔۔!

خان اللہ یار خان کم ہمت تو کبھی بھی نہیں رہے تھے۔۔۔ اب بھی کمر کس لی تھی۔۔۔ اپنی بیٹی کو زندگی کی طرف لوٹانے کی خاطر وہ ساری ساری رات جاگ کر اسے ہکار سکتے تھے۔۔ اس سے باتیں کر سکتے تھے۔۔۔۔ حسان ان کی دن رات کی تگ و دو کا گواہ تھا۔۔۔ اگر وہ خود مکمل تندرست ہوتے تو کبھی کے بیٹی کے پاس کیلیفورنیا پہنچ چکے ہوتے۔۔۔۔ مگر یہاں آ کر وہ بے بس تھے۔۔۔ انہوں نے زہرہ خاتون کی بے چینی دیکھتے ہوئے انہیں اجازت دی تھی کہ وہ بیٹی کے پاس چلی جائیں مگر وہ شوہر پرست عورت تھیں۔۔۔ شوہر کو یہاں چھوڑ کر جانے پر راضی نہیں ہوئیں۔۔۔ بس دونوں یہیں سے پوری کوشش جاری رکھے ہوئے تھے۔۔۔ رضا نے لیپ ٹاپ مسلسل اوپن اسکرین کے ساتھ داجی کے بلکل سامنے رکھ چھوڑا تھا، یہی انتظام عباد لودھی نے وہاں کر رکھا تھا۔۔۔ دن رات، صبح دوپہر شام آرزو تھیں، آرزو کی باتیں تھیں اور آرزو کی یادیں تھیں۔۔۔ پتھر میں پانی سوراخ کر سکتا ہے تو باریک گوشت کے ریشوں سے بنے انسان کی نسوں میں جذبات کی گرمی خون بن کے کیوں نہیں دوڑ سکتی۔۔۔ ہو سکتا ہے۔۔۔ سب ہو سکتا ہے۔۔۔ یقین کامل ہو تو سنگریزے بول اٹھتے ہیں۔۔۔ اللہ پر بھروسہ ہو تو مردہ ماں کے بطن سے زندہ بچے کی ولادت ہو سکتی ہے۔۔۔۔ وہ قادر ہے۔۔۔ وہ کر سکتا ہے۔۔۔!

شائد گیارہواں دن تھا۔۔۔خان اللہ یار خان نے حساب نہیں رکھا تھا دنوں کا۔۔۔انہوں نے پلوں کا حساب رکھا تھا۔۔وہ ایک ایک پل گنتے تھے اس انتظار میں کہ کب ان کی لوران کی پکار پر جاگ اٹھے۔۔۔اور یہ صبح فجر کا وقت تھا۔۔۔خان صاحب کو وضو کروا کے حسان ابھی ابھی وہیل چیئر پر بٹھا کر نماز پڑھنے گیا تھا۔۔۔وہ کبھی بھی باقاعدہ نماز نہیں پڑھا کرتا تھا مگر پاکستان آنے کے بعد یہاں سب کی پختہ عادت دیکھ کر پہلے مجبوراً اور پھر دل کی راحت کی خاطر نماز کا پابند ہو چکا تھا۔۔۔خان صاحب نے بیٹی کا چہرہ دیکھ کر، اس سے ایک آدھ بات کرنے کے بعد نیت باندھی تھی۔۔۔زہرہ خاتون بھی اپنے تخت پر نماز پڑھ رہی تھیں۔۔۔اور جس وقت فرض پڑھ کر خان صاحب نے سلام پھیرا تو نگاہ بائیں طرف رکھے لیپ ٹاپ کی اسکرین سے نظر آتے آرزو کے وجود پر پڑی۔۔۔وہ اسے بغور دیکھنے لگے۔۔۔انہوں نے آنکھیں سکیڑیں۔۔۔پھر پلکیں جھپک کر دوبارہ دیکھا تو ان کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا۔۔۔آرزو کے پیروں میں جنبش ہوئی تھی۔۔۔اس کے لحاف میں خفیف سی حرکت پیدا ہوئی تھی اور یہ ان کا وہم نہیں تھا۔۔۔یہ ہر گز بھی ان کا وہم نہیں تھا۔۔۔انہوں نے چلا کر زہرہ خاتون کو پکارا

"خانم۔۔۔۔۔خانم۔۔۔آرزو کو دیکھو۔۔۔خانم، آرزو کے پیر ہلے

ابھی۔۔۔۔حسان۔۔۔۔رضا۔۔۔۔فاطمہ۔۔۔۔۔سبھی یہاں آؤ۔۔۔۔۔!"

وہ اب حلق کا پورا زور لگا کر گھر والوں کو اکٹھا کر رہے تھے۔۔۔۔زہرہ خاتون نے بمشکل سلام پھیرا تھا اور ڈولتے قدموں سے اسکرین تک پہنچی تھیں۔۔۔۔آرزو کے جسم میں مزید کوئی حرکت نہیں ہوئی تھی مگر آرزو کی اٹینڈنٹ ان پر جھکی ہوئی تھی اور ساتھ وہ مسلسل اس مشین کی ریڈنگ چیک کر رہی تھی جو مختلف

نالیوں کے ساتھ آرزو کے جسم سے منسلک تھی۔۔۔اس مشین کے ذریعے مریض میں ہونے والی امپر وومنٹ کا فورا پتا چل جاتا ہے۔۔۔رہی سہی تصدیق حسان نے کر دی جب اس نے وہاں آکر اٹینڈینٹ سے شستہ لہجے میں بات چیت کی۔۔۔اس کے بقول آرزو کے جسم میں حرکت ہوئی تھی اور اب انہیں فوری طور پر ہاسپٹل لے جانا ضروری تھا۔۔۔حسان نے وہیں سے فورا بڑے بابا کو کال کر دی تھی۔۔۔وہ جانتا تھا کہ عباد لودھی اس وقت کچھ دیر کے لیے اسٹور جاتے تھے۔۔۔۔ان کے پہنچنے تک آرزو کی اٹینڈینٹ ایبولینس کال کر چکی تھی۔۔۔۔۔!

آرزو کو فوری طور پر آئی سی یو میں رکھا گیا اور ان کی نیورو ٹریٹمنٹس اسٹارٹ کر دی گئیں۔۔۔اور اگلے بتیس گھنٹوں کے بعد انہیں عباد لودھی نے آرزو کے کومہ سے نکل آنے کی نوید سنا دی۔۔۔زینیہ بھی وہاں پہنچ چکی تھی اور پل پل کی رپورٹنگ کر رہی تھی۔۔۔۔"خان ولا" میں شادی کا سماں تھا۔۔۔ہر کوئی بے حد خوش تھا۔۔۔آرزو کے وقت کے چند ملازمین ابھی تک یہیں تھے،ان کی بھی خوشی دیدنی تھی۔۔۔خان اللہ یار خان اور زہرہ خاتون یوں مسرور تھے جیسے آج ہی آرزو کی پیدائش ہوئی ہو۔۔۔۔خان صاحب بار بار حسان کی پیشانی چومتے اور یہ سب اسی کے خلوص کا ثمر قرار دیتے۔۔۔۔حسان واپسی کرنا چاہ رہا تھا مگر عباد لودھی نے اسے روک دیا۔۔۔ان کا ارادہ خود پاکستان آنے کا تھا بس آرزو کے تھوڑا سا اسٹیبل ہونے کا انتظار تھا۔۔۔ابھی آرزو کی زیادہ کسی سے بات چیت نہں کروائی گی تھی۔۔۔خان صاحب نے بھی عباد کو منع کر دیا کہ آرزو کو ان کے متعلق کچھ نا بتایا جائے،ان کی بیٹی کے اعصاب ابھی کمزور ہیں،ایسا نا ہو کہ وہ یہ خوشی سہار نا پائے۔۔۔ویسے بھی ہوش میں آتے ہی آرزو کو یسار کے علاوہ کچھ سوجھتا نہیں تھا۔۔۔وہ بے تحاشا روتی رہی تھیں۔۔۔ان کے قرار کی خاطر عباد لودھی نے انہیں بتا دیا تھا کہ ان کے دا جی،ان سے راضی ہو گئے

ہیں اور وہ انہیں جلد پاکستان ان سے ملوانے لے جانے والے ہیں۔۔۔۔وہ بے یقینی سے شوہر کا منہ دیکھتی رہی تھیں اور ایکبار پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔۔۔حسان کا وہ مسلسل پوچھ رہی تھیں اور زینیہ کے فورس کرنے پر عباد لودھی کو انہیں ساری بات بتانی پڑی تھی۔۔۔آرزو ششدر تھیں کہ ان کی بے ہوشی کے عالم مین اتنا کچھ ہو گیا۔۔۔۔ان کا لاشعور انہیں یاد دلاتا تھا کچھ مانوس لہجے، آوازیں اور مسلسل باتیں مگر اس سے زیادہ انہیں کچھ بھی یاد نہیں آتا تھا۔۔۔۔عباد لودھی صرف ماں کی ممتا کی تسکین کی خاطر انہیں یسار کی قبر پر لے گئے تھے۔۔۔۔وہ بیٹے کی مٹی سے لپٹ لپٹ کر اس قدر روئیں کہ یسار کی قبر کی مٹی میں ان کے آنسو جذب ہو گئے۔۔۔یقیناً اس پر اپنی ماں کی بے تحاشا محبت کا یہ تحفہ ابر رحمت کی صورت برسا ہو گا۔۔۔عباد لودھی انہیں بمشکل گھر لے آئے۔۔۔۔پچھلا تمام عرصہ اتنی ذہنی پراگندی رہی تھی کہ گھر بے توجہی کا شکار ہو رہا تھا۔۔۔۔ تھوڑا تھوڑا کر کے گھر سمیٹتے ہوئے آرزو کو قدم قدم پر یسار یاد آتا رہا۔۔۔اس کے پھیلاوے۔۔۔اس کے اور حسان کے تماشے۔۔۔کچن میں کی گئی تباہ کاریاں۔۔۔ہر بات میں اس کی یااد تھی۔۔۔ایسے میں حسان مسلسل ان سے رابطے میں تھا۔۔۔اس سے بات کر کے انہیں یوں ہی لگتا جیسے یسار انہیں دلاسہ دے رہا ہو۔۔۔۔عباد لودھی نے جلد از جلد انتظامات مکمل کئے اور دو ہفتے بعد وہ اور آرزو ستائیس سال بعد پاکستان جا رہے تھے۔۔۔۔!

ائیر پورٹ پر قدم رکھتے ہی عباد لودھی نے فوراً آرزو کو بازوؤں کے گھیرے میں لے لیا تھا۔۔۔وہ ان کی ذہنی حالت سے خائف تھے۔۔۔۔بہت سنگین بیماری سے اٹھیں تھیں وہ، ایسے میں وہ نہیں چاہتے تھے کہ جذبات میں آ کر ان کی حالت مخدوش ہو۔۔۔۔خود وہ مرد ہو کر اپنی خوشی اور دلی کیفیات کو بیان کرنے سے قاصر تھے

تو آرزو تو نازک اطوار اور جذبات رکھنے والی عورت تھیں جو ذرا سی احساسات کی گرمی سے موم کی طرح پگھلتی تھیں۔۔۔۔

انہیں لینے کے لیے حسان کے ساتھ سبھی گھر والے آئے تھے سوائے زہرہ خاتون اور خان اللہ یار خان کے۔۔۔۔۔بڑا عجیب منظر تھا جب آرزو، فاطمہ ممانی کے گلے لگیں تھیں۔۔۔۔دونوں ہاتھوں میں ان کا چہرہ لے کر دیکھتی رہیں۔۔۔۔اسفندیار کی بیوی تھی یہ۔۔۔۔بڑی چاہ سے بیاہ کر لایا ہو گا۔۔۔۔فاطمہ ممانی ان کی دور پرے کی رشتے دار تھیں اور اپنے چھوٹے بھائی کی محبت کی آرزو تب سے رازدار تھیں جب وہ ابھی اپنے داجی کے گھر میں تھیں۔۔۔۔رضا اور ہنی کے منہ چومتے، ان کی پیشانیوں کے بوسے لیتے انکا جی نہیں بھر رہا تھا۔۔۔اور جب وہ سب سے پیچھے کھڑے حسان کی طرف بڑھیں تو عباد لودھی پوری وارفتگی کے ساتھ اس کے گلے لگے ہوئے تھے۔۔۔۔

آرزو بے خودسی اس کے قریب آئیں اور ان کے صبر کا پیمانہ چھلک گیا۔۔۔۔

"سانی۔۔۔۔تمہارا یار تو مجھے چھوڑ گیا، تم بھی مجھے چھوڑ آئے۔۔۔تم دونوں کو اپنی ماں کا خیال نا آیا۔۔۔۔!"

وہ اس کے گلے لگی سسکتے ہوئے شکوہ کر رہی تھیں۔۔۔انہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ طویل وقفے کے بعد حسان سے مل رہی ہیں۔۔۔۔۔حسان نے جواب مین ایک لفظ بھی نا کہا بس خاموشی سے ان کا باٹل گرین اسکارف سے ڈھکا سر چوم لیا۔۔۔۔ویسے بھی یسار کا نام لینا ہی اس کی یاد کو کھرنڈ لگے زخم کی طرح چھیل دیتا تھا۔۔۔۔کوئی اس کا سینہ چیر کے دیکھتا کہ یسار اس کے لیے کیا تھا۔۔۔۔!

جوں جوں گھر نزدیک آتا جا رہا تھا توں توں آرزو کے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔۔۔۔۔عباد لودھی نے ایک بار پھر ہمیشہ کی طرح ان کے شانوں پر بازو دراز کیا اور اپنے ساتھ لگا لیا۔۔۔۔ان کے لیے آرزو آج بھی

وہی تھیں جو ستائیس سال پہلے۔۔۔۔۔ ویسی ہی سہمی ہوئی ہرنی سی۔۔۔ ویسی ہی سنہری تتلی کے پروں سی نازک۔۔۔۔!

گاڑی حسان چلا رہا تھا۔۔۔ اس نے گھر پہنچ کر ہارن دیا تو گیٹ خود کار طریقے سے کھلتا چلا گیا۔۔۔ ایک طرف کھڑے گارڈ نے ہاتھ سے علامتی سلام کیا۔۔۔ حسان نے ریخ روور اندر وسیع وعریض پورچ میں لا ٹھہرائی۔۔۔ آرزو حق دق سب جگہ نظر دوڑا رہی تھیں۔۔۔ سب کچھ ویسا کا ویسا تھا بس معمولی تبدیلیاں دکھائی دے رہی تھیں۔۔۔ چھوٹے سے باغ نما لان پر نگاہ دوڑائی تو ہونٹ کاٹ کر رہ گئیں۔۔۔ کونے میں آج بھی آم کا درخت تھا اور اس کی ڈال پر خستہ حال جھولا اب بھی لپٹا ہوا تھا۔۔۔ یہ جھولا داجی نے اس کے لیے ڈالا تھا۔۔۔ حیرت کی بات تھی کہ اسے اتارا نہیں گیا تھا۔۔۔ وہ فاطمہ ممانی کی معیت میں اندر کی جانب بڑھیں۔۔۔ کونے کھدروں سے پرانے ملازمین نے جھانکنا شروع کر دیا تھا مگر وضعداری ان میں بھی تھی۔۔۔ وہ جانتے تھے کہ اتنے عرصے بعد آئی آرزو سے اس کے ماں باپ سے پہلے ملنا نامناسب ہو گا۔۔۔ رضا اور ہنی مسلسل چونچیں لڑا رہے تھے۔۔۔ حسان نے آرزو اور عباد کو بتایا کہ یہ دونوں جب بہت زیادہ ایکسائیٹڈ ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کے پر کترتے ہیں۔۔۔۔ ہنی کے ہاتھ میں اب بھی حسب معمول چپس کا پیکٹ تھا۔۔۔ حسان کی بات پر وہ سب جی کھول کے مسکرا دیے۔۔۔۔ اندر داخل ہوئے تو ناک کی سیدھ میں لونگ روم تھا۔۔۔۔ یہاں آکر آرزو کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خواب کی سی کیفیت میں ہوں۔۔۔۔ ان کا دماغ مسلسل ماؤف تھا۔۔۔ آنکھیں دھندلاہٹ کا شکار۔۔۔۔ وہ خود ہی سب سے پہلے دائیں جانب مڑ گئیں۔۔۔ یہاں ایک چھوٹی سی راہداری کے بعد داجی اور زہرہ خاتون کا کمرہ تھا۔۔۔ ان کے داجی۔۔۔ ان کی اماں۔۔۔۔!

دروازے کے باہر کھڑے ہو کر اس کے ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ باقاعدہ کپکپا رہی تھیں۔۔۔ہمیشہ کی طرح ان کی پشت پر عباد کھڑے تھے، جنھوں نے پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھول دیا تھا۔۔۔دروازے کے عین سامنے خان اللہ یار خان وہیل چئیر پر بیٹھے اسی طرف دیکھتے اپنی لور کا ہی انتظار کر رہے تھے۔۔۔۔ان کے پہلو میں زہرہ خاتون بھی متورم آنکھیں لیے موجود تھیں۔۔۔۔آرزو پتھر کی ہو گئیں۔۔۔خان اللہ یار خان نے دونوں بازو وا کیے اور آرزو چھوٹے بچے کی طرح ان کے سینے سے جا لگیں۔۔۔ستائیس برس۔۔۔ستائیس برس کی تڑپ تھی جو ان کے آنسوؤں میں تھی۔۔۔۔ستائیس برس کا دکھ تھا جو پانی بن کے بہہ رہا تھا۔۔۔اور چار ماہ پرانا شدید ترین صدمہ تھا جو آہوں کی صورت ان کی زبان سے جاری تھا۔۔۔

"داجی۔۔۔میرا ایسار۔۔۔۔داجی میرا بچہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔۔۔داجی آپ کو خبر بھی نا ہوئی اور مجھ پر کیا بیت گئی۔۔۔میں نے آپ کو بہت پکارا داجی۔۔۔۔راتوں کی تاریکیوں میں اور دن کے اجالوں میں۔۔۔میں نے آپ کو پل پل یاد کیا داجی۔۔۔۔میری بیٹا نہیں رہا۔۔۔۔وہ مجھے آپ سے ملوانے کی حسرت لیے دنیا سے چلا گیا داجی۔۔۔۔آپ نے مجھے بہت دیر سے بلوایا میرے داجی۔۔۔۔!" وہ بے تحاشا روتی جاتی تھیں اور بے تحاشا شکوے کیے جاتی تھیں۔۔۔خان اللہ یار خان کے کتنے ہی آنسو آرزو کے بالوں میں جذب ہو گئے۔۔۔۔ان کا بس چلتا تو یونہی اسے سینے سے لگائے عمر تمام کرتے۔۔۔انہیں اپنا کلیجہ پھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔وہ کیسے اپنی بیٹی کے دکھوں کا ازالہ کرتے جو محض ان کی انا کی خاطر اس نے اٹھائے تھے۔۔۔زہرہ خاتون نے روتی بلکتی آرزو کو پیچھے سے تھام کر رخ موڑا اور اپنے سینے سے چمٹا لیا۔۔۔ان کے ممتا کے بھڑکتے

بھانبھڑ پر ٹھنڈی پھوار برس گئی تھی۔۔۔ جس تکلیف میں انہوں نے ستائیس سال کاٹے تھے کیا ان کا کوئی ازالہ تھا۔۔؟ وہ تو عورت ہونے کے ناتے کھل۔کر رو بھی نا سکی تھیں کبھی۔۔۔۔!

کمرے میں موجود ہر شخص رو رہا تھا۔۔ سبھی کے لیے یہ ملن نشاط انگیز تھا۔۔۔ دروازے سے لگ کر کھڑی سلسبیل پر مسلسل حسان کی نگاہیں تھیں جو بار بار چھوٹی انگلی سے آنکھ کا پانی جھٹکتی تھی۔۔۔ بڑا حسین نظارہ تھا۔۔۔ دھنک رنگوں جیسی کومل لڑکی بار بار اوس کی بوندیں ٹپکائے جا رہی تھی۔۔ عباد نے حسان کی چوری پکڑلی اور کھسکتے ہوئے اس کے قریب کھڑے ہوتے ہوئے بولے۔۔۔

"لگتا ہے تم بھی سینٹی ہو گئے بیٹا۔۔۔۔ جو ایسے بے خود سے ہو گئے۔۔۔ ہوں۔۔؟"

"اررے نہیں نہیں۔۔۔ میں تو بس۔۔۔ میں تو بس یہ دیکھ رہا تھا کہ دروازے سے ابھی مزید کون اندر آنے والا رہ گیا ہے۔۔۔۔ ایسا نظارہ روز روز دیکھنے کو تھوڑی ملتا ہے اس لیے سبھی گھر والوں کو دیکھنا چاہئے نا بڑے بابا۔۔۔۔!"

اس کی بات پر عباد صاحب مسکرائے اور پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے بولے

"حسان۔۔۔ میری جان۔۔۔ تمہارا شکریہ۔۔۔۔ آج صرف تمہاری وجہ سے تمہاری آرزو ماما زندہ ہیں۔۔۔ اگر تم اتنی کوشش نا کرتے تو شائد ہم پیار کے بعد آرزو کو بھی کھو چکے ہوتے اور یقین کرو اگر ایسا ہوتا تو پھر میرے لیے سانسیں پوری کرنا ناممکن ہو جاتا۔۔۔ مجھ سے اپنے بیٹے کی موت کا بھار نہیں اٹھایا جاتا تو اگر آرزو کو کچھ ہو جاتا تو میں بلکل ڈھے جاتا۔۔۔!"

"ایسا مت کہیں بڑے بابا۔۔۔ آپ دونوں میرے ماں باپ ہیں۔۔۔ میں آپ کے لیے جو بھی کروں کم ہے۔۔۔ لیکن میری خواہش ہے کہ میں بھی آپ ہی کی طرح کسی پیاری سی بچی سے محبت کروں۔۔۔ اور

آپ کی عمر تک پہنچ کر بھی اس کا ایسا ہی شیدائی رہوں۔۔۔بچی میں نے ڈھونڈلی ہے بڑے بابا، آپ مجھے شیدائی بنانے کا انتظام کریں۔۔۔۔۔!"۔وہ انتہائی سنجیدگی سے بولتے بولتے یکدم ٹون بدل کے بولتا عباد صاحب کو ہنسا گیا۔۔ان کی ہنسی کی آواز سن کے خان اللہ یار خان یکدم چونک کر ان کی جانب مڑے۔۔۔۔۔عباد صاحب کی ہنسی کو بریک لگا۔۔۔۔حسان نے ان کی یہ حالت دیکھی تو اپنی ہنسی چھپانے کے لیے منہ پھیر لیا۔۔۔ مگر اگلا پل حیران کن ضرور تھا پر غیر متوقع نہیں۔۔۔عباد صاحب کو سسر نے گلے لگنے کا شرف عطا کیا تھا۔۔۔۔وہ ان کے کان میں بہت کچھ کہہ رہے تھے۔۔۔۔حسان سمجھ گیا کہ ماضی کی کوتاہیوں کی معافی تلافی۔۔۔۔وہ غیر محسوس انداز میں چلتا ہوا دروازے کی چوکھٹ تک آیا اور سلسبیل کے قریب سے باہر جاتے ہوئے سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔۔۔

"میں نے سب کو ملا دیا بیلا۔۔۔اب تم مجھ سے آن ملو۔۔۔۔۔۔!"

سلسبیل کے گال دہکتے آتش فشاں بن گئے۔۔۔حسان باہر جاچکا تھا مگر وہ جیسے ایک حرف "بیلا" میں جکڑی گئی تھی۔۔۔کیسا البیلا سا نام دیا تھا اس نے۔۔۔۔اس کا رواں رواں حسان کی بات پر سنسنا اٹھا تھا۔۔۔اس نے سب کو بنظر غائر دیکھا۔۔۔کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا مگر اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے سبھی نے اس کے چہرے کا اڑتا رنگ دیکھ لیا تھا۔۔۔وہ الٹے پاؤں کھسکتی وہاں سے نکل کر اپنے کمرے کی اور چل دی۔۔۔۔دل کی دھڑک دھڑک اب سے پہلے اس لے پر کبھی نہیں دھڑکی تھی۔۔۔۔۔!

آرزو نے حسان کے لیے سلسبیل کا رشتہ مانگا تھا۔۔۔وہ بھتیجی پر اس قدر فریفتہ ہوئی تھیں کہ جب بھی سامنے آتی اسے بے خودسی تکتی رہتیں۔۔۔وہ بہت زیادہ آرزو سے مشابہ تھی مگر اس کی آنکھوں کی رنگت ان کی

بناوٹ اور ہونٹوں کی تراش اسفند سے ملتی تھی۔۔۔۔ چھوٹے لاڈلے بھائی کی یاد بات بات پر آنکھ بھر لاتی تھی۔۔۔ انہوں نے دو جان سے پیارے رشتے کھو دیے تھے۔۔۔ دونوں سے محبت کا کوئی پیمانہ ہی نہیں تھا۔۔۔ سلسبیل اسی بھائی کی نشانی تھی جسے وہ ہمیشہ کے لیے اپنے ساتھ لے جانا چاہتی تھیں۔۔۔ خان اللہ یار خان کو اب کوئی اعتراض نہیں تھا، آرزو ان سے جان بھی مانگتی تو وہ ہرگز نا جھجکتے۔۔۔۔ فاطمہ ممانی بیٹی کی مرضی سے واقف تھیں اس لیے ان کے لیے اس سے بڑی خوشی کی بات کیا ہو سکتی تھی۔۔۔ زہرہ خاتون کے لیے حسان بلکل یسار کیطرح تھا۔۔۔ انہوں نے اسے نواسے کے طور پر پہلے دن سے بے حد چاہا تھا۔۔۔ وہ اس کی حقیقت سے واقف بھی ہو گئی تھیں تب بھی ان کی محبت سے فرق نہیں آیا تھا۔۔۔ خاں صاحب نے لونگ ہال میں سب کو اکھٹا کر کے آرزو کو ہاں کہہ دی تھی۔۔۔ رضا اور ہنی نے خوشی کا نعرہ مارتے ہوئے حسان کو یوں مبارک باد دی تھی جیسے وہ رشتہ مانگنے والوں کے ساتھ ہوں، دینے والوں کے نہیں۔۔۔۔ سبھی ان کی اس حرکت سے محظوظ ہو رہے تھے۔۔۔ چند افراد کے ہی بولنے کا اس قدر شور تھا کہ لونگ روم میں بھونچال آیا ہوا تھا۔۔۔۔ فاطمہ ممانی سب کا منہ میٹھا کروانے لگیں۔۔۔ ملازمائیں کھانے پینے کے سامان سے ٹیبل سجانے لگیں تو حسان نے ارد گرد نگاہ دوڑائی کہ شائد کسی کونے کھدرے میں سلسبیل کھڑی دکھائی دے جائے مگر وہ نہیں تھی۔۔۔ نظر واپس پلٹتے پلٹتے عباد صاحب پر آرکی تو وہ اسے چڑانے والے انداز میں دیکھتے بھنویں اچکا رہے تھے۔۔۔ حسان نے ناک سکوڑ کر انہیں دیکھا۔۔۔ عباد صاحب نے اس کو ہاتھ کی انگلی سے اوپر کا اشارہ کیا۔۔۔ حسان کھل اٹھا یعنی سلسبیل اوپر تھی۔۔۔ وہ ہنی اور رضا کو بمشکل ایک دوسرے سے لڑوا کر وہاں سے کھسک لیا۔۔۔ وہ سیدھا چھت پر گیا تھا۔۔۔ جب سے حسان نے اس کی ایک پینٹنگ کا ناس کیا تھا تب سے اس نے اپنا ایزل اور رنگ وغیرہ چھت کے اسٹور میں ہی

رکھ چھوڑے تھے۔۔۔فارغ اوقات میں وہ چھت پر ہی پائی جاتی تھی۔۔۔حسان اوپر آ کر بنا آہٹ اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔۔۔ہوا کی سرسراہٹ کے ساتھ سلسبیل کا کانوں میں اس کی آواز پڑی۔۔۔

"بیلا۔۔۔۔"

وہ جھٹکا کھا کر پلٹی تو اس سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔۔۔حسان نے شرارتاً کہا۔۔۔

"چلو منہ واپس ادھر کرو، میں دوبارہ پکارتا ہوں۔۔۔ضروری نہیں ہر دفعہ مجھے ناکامی ہو۔۔۔اس بار مجھے یقین ہے تم مجھ سے آملو گی۔۔۔بیلا۔۔۔!" وہ ذومعنی انداز میں اسے چھیڑ رہا تھا۔۔۔وہ چند انچ کے فاصلے پر کھڑی گھبراہٹ پر قابو پاتی، چہرے پر آئی ریشمی لٹ کو کان کے پیچھے اڑس رہی تھی۔۔۔حسان چند پل بلکل خاموشی سے اس کا حسین چہرہ دیکھتا رہا، جس کی تابناکی سورج کی ڈھلتی کرنوں نے دوچند کر دی تھی۔۔۔حسان نے نظر ہٹا کر اس کے کینوس کی اور پھیری۔۔۔پھولوں سے بھرے کنج میں دو سنہری پروں والی چڑیاں ایک دوسرے کی سنگت میں سر جوڑے بیٹھی تھیں۔۔۔منظر نامکمل ہوتے ہوئے بھی مکمل تھا۔۔۔اس نے ایک آسودگی سے بھرپور سانس خارج کرتے ہوئے سلسبیل سے کہا۔۔۔

"جس وقت یسار نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ اگر اسے کچھ ہو جائے تو میں تمہیں اپناؤں گا۔۔۔میں پاکستان جاؤں گا اور وہ سب کچھ کروں گا جو اس نے کرنے کا ارادہ باندھ رکھا تھا، تب میرے دل میں تمہارے لیے کوئی جذبہ نہیں تھا بیلا۔۔۔۔لیکن جس گھڑی میں نے پہلی بار تمہیں دیکھا تب میری ایک ہارٹ بیٹ مس ہوئی تھی۔۔۔مگر محبت ہونے میں کچھ دن لگے تھے۔۔۔اور اب یہ عالم ہے کہ تم سے جدائی کا سوچوں بھی تو ہارٹ بیٹ مس نہیں ہوتی، رک سی جاتی ہے۔۔۔۔یسار جاتے جاتے مجھ پر بہت بڑا احسان کر گیا

بیلا۔۔۔میں جانتا ہوں کہ تمہاری اس سے اٹیچ منٹ تھی۔۔۔۔لیکن میں کبھی نہیں چاہوں گا میں اور تم اسے بھول جائیں۔۔وہ اتنا پیارا شخص بھلائے جانے کے قابل ہر گز نہیں۔۔۔۔!"

"میں اسے کبھی نہیں بھولی حسان۔۔۔۔!" سلسبیل بے حد سنجیدگی سے گویا ہوئی۔۔۔"بہت چھوٹی عمر سے ہم نے انیہ بی اور پاپا کو پھوپھو کی یاد میں کرب سے گزرتے دیکھا تھا۔۔۔پاپا کبھی بھی کسی اہم خوشی کے موقعہ پر کھل کر مسرت کا اظہار کر ہی نہیں پائے۔۔۔انہیں پھوپھو کی یاد ایسا کرنے سے روک دیتی تھی۔۔۔۔انیہ بی بتاتی ہیں کہ جب میں پیدا ہوئی تو پاپا بہت خوش ہوئے تھے،وہ انیہ بی سے کہتے تھے کہ دیکھئے گا میری سلسبیل ہی سبب بنے گی آرزو آپا کے اور ہمارے ملاپ کا۔۔۔۔جب یسار نے پہلی بار مجھ سے رابطہ کیا تو مجھے بے حد حیرت ہوئی تھی بلکہ میں خوش بھی ہوئی مگر اسے شو نہیں کروایا۔۔۔۔اس کے بعد محتاط انداز میں میری اس سے ہلکی پھلکی گپ شپ چل نکلی۔۔۔۔۔وہ جذباتی لیکن خیال رکھنے والا انسان تھا۔۔۔۔آہستہ آہستہ اس کی باتوں میں معنی خیزی آتی چلی گئی۔۔۔وہ ڈھکے چھپے لفظوں میں اپنی دلچسپی ظاہر کرنے لگا۔۔۔۔اسے ڈر تھا کہ کہیں میں انکار نا کر دوں۔۔۔۔جب اس نے مجھے پرپوز کیا تو میں نے انکار نہیں کیا،کیونکہ میری کہیں کمٹمنٹ نہیں تھی اور یسار سے میں کئی ماہ سے رابطے میں تھی۔۔۔۔۔اس کے کسی انداز میں اوچھا پن نہیں جھلکتا تھا۔۔۔۔اس کی تربیت اچھے خطوط پر ہوئی تھی۔۔۔۔مجھے بھلے اس سے ویسی محبت نہیں ہوئی تھی جیسی اسے مجھ سے تھی مگر انسیت ضرور تھی اور آرزو پھوپھو سے بچپن سے لاشعوری طور پر شدید محبت تھی۔۔۔۔اس لیے اگر اس شادی سے سب ایک بار پھر مل سکتے تھے تو میرے لیے یہ بے حد خوشی کی بات تھی۔۔۔حالانکہ میں نے یسار کی تصویر تک نہیں دیکھی تھی۔۔۔۔۔مگر پھر ایک دن اچانک پاپا کی ڈیتھ ہو گئی اور ہر چیز اپنے مقام پر جامد ہو گئی۔۔۔۔اپنے اتنے ینگ اور ڈیشنگ پاپا کی ڈیتھ پر میں ٹوٹ کر رہ گئی تھی۔۔۔۔میرا کسی سے

بات کرنے کو دل نہیں کرتا تھا۔۔۔اور۔میری غیر حاضری کو یسار نے ناجانے کیا سمجھا کہ جذباتی ہو کر مجھ سے قطع تعلقی کرلی۔۔۔۔جب بہت سارے دنوں بعد میں نے اپنے انباکس میں اس کا میسج پڑھا تو مجھے بے حد تکلیف ہوئی۔۔۔۔مجھے لگا کہ یسار نے میری تکلیف کو سمجھا ہی نہیں۔۔۔میں اس سے سخت ناراض ہو گئی مگر پھر بھی وہ مجھے دن میں کتنی ہی بار یاد آتا تھا اور میرے غصے میں اضافہ کرتا تھا۔۔۔مجھے ہر وقت پچھتاوے گھیرے رہتے کہ میں نے کیوں اس پر اس قدر بھروسہ کیا کہ اس کے ساتھ دل کا ایک تعلق قائم ہو گیا۔۔۔اسی لیے جب آپ کے آنے کی خبر ملی تو میں نے تہیہ کرلیا کہ کسی بھی صورت آپ سے کلام نہیں کروں گی بلکہ ہو سکا تو آپ کو اپنے رویے سے احساس دلاؤں گی کہ آپ کا رویہ کتنا غلط تھا۔۔۔میں آپ کو یسار جان کر طنز کرتی رہی اور آپ ہونقوں کی طرح جواب میں میرا منہ دیکھتے رہا کرتے۔۔۔۔کبھی کبھی تو مجھے لگتا کہ آپ بہت بڑے ڈرامہ باز ہیں لیکن پھر ناجانے کیسے، کس گھڑی میں دوبارہ سے آپ کے بارے میں سوچنے لگی۔۔۔وہ جو انسیت تھی وہ رفتہ رفتہ محبت میں ڈھل رہی تھی اور میں پریشان تھی۔۔۔جس دن آپ نے مجھے اپنی حقیقت بتائی تھی، یسار کی موت پر بے تحاشا دکھ کے باوجود مجھ پر اس حقیقت کا ادراک ہوا کہ مجھے یسار سے نہیں حسان سے محبت ہے۔۔۔۔مجھے آپ سے محبت ہے۔۔۔لیکن یسار وہ پیارا انسان ہے جسے خود سے زیادہ دوسروں کی پرواہ رہتی تھی۔۔۔بظاہر لاابالی سا شخص اندر سے سب کے لیے سوچتا تھا، فکرمند رہتا تھا۔۔۔اسی فکرمندی نے اسے مجھ سے قریب کیا تھا۔۔۔۔وہ اپنے بھائی کو اپنی جان سے زیادہ چاہتا تھا۔۔دنیا کی ہر اچھی چیز وہ اس کے لیے پسند کرتا تھا۔۔۔ایک دفعہ اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ حسان کو پاپا اور ماما کی طرف سے گفٹ سینڈ کرتا ہے اور بعد میں انہیں استعمال کرنے کے لیے اس سے جھگڑتا ہے۔۔۔حسان جب اسی کے بھیجے گئے گفٹس کو ماما اور پاپا کی اپنے لیے محبت جان کر اسے یوز کرنے کے لیے نہیں دیتا تو اسے

بہت مزہ آتا تھا۔۔۔۔۔وہ اپنی ماما سے بے انتہا پیار کرتا تھا۔۔۔اور ان کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔تو کیا ایسا انسان جو سب سے صرف پیار ہی پیار کرتا ہو، کیا ایسے شخص کو بھلایا جا سکتا ہے۔۔۔۔؟"

وہ حسان سے پوچھ رہی تھی، جس کا رخ ڈھلتے سورج کی جانب تھا۔۔اس نے آنکھ کی کنارے آیا آنسو ہاتھ کی انگلی سے نا محسوس انداز میں جھٹکا اور سلسبیل کی طرف پلٹا۔۔۔۔

"یسار جیسے کمینے بھلائے نہیں جاتے بلکہ دل میں بسائے جاتے ہیں۔۔۔۔وہ کل بھی میرے اندر بستا تھا، آج بھی وہیں کا وہیں ہے اور مجھے پتا ہے کہ وہ ایسا لیچڑ ہے کہ کبھی میرا پیچھا نہیں چھوڑنے والا۔۔۔۔!"

سلسبیل منہ کھولے حیرت سے حسان کو دیکھ رہی تھی جو یسار کے بارے میں ایسے بات کر رہا تھا جیسے وہ سامنے کھڑا ہو۔۔۔حسان نے اس کی حیرانی نظر انداز کرتے ہوئے اسے آنکھ ماری۔۔ سلسبیل نے سٹپٹا کر نگاہ پھیری اور زیر لب کچھ بڑبڑائی۔۔۔

"یہ تم مجھے کیا بولتی ہو بیلا۔۔۔منہ کے اندر۔۔ذرا باہر نکالو نا ان الفاظ کو تو پھر دیکھو میں تم سے کیسے نبٹتا۔۔۔۔!"

اس نے دونوں بازو سینے پر لپیٹتے ہوئے پوری دلجمعی سے اسے گھورنا شروع کیا۔۔ سلسبیل جانتی تھی کہ وہ اسے چڑا رہا ہے۔۔۔ سلسبیل نے انگلی اٹھا کر اس کے سینے پر عین شرٹ کے بٹن پر رکھی اور اسے دھکیلتی ہوئی ایزل کے قریب لے جانی لگی۔۔۔۔

"میں یہ کہتی ہوں کہ کاش۔۔کاش ایک بار میں اس آدمی سے اپنی پینٹنگ برباد کرنے کا بدلہ لے سکوں۔۔۔۔ایسے۔۔۔۔۔"

ساتھ ہی اس نے پیلٹ سے اٹھایا پینٹ برش حسان کے بائیں گال پر لتھیڑ دیا۔۔۔۔سرخ رنگ اس کے وجیہہ چہرے پر جچب دکھا گیا۔۔۔۔وہ اس حرکت کے لیے تیار نہیں تھا۔۔۔اس نے جوابا پورا پیلٹ پکڑا اور سلسبیل کی جانب بڑھا۔۔۔لیکن اس سے پہلے ہی وہ اس کے سینے پر ہاتھوں سے دباؤ ڈالتی پیچھے کو دھکا دیتی ،وہاں سے بھاگ لی تھی۔۔۔حسان کے ہاتھ میں پکڑا رنگوں بھرا پیلٹ اس کے اپنے کپڑوں پر نقش و نگار بنا گیا۔۔۔سلسبیل جا چکی تھی اور اس نے خوشگوار موڈ میں دونوں بازو ہوا میں انگڑائی لینے کے انداز میں کھول کر سر کی پشت پر باندھ لیے۔۔۔۔اس کی نگاہیں ڈوبتے سورج پر مرکوز تھیں۔۔۔یسارا اسے بلا رہا تھا۔۔۔اب اسے جلد از جلد اپنے یار سے ملنے واپس کیلیفورنیا جانا تھا۔۔۔۔۔!

وہ آفس سے نکل کر سیدھا فلاور شاپ پر گیا تھا۔۔۔ایک خوبصورت سا بکے بنوا کر اور کچھ الگ سے تازہ پھول لے کر وہ واپس گاڑی میں آبیٹھا۔۔۔۔بکے کو بغور دیکھتے ہوئے اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹی سی نفیس سی ڈبیا نکالی۔۔۔ایک بار اسے کھول کے دیکھا۔۔۔نوز پن کا خیرہ کن ڈائمنڈ جگر جگر کر رہا تھا۔۔۔اس نے اسے بند کیا اور بوکے کے درمیان میں پھولوں کے درمیان احتیاط سے ایڈجسٹ کر دیا۔۔۔آج سلسبیل کی سالگرہ تھی۔۔۔شادی کے بعد کیلیفورنیا آئے اسے ڈھائی ماہ ہو چکے تھے۔۔۔وہ اسے یونیک سا گفٹ دینا چاہتا تھا اور نوز پن سے زیادہ منفرد تحفہ اس کی نظر میں اور کوئی نہیں تھا کیونکہ سلسبیل نے اسی کی شدید خواہش پر ناک میں چھید کروایا تھا۔۔۔اسے عورت کا یہ سب سے چھوٹا زیور بہت بھاتا تھا۔۔۔اس نے تصور میں اس نوز پن کو سلسبیل کی ناک میں سجے دیکھا تو بے اختیار اس کے ہونٹ مسکرا دیے۔۔۔شادی کے بعد بہت جلد حسان نے سلسبیل کو کیلیفورنیا بلوا لیا تھا مگر آرزو زیادہ تر پاکستان کا ٹکٹ

کٹائے رکھتی تھیں۔۔۔۔۔ داجی اور ادے اپنی لور کے بغیر بہت جلد اداس ہو جاتے تھے۔۔۔۔۔ عباد صاحب مسکین سی صورت بنائے انہیں دھمکاتے تھے کہ میں دوسری کر لوں گا۔۔۔ تو وہ جی کھول کر ہنستیں۔۔۔۔ عباد صاحب خود بھی اسٹور کی دیکھ بھال حسان کے حوالے کر کے ساتھ ہی نکل لیتے۔۔۔ یوں ان کا پاکستان آنا جانا لگا رہنے لگا تھا۔۔۔ ان کی غیر موجودگی میں زینیہ بھی پورا خیال رکھتی تھی۔۔۔ آج کل بھی آرزو پاکستان میں تھیں اور دن میں کئی بار ان دونوں کی خبر گیری کرتی تھیں۔۔۔ سچ بات تو یہ تھی کہ حسان کو انہوں نے ہی سلسبیل کی سالگرہ یاد کروائی تھی ورنہ وہ ایسے معاملات میں کورا تھا۔۔۔ زینیہ کل شام سے آئی ہوئی تھی اس لیے سلسبیل کے اکیلے ہونے کی فکر نہیں تھی۔۔۔ گھر واپسی سے پہلے اس نے گاڑی کا رخ کہیں اور موڑ لیا تھا۔۔۔ ترتیب اور سلیقے سے بنی قبروں والا وسیع و عریض قبرستان ہمیشہ کی طرح سنسان تھا۔۔۔ وہ گاڑی پارک کر کے اترا اور گیٹ کھولتا اندر چلا آیا۔۔۔ نگاہ سیدھی سب قبروں کو پھلانگتی "یار" کی قبر سے جا چپکی۔۔۔۔ ہر بار کی طرح اس کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔۔۔ سال سے زیادہ ہو گیا تھا مگر اب تک یسار کی جدائی کا زخم بے تحاشا رستا تھا۔۔۔ اس کے لیے کیلیفورنیا کی فضائیں مستقل اداس ہو چکی تھیں۔۔۔ وہ یسار کی قبر کے قریب پہنچ کر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔۔۔ فلاور شاپ سے لیے تازہ پھول اس کی قبر پر رکھتے ہوئے اس نے دوسرے ہاتھ کی انگلی سے آنکھ میں آیا آنسو جھٹکا اور مصنوعی خفگی سے بولا۔۔۔

"کیوں ہنس رہا ہے کمینے۔۔۔۔ مجھے زہر لگتی ہے تیری ہنسی۔۔۔ مجھے پتا ہے کہ تو بہت خوش ہے لیکن یار میرا دل اب تک نہیں لگتا۔۔۔" اس نے چہرہ اتنا جھکا لیا کہ ٹھوری سینے سے چھونے لگی... "مجھے تو بہت یاد آتا ہے یار۔۔۔ بڑے بابا اور آرزو ماما محض تیری یادوں سے پیچھا چھڑانے کے لیے پاکستان چلے جاتے ہیں، کیا میں جانتا نہیں بھلا یہ بات۔۔۔؟ لیکن میں انہیں کیسے روکوں۔۔۔ وہ دونوں بظاہر ہنستے بولتے ہیں لیکن بوڑھے

لگنے لگے ہیں۔۔۔۔تو ہم سب کی زندگیوں کو جام کر گیا ہے یار۔۔۔۔میں نے تجھ سے کیا ہر وعدہ نبھا دیا مگر مجھے پھر بھی سکون نہیں کیونکہ ہر پل ہر لمحہ تیری یاد میرے دل کو گرفت میں لیے رکھتی ہے۔۔۔۔!"

اس نے یاسیت سے پیشانی اس کی قبر کی نم مٹی سے ٹیک دی۔۔۔۔یکدم ہلکی ہلکی چلنے والی ہوا میں تیزی سی آئی تو حسان فوراسیدھا ہو بیٹھا۔۔۔۔۔

"پتا ہے۔۔۔۔۔پتا ہے۔۔۔۔تجھے میرا اداس ہونا پسند نہیں۔۔۔۔لیکن میں کیا کروں یار، مجھے تیرے بغیر کچھ بھی پسند نہیں۔۔۔۔۔"ایک لمبا سانس خارج کر کے خود کو ریلیکس کیا اور بولا"دیکھ سب کچھ ہو گیا۔۔۔۔ویسا ہی جیسا تو چاہتا تھا۔۔۔۔۔داجی نے آرزو ماما کو سینے سے لگالیا۔۔۔ان کے میکے کے دروازے ایک بار پھر ان پر کھل گئے۔۔۔۔سلسبیل کو میں نے اپنالیا۔۔۔۔میں اس سے بے حد محبت کرتا ہوں یار۔۔۔"سبک سی ہوا نے اس کے چہرے سے مس ہو کر اس بات پر شکریہ ادا کیا۔۔۔۔"اور آج میں پورے دل سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ سلسبیل کو مجھے دان کر کے تو نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے یار۔۔۔۔ورنہ میں تیری جدائی کے غم میں کبھی کا مر چکا ہوتا۔۔۔۔اس نے مجھے سنبھالا ہے۔۔۔۔میرے غم کا مداوا ہے وہ۔۔۔۔وہ میری زندگی میں تیرا دیا گیا لازوال تحفہ ہے یار۔۔۔۔۔تیرا شکریہ مجھ پر ادھار تھا۔۔۔ادا نا کرتا تو، تُو مجھے راتوں کو خواب میں آ آ کر ڈراتا۔۔۔۔۔شکریہ میرے یار۔۔۔تمہارا شکریہ۔۔۔۔!"اس نے ایک ادھ کھلی کلی اٹھائی، اسے چوما اور واپس قبر پر رکھ دیا۔۔۔۔وہاں سے اٹھ کر واپس گاڑی میں آ کر بیٹھنے تک نرم ہوا کے جھونکے اس کے ساتھ اٹکھیلیاں کرتے رہے تھے۔۔۔۔یسار کی خوشبو اس کے وجود کے ساتھ لپٹی ہمراہ تھی۔۔۔۔گاڑی اسٹارٹ کرنے کے بعد اس نے وہیں سے یسار کی قبر پر نظر ڈالی۔۔۔اس کی قبر پر پڑے پھولوں کی پتیاں ہوا کے زور سے پھڑ پھڑا رہی تھیں، جیسے ان کے ساتھ کوئی چھیڑ خانی کر رہا ہو۔۔۔۔۔اس کی نظر کو ایسا محسوس ہوا

جیسے کوئی بگولہ سا قبر کے سرہانے چکرا رہا ہے۔۔۔اس نے ایک طویل سانس پھیپھڑوں میں بھر کر اپنے آنسوؤں کو پیا اور گاڑی گھر کے رستے پر ڈال دی۔۔۔ سلسبیل کا خیال پوری شدت سے اس کے حواسوں پر غالب ہوا۔۔۔گھر جا کر اسے اپنی بیلا کو اعتبار اور محبت سے چنے ان پھولوں کے گلدستے کو پیش کرنا تھا جس کی مہک تمام عمران کے رشتے کو مہکاتی رہتی۔۔۔اس نے ہاتھ بڑھا کر سی ڈی پلئیر آن کیا۔۔۔دوستی ایسا جذبہ ہے جو انسان کی زندگی سنوار دیتا ہے۔اور اس کی زندگی میں یسار آخری سانس تک اس جذبے کی علامت بن کر رہنے والے تھا۔۔۔!

میری زندگی سنواری

مجھ کو گلے لگا کر

میرے دل کی یہ دعا ہے

کبھی دور تو نا جائے!

تیرے بنا ہو جینا

وہ دن کبھی نا آئے

تیرے سنگ جینا یہاں

تیرے سنگ مر جانا!

یاد کرے گی دنیا

تیرا میرا افسانہ۔۔۔!

تیرے جیسا یار کہاں

کہاں ایسا یارانہ....!

ختم شد